مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ترجمان

نحن انصار اللہ

جلسہ سالانہ کینیڈا 2007ء کے چند یادگار مناظر

LOOKING FOR NEW & USED CARS, TRUCKS AND VANS
Toronto Loves LEGGAT
CHEVROLET • OLDSMOBILE LIMITED
GM
COME CHECK US OUT!!!
WE MAKE BUYING A CAR AT LEGGAT CHEV EASY!
Thank You For Your Continuous Support!!!
LEGGAT CHEVROLET.OLDSMOBILE LTD.
360 REXDALE BLVD. , REXDALE, ONTARIO M9W 1R7
FIND EVERYTHING UNDER ONE ROOF...
ALL MAKES AVAILABLE!
Call Before Buy or Sell!
DODGE
Jeep
MERCURY
CHRYSLER
CHEVROLET
Ford
TOYOTA
SAAB
PONTIAC
GMC
Cadillac
LINCOLN
mazda
SATURN.
BUICK
ACURA
Love for All, Hatred for None
READY TO HELP YOU,
FOR YOUR PRESENT & FUTURE VEHICLE NEEDS.
JUST A PHONE CALL AWAY!
Mubariz Warraich
TEL: (416) 743-1810 ext. 242
Cell: (647) 280 - 7431

Buy @ $0 Down*
Sell @ 1% Only*

Please Call
NAZEEF CHAUDHARY
Tel: 905- 672-1234
Cell: 416-839-4015
or visit

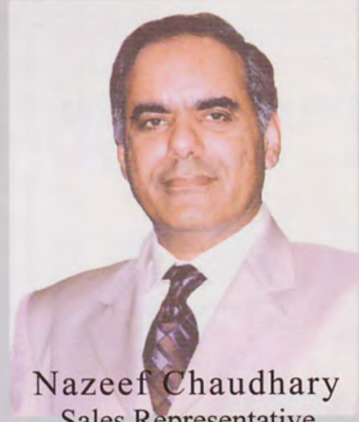

Nazeef Chaudhary
Sales Representative
e-mail: nachaudhary@trebnet.com

Peace Village
3 Bedrm Semi, Finish Bsmt, Office on main floor, Newly Renovated

Brampton, Bovaird/Worthing
4 Bedroom Detached, Finish Bsmt, Sep Ent, Main Flr Laundry

Brampton, Dixie/P. Robert
3 Bedrm Detached, Finished Bsmt with washroom

Brampton, Chingauc/Sandalw
3 Bedrm Detach, Liv/Family Rm, Fin Bsmt Apt

Brampton, Airport/Castlemore
3 Bedrm Semi Mattamy Home, Close To 3 Plazas, New Hospital

Peace Village
4 Bedrm Detach Home, 2 Bedrm Finish Bsmt, Sep Ent, Renovated

- Free Evaluation Of Your Home, No Obligation !!!
- Power Of Sale Homes, Get Listings E-mailed To You
- New Immigrant, Self Employed or Refugee Status

HOMELIFE
HIGHER STANDARDS

Homelife/United Realty Inc.
7420 Airport Rd, Unit 105, Mississauga, ON
L4T 4E5

* For More Details Please Call Me

People Don't Plan to Fail They Fail to Plan The Future

Call For A Complimentary

FUTURE PLAN

The Better Financial Solutions

Shahid Mirza

MARKETING DIRECTOR

Cell: (647) 868-7526

planfs@gmail.com

The Right Plan at The Right Price

Investment	*Mortgage*	*Insurance*
RESP, RRSP, RRIF *Mutual Funds* *Tax Deductible* *Leverage Investment*	*Pay off Your Debts* *Managing Your* *Biggest Expense*	*Disability, Mortgage,* *Critical Illness, Term life,* *Health Drug & Dental,* *Visitors & Travel*

Learn how to Convert Your Mortgage into a Tax Deductible Investment LOC

Get legal large Tax Refunds annually

Pay off Your Bad Debts and Mortgage Faster

Build an Investment portfolio simultaneously

There is NO additional cash required.

FUTURE PLAN

THE BETTER FINANCIAL SOLUTIONS

Future Plan of Canada Associate offer a broad array of Financial Services Products from some of the most respected Companies in the Industry. Mortgages offered by/ through Independent Companies. Future Plan is not a mortgage broker or lender.

Commissions, trailing commissions, management fees and expenses may be associated with mutual fund investments. Mutual fund are sold by prospectus only. Before investing you should obtain a copy of the current prospectus from the mutual fund. Mutual funds are not guaranteed, their values fluctuate and past performance may not be repeated.

Makkah

In The Name Of Allah The Gracious The Merciful

Aerolinx

WORLD TRAVEL INC.

Madina

Guaranteed Lowest Fare To Jalsa's

UK, India, Pakistan, Bangladesh

HAJJ / UMRAH, Packages for 2007

Call us any Time, We will be happy to serve U

onward journey to,Qadian, Pakistan, Bangladesh could be arranged to additional cost.

416-913(Aero) 2376 / 647-891(Aero) 2376

We have more than (30) years experience, from 1976, As Hajj & Umrah controller & Consultant in Saudi Arabian Airlines Jeddah,

1270 Finch Ave, West, # 1. North York, M3J 3J7,on,canada

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی و دینی مجلہ

نحنُ انصارُ اللّٰہ

جلد نمبر: 8 ☆☆☆ شمارہ نمبر:۲ ☆☆ بابت اپریل تا جون 2007ء☆☆شہادت تا احسان 1386 ھش

نیشنل امیر جماعتہائے احمدیہ کینیڈا
ملک لال خان
صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا
ملک کلیم احمد
قائد اشاعت
محمد زبیر منگلا
مدیر۔ اردو
ناصر احمد وینس
مدیر۔ انگلش
ڈاکٹر ساجد احمد
کمپوزنگ انچارج
محمد خلیل
تکنیکی معاونین
ریحان لطیف شرما۔ محمد سلطان ظفر
عبدالحیٔ بشارت۔ محمود چغتائی

فہرست مضامین

	صفحہ نمبر
☆ دینی اقتباسات	2
☆ ادارتی صفحات	3
☆ خصوصی پیغام از: حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز	5
☆ خلافت اور خلفاءِ سلسلہ کے زریں ارشادات	8
☆ اسلام کا پیغامِ امن	12
☆ عہدیدارانِ انصاراللہ کو ہدایات	16
☆ ایک زریں مشورہ	21
☆ سنائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق	22
☆ نظامِ خلافت	24
☆ پھولیں گی فصلیں سرسوں کی	26
☆ برکاتِ خلافت	29
☆ نقطہِ نظر	32
☆ مذہب اور آزادی ضمیر	33
☆ تحریکِ وقفِ نو	35
☆ اُردو زبان کی اہمیت	38
☆ طب وصحت	43
☆ ہلکی پھلکی گفتگو	45
☆ مجلسی سرگرمیاں	48
☆ منظومات	

دفتر اشاعت۔ 100 Ahmadiyya Ave, Maple. Ont., Canada L6A 3A4 Tel: 905-417-1800 Fax: 905-417-1006

E-Mail Address: nahnuansarullah_canada@yahoo.ca

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـــًٔا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝

(سورة النور56:24)

1 - اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

2 - تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

حدیث صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت ﷺ کی ایک عظیم الشان پیش گوئی ☆ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

عَنۡ نُعۡمَانِ بۡنِ بَشِيۡرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُ عَنۡ حُذَيۡفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ تَكُوۡنُ النُّبُوَّةُ فِيۡكُمۡ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنۡ تَكُوۡنَ ثُمَّ يَرۡفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوۡنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنۡ تَكُوۡنَ ثُمَّ يَرۡفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوۡنُ مُلۡكًا عَاضًّا فَيَكُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنۡ يَّكُوۡنَ ثُمَّ يَرۡفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوۡنُ مُلۡكًا جَبۡرِيَّةً فَيَكُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنۡ يَّكُوۡنَ ثُمَّ يَرۡفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوۡنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ.

(مسند احمد بن حنبل- جلد چہارم، صفحہ 273 و مشکوٰۃ تصنیف امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری- کتاب الرقاق، باب الانذار والتحذیر- لاہور: مکتبہ رحمانیہ، حدیث نمبر5143/7، صفحہ533)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دَور ختم ہو جائے گا تو پھر اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ کہہ کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

ارشاداتِ عالیہ

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے قدرتِ ثانیہ کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی کا پرشوکت اعلان)

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔"

(رسالہ الوصیت- روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶،۳۰۷)

خلافت خزاں رسیدہ انسانیت کیلئے بادِ بہار کا جھونکا!

گذشتہ دنوں خانہ کعبہ کے امام پاکستان گئے تو اپنے خطبہ جمعہ میں اپیل کی کہ تمام دنیا کے مسلمان متحد ہو جائیں اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والے اقدامات کو متحد ہو کر ناکام بنائیں۔اسکے ساتھ ہی پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی کا یہ حیرت انگیز بیان بھی اخبارات کی زینت بنا کہ جلاوطن سیاسی لیڈر نواز شریف اور بینظیر بھٹو نے اپنے کارکنوں اور پارٹی لیڈروں کو لاہور میں امامِ کعبہ کی امامت میں پڑھی جانے والی نمازِ جمعہ میں شمولیت سے منع کر دیا جسکی وجہ سے ہر دو سیاسی پارٹیوں کے سرکردہ افراد امام کعبہ کے پیچھے نماز جمعہ میں شامل نہ ہوئے۔(غالباً اسکی وجہ امامِ کعبہ کا جنرل مشرف کے حق میں اور اپوزیشن پارٹیوں کے خلاف مبیّنہ بیان تھا۔واللہ اعلم)

مذکورہ بالا بیانات پڑھ کر ایک عام سیدھا سادہ کلمہ گو مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جو لوگ نماز جیسے بنیادی رکنِ اسلام پر اکٹھے نہیں ہو سکتے وہ اسلام کے خلاف ہونیوالی عالمی سازشوں کا مقابلہ اور سدِّ باب کیونکر کر سکتے ہیں؟! اخبارات کے صفحات اس بات کے بھی گواہ ہیں کہ کلمہ گوؤں کو متحد ہونے کی اپیل کرنے والے امامِ خانہ کعبہ عبدالرحمان السدیسؔ کا ایک بیان گذشتہ سال نام نہاد "مجلس تحفظِ ختمِ نبوت" کے ایک چندہ خور مولوی عبدالرحمان باواؔ کی وساطت سے اخبارات میں شائع ہوا کہ (کلمہ گو) احمدی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔(اسکا تفصیلی جواب "نحنُ انصار اللہ" میں دیا جا چکا ہے) اب جو امام ایک طرف اتحاد و یکجہتی کی اپیل بھی کرے اور اُسی سانس میں کلمہ گوؤں کو کافر بھی ٹھہرائے اسکی اپیل و زبان میں تاثیر آئے تو کیسے..........؟!

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی پیش گوئی اور قرآن حکیم کی آیت استخلاف کی روشنی میں جب تک امتِ مسلمہ ایک موعود و واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کی ڈھال کے پیچھے نہیں آ جاتی، وہ اس وقت تک اتفاق و اتحاد کی برکتوں سے متمتع نہیں ہو سکتی۔تعداد کے لحاظ سے درجنوں مسلمان مملکتیں اور دنیا کی ایک کثیر آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہونے کے باوجود مسلم اُمّہ اِس وقت ایک ایسی منتشر و لاچار بھیڑ کی طرح ہے جو ایک عرصہ سے اپنے انتشار و افتراق کے باعث قدرتی و غیر قدرتی ماریں کھاتی چلی جا رہی ہے۔اس دردناک حالت کو دیکھ کر ہی مولانا ابوالکلام آزادؔ نے اپنی کتاب "مسئلہ خلافت" میں مسلمانوں کو یہ بے لاگ مشورہ دیا تھا کہ:

> "تمام لوگ کسی ایک صاحبِ علم و عمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ ان کا امام ہو۔وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔قرآن و سُنت کے ماتحت جو احکام ہوں ان کی بلا چون و چرا تعمیل و اطاعت کریں۔سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اُسی کی زبان گویا ہو۔سب کے دماغ بیکار ہو جائیں صرف اُسی کا دماغ کارفرما ہو۔لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ۔صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔۔اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بھیڑ ہے، ایک انبوہ ہے، جانوروں کا ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے۔مگر نہ تو "جماعت" نہ "قوم" نہ "اجتماع"۔اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں۔کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں۔قطرے ہیں مگر دریا نہیں۔کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے۔" ("مسئلہ خلافت" صفحہ 314۔مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی)

مسلمان گذشتہ کئی دہائیوں سے مولانا آزادؔ کی مذکورہ بالا بیان کردہ "زنجیر" یعنی ایک واجب الاطاعت امام کے سہارے کی تلاش میں ظاہری و سیاسی کوششیں کر رہے ہیں لیکن وہ اب تک اس گوہرِ مراد کو پانے میں ناکام رہے ہیں۔مسلمانوں کی بے سہارا و لاوارث بھیڑ کو پوری تحدّی کیساتھ چیلنج ہے کہ جب تک وہ اس موعود زمانے کے موعود امام کی ڈھال کے پیچھے نہیں آئیں گے کوئی زنجیر، کوئی سہارا کوئی ظاہری کوشش انہیں کسی خلیفہ کا منہ دیکھنے کی سعادت سے بہرہ مند نہیں کر سکے گی۔۔۔ بالآخر اس کیلئے انہیں خلافتِ احمدیہ کے جھنڈے تلے ہی آنا پڑے گا۔پس مسلمانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ اِذنِ الٰہی سے مقرر فرمودہ موعود زمانہ کے واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے کیونکہ آج کی خزاں رسیدہ انسانیت کیلئے فقط یہی بادِ بہار کا جھونکا ہے۔حتیٰ کہ باقی تمام ادیان کیلئے بھی آج یہی راہِ ہدایت ہے ۔۔اور۔۔انہیں بھی منادی کرنیوالے کی اِس منادی پر صدقِ دل کیساتھ کان دھرنا ہوں گے کہ

صدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار!

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد خلافتِ احمدیہ کا دل و جان سے فدائی وجود!

عالمگیر جماعت احمدیہ میں یہ خبر نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے، سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اور خلافت احمدیہ کے فدائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، زمانۂ درویشی میں ساٹھ سال تک خدماتِ جلیلہ بجالانے کے بعد 29 اپریل 2007ء بعمر 80 سال اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**

چھ دہائیوں پر محیط عرصۂ درویشی میں گزری آپکی حیات اور خلافتِ احمدیہ کی دل و جان سے فرمانبرداری و اطاعت، ہر فردِ جماعت کیلئے مشعلِ راہ کا درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مئی 2007ء میں آپ کی خوبیوں کا تفصیلی تذکرہ فرماتے ہوئے آپ کو اپنا دستِ راست اور **سلطانِ نصیر** قرار دیا۔ بالخصوص آپکی اس خوبی کو بہت سراہا کہ: **"آپکی خصوصیت یہ تھی کہ بڑی سوچ سمجھ کر بات کرتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو جماعت احمدیہ کی روایات سے ہٹ کر ہو اور جس میں بڑائی کی بُو آتی ہو"**

مکرم منیر احمد خادم ایڈیٹر ہفت روزہ بدر قادیان، آپکی خلافت احمدیہ سے بے پناہ فدائیت کی بابت اپنے ذاتی تجربات کی روشنی میں لکھتے ہیں:-

"راقم الحروف کو یاد ہے جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۵ء میں خاکسار کی بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ منظوری عنایت فرمائی تو حسبِ دستور سابق صدر استاذی المحترم مولوی خورشید احمد صاحب انور کو مجلس کی طرف سے الوداعیہ دیا گیا۔ اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خدام کو خلیفۂ وقت کی اطاعت و فرمانبرداری کے متعلق بہت ہی قیمتی نصائح فرمائیں اور پھر نہایت جذباتی انداز میں فرمایا کہ:

اگر کبھی خلیفۂ وقت میرے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ تمہیں ناظر اعلیٰ کے عہدے سے ہٹا کر مددگار کارکن لگاتا ہوں تو بخدا میرے دل میں ذرّہ بھر بھی ملال نہ ہوگا۔ (لاریب یہ وہی جذبۂ اطاعت و فرمانبرداری ہے جو سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق تاریخ میں رقم ہے۔ جب حضرت خالد بن ولیدؓ کے لئے خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے تحت سپہ سالاری کے بڑے عہدے کی بجائے اسلامی لشکر میں بطور ماتحت، ایک عام سپاہی کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کا حکم آیا، تو آپؓ نے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اطاعت و فرمانبرداری کی ایک اعلیٰ و روشن مثال قائم کردی۔ جو آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے ستاروں کی مانند راہنمائی کی کرنیں بکھیرتی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی رہے گی کہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جن سے تم راہنمائی پاؤ گے...ناقل)

یہ الفاظ آج بھی کانوں میں اُسی طرح گونج رہے ہیں۔ اور ہم سب اہلِ قادیان اور اہل بھارت اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ نے جو فرمایا ویسے ہی کر دکھایا۔ ہر حال میں خوشی میں غمی میں ناراضگی میں اور خوشنودی میں آپ نے خلیفۂ وقت کی اطاعت کا بے نظیر نمونہ دکھایا جو ہم سب کے لئے آج ایک اُسوۂ حسنہ کے طور پر ہے۔ ہم نے سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی قادیان تشریف آوری پر محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم و مغفور کی ایک سچے خادم کی طرح بے لوث اطاعت دیکھی ہے۔ ہم نے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قادیان تشریف آوری کے موقع پر آپ کی ہمہ وقت اور ہمہ پہلو اطاعت دیکھی ہے اور ہم ان دونوں مواقع کے عینی شاہد ہیں۔ نہ صرف خلفاء عظام کی قادیان آمد کے موقع پر بلکہ ربوہ سے اور لندن سے جب بھی خلیفۂ وقت کا کوئی حکم آتا تو اس کو احباب تک پہنچانے کے لئے اور اس پر عمل کروانے کے لئے آپ بے چین نظر آتے تھے۔ جب تک اس پر عمل نہ ہو جاتا آپ کو صبر و قرار نہ آتا۔

راقم الحروف اس بات کا شاہد ہے کہ اگر کسی موقع پر دفتری طور پر یا انفرادی طور پر کسی کی جانب سے خلیفۂ وقت کے حکام کی بجا آوری میں تاخیر ہوتی یا کوئی تساہل سے کام لیتا تو خلافِ طبیعت آپ سخت ناراض ہوتے اور آپ کا رنگ ناراضگی میں سُرخ ہو جاتا۔ بعض دفعہ اگر معاشرے کے کسی نوجوان کے متعلق علم ہوتا کہ وہ ایسے شخص کے ساتھ زیادہ تعلقات رکھتا ہے یا اُٹھتا بیٹھتا ہے جسے خلیفۂ وقت نے سزا دی ہے تو آپ باقاعدہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں یا کسی بھی تقریب میں نہایت جوش اور ولولہ سے خلیفۂ وقت کی اطاعت اور غیرت کے تعلق سے نصائح فرماتے۔ جماعت کی تاریخ سے بزرگوں کے واقعات یاد دلا کر خلیفۂ وقت کی محبت اور اس بقیہ صفحہ: 49 پر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام ... بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

لندن

25-06-2007

پیارے احباب جماعت احمدیہ کینیڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ لوگ آجکل جلسہ سالانہ کی برکات اور فیوض کو حاصل کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ یہ جلسہ آپ سب کے لئے ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ آمین۔

خاص طور پر میرا اس سال پیغام بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہے کہ اس سال نیشنل امیر جماعت کا بھی انتخاب ہوا ہے اور بجائے مرکز کی طرف سے نامزد امیر جماعت کے آپ لوگوں کو موقعہ دیا گیا کہ آپ خود اپنے میں سے نیشنل امیر کا انتخاب کریں اور یہ انتخاب آپ نے کیا۔ جس کے بعد مکرم ملک لال خان صاحب کو بطور امیر منتخب کرنے کی آپ نے سفارش کی اور اس کی میں نے منظوری دی۔

اس دوران بعض ایسے خطوط جو نام کے ساتھ بھی ہیں اور بے نام بھی ہیں مجھے ملے ہیں جن سے منافقت کی بو آتی ہے اور جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو کسی بھی قسم کے نفسانی شرّ سے بچانے کے لئے یہاں میں یہ واضح کر دوں کہ یہ تبدیلی کسی تعزیر یا سابقہ امیر کے متعلق کسی ناپسندیدگی کے اظہار کی وجہ سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سابق امیر جماعت مکرم نسیم مہدی صاحب، جو ایک واقفِ زندگی بھی ہیں، انہوں نے وقف کی روح کے ساتھ اپنے مفوضہ فرائض بطور مشنری اور بطور امیر جماعت ادا کئے اور جماعت احمدیہ کینیڈا کی اکثریت یہ بات جانتی ہے کہ جماعت کی تنظیم اور جماعت کے افراد کو سیٹل کرنے میں انہوں نے مدد کی اور یہ بحیثیت امیر و مشنری ان کا فرض تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل افراد کی بہتری اور بہبودی کے لئے جس حد تک ہو سکتا تھا وہ مدد کرتے۔ بطور مشنری انچارج بھی وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ امارت کی تبدیلی کی وجہ سے اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال ہے کہ کسی ناراضگی کی وجہ سے تبدیلی ہوئی ہے تو وہ اسے اپنے ذہن سے نکال دے۔

یہ تبدیلی خالصتہً ان قواعد پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے جن کا ذکر تحریکِ جدید کے قواعد میں ہے۔ جب تک کسی بھی جماعت کے متعلق خلیفہ وقت کو تسلی نہیں ہو جاتی کہ وہ اب اس قابل ہو گئی ہے کہ اپنے میں سے قواعد کے مطابق امیر مقرر کر سکے تو اس کے لئے خلیفۂ وقت براہِ راست امیر مقرر کرتا ہے یا نامزد کرتا ہے لیکن اب جبکہ مجھے اس بارے میں یہ تسلی ہے اور میں جماعت احمدیہ کینیڈا سے یہ حسنِ ظن رکھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ بطور امیر اپنے میں سے کسی کو منتخب کر سکیں اور جو یہ کام چلا بھی سکے۔

چنانچہ جوانتخابات میرے سامنے آئے، ان میں میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ایک اچھا انتخاب کیا ہے۔لیکن امیر کا انتخاب کرنے کے بعد یا کسی بھی عہدیدار کا انتخاب کرنے کے بعد افراد جماعت کا عہدیداران کے ساتھ تعلق ختم نہیں ہو جاتا یا انکی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس میں مزید مضبوطی پیدا ہوتی اور ذمہ داری کا احساس اجاگر ہوتا ہے اور ہونا چاہیے۔ پس اس لحاظ سے آپ لوگوں کا کام یہ ہے کہ نئے امیر یا نئی مرکزی مجلسِ عاملہ اور تمام ان جماعتوں میں جہاں جہاں عہدیداروں کا انتخاب ہو کر کچھ نئے اور کچھ پرانے عہدیدار آئے ہیں، ان کیلئے دعائیں کریں اور دعاؤں کے ذریعہ ان کی مدد کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود ان کی راہنمائی فرماتا رہے اور انہیں ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور وہ ہمیشہ ذاتی اور دنیاوی تعلقات سے بالا ہو کر جماعت کی دینی، دنیاوی اور اخلاقی ترقی کے لئے کوشاں رہیں۔ اور اسی طرح عہدیداران سے بھی میں یہ کہتا ہوں کہ اب جبکہ جماعت کے افراد نے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کو منتخب کیا ہے تو اس اعتماد پر پورا اترنے کی کوشش کریں کہ اب یہ صرف جماعت کا اعتماد نہیں ہے بلکہ ایک عہد کے تحت آپ خلیفۂ وقت سے بھی یہ وعدہ کر رہے ہیں کہ ہم ہمیشہ اس اعتماد پر پورا اتریں گے اور خدا تعالیٰ سے بھی یہ عہد کر رہے ہیں کہ ہم تیری جماعت کی خاطر اس خدمت کے موقعہ کو اپنے لئے ہر لحاظ سے بابرکت سمجھتے ہوئے، نہ کہ اپنی کسی قابلیت کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق کام کرنے کی کوشش کریں گے اور تقویٰ پر قائم رہیں گے۔ پس جب تک دونوں یعنی افراد جماعت بھی اور عہدیداران جماعت بھی اس نکتے کو سمجھتے رہیں گے اور اس لحاظ سے جماعت کی ترقی اور بہتری کے لئے کوشش کرتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے اور جماعت کی ترقی کا قدم بھی آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے گا۔انشاءاللہ۔

دوسری بات اس ضمن میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض دفعہ انتظامی معاملات چلانے میں بعض قواعد کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔جس سے بعض لوگوں میں شکوے بھی ابھرتے ہیں اور اگر ایک ناسمجھ انسان ان شکووں کو مزید بڑھائے اور کسی منافق طبع یا جماعت کے دشمن کے ہاتھوں میں پڑ جائے تو یہ شکوے پھر اس شخص کے دل میں نہ صرف اس عہدیدار کے بارہ میں رنجشیں پیدا کرنے والے ہوتے ہیں بلکہ بعض دفعہ پھر خلیفۂ وقت سے بھی رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں اور یوں وہ شخص پھر روحانی تنزل کا شکار ہو جاتا ہے اس لئے ہمیشہ یہ بات یاد رکھیں اور کوشش کریں کہ آپ سے وہی عمل سرزد ہوں جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق ہوں اور جماعتی روایات کے مطابق ہوں اور جماعتی اصول وضوابط اور قواعد کے مطابق ہوں اور تقویٰ کے مطابق ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ نئے نیشنل امیر سے بھی اسی طرح بھرپور تعاون کریں گے اور ان کی بھی اسی طرح اطاعت کریں گے جس طرح آپ پہلے امیر صاحب کی کرتے رہے ہیں اور یہ اطاعت آپ دراصل صرف اس عہدیدار کی نہیں کر رہے ہوں گے بلکہ خلیفۂ وقت کی کر رہے ہوں گے اور یہ خلافت سے وفا اور اخلاص کا تعلق ہی ہے جو جماعت میں بنیانِ مرصوص کا نظارہ بھی پیش کر رہا ہوگا۔اور یہی بات آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے فیض سے فیضیاب کر رہی ہوگی۔

دوسرا مقصد میرا امارت اور مشنری انچارج کو علیحدہ کرنے کا یہ بھی تھا کہ انتظامی معاملات کو تبلیغی اور تربیتی معاملات سے اس

پہلو سے علیحدہ کر دیا جائے کہ پھر مشنری انچارج زیادہ سے زیادہ تبلیغ اور تربیّت کی طرف توجہ دے سکے۔ گو پہلے بھی محترم نسیم مہدی صاحب، جیسا کہ میں نے کہا اپنی استطاعت کے مطابق اپنے فرائض ادا کرتے رہے ہیں لیکن اب وقت ہے کہ تبلیغ اور تربیّت کے میدانوں میں نئے نئے رستے کھولے جائیں اور بہتر پلاننگ کی جائے۔ گو کہ جہاں تک تبلیغ اور تربیّت کا تعلق ہے اس کی پلاننگ امیر کے تحت ہوتی ہے مگر اس کی implementation مشنری انچارج کے ذریعہ ہوتی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس نئے انتظام کی وجہ سے اس میں مزید بہتری پیدا ہوگی اور باہمی تعاون سے یہ کام بھی مزید ترقی کریں گے

یہاں میں تربیتی امور میں سے ایک بات کی طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مجھے بعض شکایات ملی ہیں کہ نوجوانوں میں بعض ایسی باتیں راہ پا رہی ہیں جو جماعتی روایات کے بھی خلاف ہیں اور دنیاوی طور پر انہیں مجروح بھی کر رہی ہیں۔ اس میں نوجوان لڑکے بھی شامل ہیں اور لڑکیاں اِکّا دُکّا ہی اس میں شامل ہیں۔ انہیں ان برائیوں اور خرابیوں سے بچانے کے لئے تربیّتی پروگرام بنانے کی بہت زیادہ ضرورت ہے مگر ان پروگراموں کے بہتر نتائج اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہر خاندان اور اس کا سربراہ اور تمام افرادِ جماعت مل کر سب مکمل تعاون نہ کریں اور ان پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے میں نظامِ جماعت کی مدد نہ کریں۔ اس لئے ان کی طرف بھی توجہ دیں تا کہ ہم اعلیٰ جماعتی روایات پر قائم رہتے ہوئے اعلیٰ روحانی معیار بھی حاصل کرنے والے ہوں۔ اور ان ملکوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید حاصل کرنے کے لئے اپنے نیک اور بہترین نمونوں کے ذریعہ تبلیغی میدان میں بھی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ جیسا کہ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ جب تک آپ کے اپنے نمونے اچھے نہیں ہوں گے۔ آپ کے بچے مثالی نہیں ہوں گے، اس وقت تک آپ کی تبلیغی کوششوں کے وہ نتیجے ظاہر نہیں ہوں گے جو ایک تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والے کے ہوتے ہیں۔

پس میں اپنے اس مختصر پیغام میں آپ سب کو اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ جماعتی روایات پر قائم رہتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باندھے گئے عہد پر کاربند ہوتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے رہیں۔ مجھے کینیڈا کی جماعت سے بہت بھاری توقعات ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ اس نئی تبدیلی کے ساتھ پہلے سے بڑھ کر میری توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کریں گے اور انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جب خلافت جوبلی جلسے پر میں کینیڈا آؤں گا تو جماعت احمدیہ کینیڈا میں پہلے سے بڑھ کر نیک تبدیلی کا مشاہدہ کروں گا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے اس جلسے میں آپ کو جمع ہونے کا موقعہ دیا ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ان دنوں میں دعاؤں پر بھی خوب زور دیں کہ دعاؤں کے بغیر ہمارے کسی کام میں برکت نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

''خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔''

حضرت خلیفۃالمسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''**اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗ** ۔امام ایک ہی ہونا چاہئے۔تاکہ وحدت قائم رہے۔اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ایک کی اطاعت کو گمراہی اور مُصیبت کا مُوجب سمجھتے ہیں۔حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ایسے خیالات کے لوگوں کے لئے یہ آیت غور طلب ہے۔**خُدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اُسے اپنی جناب سے مؤیّد و منصور کرتا ہے۔** خُدا اُسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو۔'' (درس القرآن صفحہ ۵۷۲)

''**خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔**'' (پیغامِ صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

خلافت کا جاری سلسلہ ۔ یہ خدا کا قائم کردہ نظام ہے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ایک اہم ارشاد

سیّدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے 8 ستمبر 1950ء کو بمقام کراچی ایک بصیرت افروز خطبہ میں فرمایا:

''شائد تم میں سے کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ اگر میں مرگیا تو کیا ہو گا؟ اس میں شبہ نہیں کہ آخر ہر انسان نے مرنا ہے اور میری صحت تو شروع سے ہی کمزور رہی ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے چند دن پہلے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بلایا اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب آپ کچھ اس کی طرف بھی توجہ کرلیں مجھے تو اس کی صحت کا سخت فکر رہتا ہے ایسی صحت کے ساتھ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کچھ عرصہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے چند دنوں بعد وفات پا گئے اور میں جو ہر وقت بیمار رہتا تھا اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں۔ مجھ سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط انسان مجھ سے پہلے گزر گئے۔ حافظ روشن علی صاحب مجھ سے بہت زیادہ قوی تھے اور ان کی عمر بھی میرے قریب قریب تھی۔ وہ بڑے مضبوط اور طاقتور تھے۔ مگر 1929ء میں میرے دیکھتے ہی دیکھتے فوت ہو گئے۔ میر محمد اسحٰق صاحب مجھ سے بہت زیادہ قوی تھے اور مضبوط تھے اور دو سال مجھ سے چھوٹے تھے مگر 1944ء میں وہ بھی فوت ہو گئے اور میں جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ اب مرا کہ مرا اب اپنی عمر کے باسٹھویں سال میں سے گزر رہا ہوں۔ بہت سے تندرست اور سکول میں میرے ساتھ پڑھنے والے نوجوان جو بچپن میں مجھے ہر میدان میں شکست دیا کرتے تھے اور جو مجھ سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط تھے وہ قریباً سارے کے سارے فوت ہو چکے ہیں شاید ان میں کوئی ایک دو ہی اب زندہ ہوں۔ پس یہ امر تو خدا تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے اور جب یہ اس کا قائم کردہ سلسلہ ہے تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میری موت کا وقت آجائے اور دنیا یہ کہے کہ مجھے اپنے کام میں کامیابی نہیں ہوئی۔ میری وفات خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اس دن ہوگی جس دن میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کامیابی کے ساتھ اپنے کام کو ختم کرلوں گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں گی جن میں میرے ذریعہ سے .....احمدیت کے غلبہ کی خبر دی گئی ہے اور وہ شخص بالکل عدم علم اور جہالت کا شکار ہے جو ڈرتا ہے کہ میرے مرنے سے کیا ہوگا؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی اور قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی اور قدرتِ رابعہ کے بعد قدرتِ خامسہ آئے گی اور خامسہ کے بعد قدرتِ سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا جس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں سے کچھ افراد کو کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد میں ہوں لیکن رجال کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو دینِ اسلام کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔.....'' (الفضل 22 ستمبر 1950ء صفحہ 6-7)

خلافت کی بھاری ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

''میں نے یورپ میں بھی کہا۔ ۶۷ء میں کوپن ہیگن میں پادری اور کچھ اور دوست بارہ حواریوں کی تعداد میں مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے، ان سے بھی میں نے کہا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھ میں اور جماعت میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ سب کا مقصد ایک ہے ایک جہت ہے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ ایک مقصد ہے جس کے لئے ہم دعائیں کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بساط کے مطابق قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ اور اخلاق اور وفا کا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ پس خلیفۂ وقت اور جماعت کو علیحدہ کیسے کیا جاسکتا ہے۔ ساری جماعت اپنی جگہ دعائیں کر رہی ہے۔ لیکن یہ جو ایک وجود ہے اس میں خلافت کا ایک بڑا ہی اہم مقام ہے اور یہ نہ خریدا جاسکتا ہے اور نہ چھینا جاسکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔

اس سفر میں مجھ سے کسی نے پوچھا کہ خلافت سے پہلے کبھی آپ نے سوچا کہ (خلیفہ) بن جائیں گے۔ میں نے کہا " No sane person can aspire to this" کوئی عقلمند آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ کوئی سوچے گا کیسے۔ کوئی احمق ہی ہوگا، پاگل ہوگا جو یہ کہے گا کہ مجھے یہ ذمہ داری مل جائے۔ خلافت کے متعلق یہ جاننا چاہیے کہ بعض بے وقوف دماغ یہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ جہنم میں سے ہر آدمی کا جب علاج ہو جائے گا تو باہر نکل آئے گا۔ خدا کی پُرسش کے مطابق جو سزا ہے وہ مل چکی ہوگی تو جہنم خالی ہو جائے گی۔ جب جہنم خالی ہو جائے گی تو وہاں تمثیلی زبان میں نہ دروازے بند ہوں گے نہ پہرہ دار ہوں گے اور ہوا جہنم کے دروازوں کو ہلا رہی ہوگی۔ وہ کھلے ہوں گے۔ آگ ختم ہو چکی ہوگی۔ کوئی بھی نہیں ہوگا اسمیں، کہ بعض بے وقوف یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا کاروبار بھی نعوذ باللہ اسی طرح اس کی حمد و ثنا کرنے والوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے دربار میں تو ہر وقت ایسے لوگ موجود رہتے ہیں جو اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اور اپنی استعداد کے مطابق اس کو پہچاننے والے اس کے آگے جھکتے ہوئے، اس کی حمد کرنے والے، اس کی تسبیح کرنے والے اور اس کے قرب کو حاصل کرنیکی تڑپ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی پیارا شعر فرمایا ہے ؎

یہ سراسر فضل واحساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

ہزاروں لاکھوں آدمی، خدا کے بندے خدا کے دربار میں حاضر رہتے ہیں۔ کوئی آدمی یہ سمجھے کہ خدا مجبور ہو گیا میں اکیلا اس کے دربار میں تھا اور اس نے مثلاً میں اپنی مثال لیتا ہوں، اگر میں یہ سمجھوں کہ میں اکیلا ہی تھا اور خدا مجبور ہوا مجھے خلیفہ مقرر کرنے کیلئے یعنی مجھے پکڑے اور خلیفہ مقرر کرے تو میرے جیسا پاگل دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتا اس بھرے دربار میں سے خدا نے اپنی مرضی چلائی۔ ہم تو اس وقت (یعنی خلافتِ ثالثہ کے انتخاب کے وقت) آنکھیں نیچے کئے ہوئے اپنے غم میں اور اپنی فکروں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن یہ سمجھنا کہ جس آدمی کو خدا تعالیٰ کسی کام کیلئے چنے تو دنیا کا کوئی انسان یا منصوبہ خدا تعالیٰ کے اس انتخاب کو غلط کر سکتا ہے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ دینے والا تو وہی خدا ہے۔ عقل ہے سمجھ ہے، ہمت ہے۔ خدا کے در کے علاوہ آپ کون سی چیز کہاں سے لے کر آتے ہیں۔''

(الفضل 12 مارچ 1983ء)

خلافت کے دو کام

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''قرآن کریم میں خلافت کے دو کام بتائے گئے ہیں۔ ایک ہے تمکین دین اور دوسرا ہے خوف سے حفاظت۔ اور قرآن کریم کی رو سے یہ دونوں کام جب تک خلافت ہے کسی اور کے ذریعہ سے سرانجام نہیں پا سکتے۔ اس لئے جس طرح پہلے الٰہی سلسلوں میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ میں بھی مختلف تنظیمیں تمکینِ دین اور خوف کو امن سے بدلنے کے سامان پیدا کرنے کے لئے بطور ہتھیار کے ہوتی ہیں اور یہ ہتھیار خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں ہوتا ہے''

(ماہنامہ خالد مارچ 1970ء)

''آئندہ انشاءاللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا''

حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات

''آپ یاد رکھیں اگر خلیفة المسیح سے آپ کی بیعت سچی ہے اگر خلیفة المسیح پر آپ کا اعتماد ہے آپ جانتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور آج دنیا میں سب سے زیادہ خدا کی نمائندگی کا اس کو حق حاصل ہے تو پھر اپنے فیصلوں اور اپنی آراء کو اس کی رائے پر اس کے فیصلے پر کبھی ترجیح نہ دیں۔ اگر آپ نے کبھی ترجیح دی تو حبل اللہ سے آپ کا ہاتھ چھوٹ جائے گا اور قرآن کریم کی یہ آیت واعتصموا بحبل الله جمیعاً آپ کو حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دے گی۔ آپ مشورہ دیتے ہیں اور مشورہ میں تقویٰ ضروری ہے اور بسا اوقات ایک ناتجربہ کار آدمی تقویٰ پر مبنی مشورہ بھی دیتا ہے اور وہ مشورہ قابل قبول نہیں ہوتا۔ اس لئے آخری فیصلہ دین میں نبی اور نبی کے بعد خلیفہ کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے'' (بحوالہ احمدیہ گزٹ امریکہ صفحہ 54 سن 1983)

''میں آئندہ آنے والے خلیفہ کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت اور صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو دنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی''۔

(خطبہ بر موقعہ پہلا یورو پین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ فرمودہ 29 جولائی 1984ء)

''ذات باری کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے یہ بڑے عجیب نمونے ہیں ربوہ کی ایک ایک گلی گواہ ہے بڑے سے بڑا ابتلاء آیا اور گزر گیا اور جماعت کو کوئی زخم نہیں پہنچ سکا اور جماعت بڑی قوت سے خلافت کے اتحاد پر قائم رہی...... یہ وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلاء تھا جس کا جماعت نے بڑی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔

آئندہ انشاءاللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔ (خلاصہ خطبہ 18 جون 1982)

''خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہو گی۔ خلیفۂ وقت ذاتی تقویٰ میں جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی قیادت اور سیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جون 1982)

''سارا عالم اسلام مل کر زور لگالے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے وہ نہیں بنا سکتے کیونکہ خلیفہ کا تعلق خدا کی پسند سے ہے'' (الفضل انٹرنیشنل ۲/اپریل ۱۹۹۳)

خلافت کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں

استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں

خلافت کی اہمیت و برکات کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات

27 مئی 2005ء کو خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا کی فعلی شہادت:

''آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے

جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔ اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطاء فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کردیا کہ حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ... تھے۔ اور... آپ کا سلسلہِ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارہ میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے... ''اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔''

خلافت کا نظام جاری رہے گا:

''خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آرہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دُنیا کے لہو ولعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر اُنہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہوگئے، دُنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہوگئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔

پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یا وہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام واستحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔''

استحکامِ خلافت کے لئے دعائیں:

''صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ اعزاز قائم رکھنے کے لئے، اگر یہ گزشتہ 97 سال سے کسی خاص ملک کے لوگوں کے حصے میں آرہا ہے تو اس کو قائم رکھنے کے لئے، دعاؤں اور نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ ورنہ کوئی قوم بھی جو اخلاص اور وفا اور تقویٰ میں بڑھنے والی ہوگی اس علم کو بلند کرنے والی ہوگی۔ کیونکہ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ قدرت دائمی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن دائمی قدرت کے ساتھ شرائط ہیں۔ اعمالِ صالحہ۔''

''اس زمانہ کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیک نمونہ چھوڑ و تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔''

''خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکامِ خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔''

''ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ اُنہوں نے جو قیام اور استحکامِ خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 5 جولائی 2005ء)

اسلام کا امن کا پیغام اپنے عمل سے دنیا کو دیں

انسانیت کی خدمت کریں اور کبھی کسی فتنہ وفساد میں شامل نہ ہوں

(آزادئ ضمیر و مذہب اور ہمدردئ بنی نوع انسان پر مبنی اسلام کی حسین اور پر امن تعلیم کا تذکرہ)

فرمودہ: سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نارتھ امریکہ سے شائع ہونیوالے ایک ہفت روزہ جریدے اُردو ٹائمز کے میگزین سیکشن (ٹائم میگ) میں گاہے بگاہے ایک اسلامی صفحہ بعنوان ''آپ کی پریشانیاں اوران کا شرعی وروحانی حل'' شائع ہوتا رہتا ہے۔ جس میں (بزبان ادارہ اردو ٹائمز: ''معروف علمی وروحانی شخصیت'' جناب مولانا مفتی منیر احمد اخون خانقاہ یوسفیہ چشتیہ اختریہ پاکستان۔ ڈائریکٹر مذہبی امور WMC ماؤنٹ ورٹن نیویارک۔ وکالم نگار اخبارِ جہاں، کراچی: ''آپ کے خواب اوران کی تعبیر'') ادارہ کی درخواست پر قارئین کی ''پریشانیوں کے روحانی وشرعی حل'' تحریر کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک سائل نے سوال کیا کہ کیا یہاں نارتھ امریکہ میں کسی غیر مسلم کی دوکان سے سودا سلف خریدنا جائز ہے؟ مفتی صاحب کا جواب تھا کہ ہندو، عیسائی وغیرہ سے بعض شرائط کے ساتھ خریدا جاسکتا ہے۔ البتہ کسی قادیانی دوکاندار سے خریدنا نہ صرف ناجائز بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔ قادیانیوں (احمدیوں) کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا جانا چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

اس نام نہاد ''معروف علمی وروحانی شخصیت'' کا جواب پڑھ کر خیال آیا کہ اگر اہلِ مغرب، اِن متشدّد المزاج اور اسلام جیسے پاکیزہ مذہب اور رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہونے والے نفرتوں کے پرچارک عالموں کی تحریروں سے متاثر ہوکر اسلام پر بہتانات لگاتے ہیں تو قصور کس کا ہے...؟! اسلام کی حسین تعلیمات سے بے بہرہ اور اسوۂ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم سے نابلد ایسے ہی پڑھے لکھے جاہل علماء کے متعلق اصدق الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی کسقدر صداقت کے ساتھ پوری ہوتی نظر آتی ہے کہ ''آخری زمانے میں **علماءُ ھم** آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے...لوگ ان سے ہدایت پانے جائیں گے توانہیں سؤر اور بندروں کی طرح پائیں گے''۔ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کی صداقت میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟

نحن انصار اللہ کے ایک قاری رانا ظفر صاحب آف مالٹن نے مذکورہ جریدے کا تراشہ اس خواہش کے ساتھ بھیجا ہے کہ مفتی مذکور کی بات کا جواب شائع کریں۔ اس ضمن میں اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے امام آخرالزماں وحکم عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موجودہ جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ کے اقتباسات شائع کئے جارہے ہیں جن میں اسلام کی سچی اور پاکیزہ تعلیمات اور بانئِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اسوۂ حسنہ کی مثالیں ہی ایسے جہلاء کی تحریروں کا اصل جواب ہیں۔ (ایڈیٹر)

آپ لوگ جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اس نیت سے اکٹھے ہوئے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہوکر آپ نے اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو اختیار کیا ہے اس میں ایک نئی روح پھونکیں اور یہاں سے تازہ دم ہوکر جائیں اور اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کریں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ تعلیم ہے کیا؟ اس تعلیم میں دو ہی بڑی باتیں ہیں۔ ایک تو یہ پہلی بات کہ اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کریں، اس کے آگے جھکیں اور اس کو ہی اپنا سب کچھ سمجھیں۔ دوسرے انسانیت کی خدمت کریں اور کبھی کسی فتنہ وفساد میں شامل نہ ہوں۔ حکومت کی بھلائی کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ہمیشہ اس کے فرمانبردار رہیں۔ کیونکہ جو بھی حکومت ہو احمدی ہمیشہ اس کا فرمانبردار ہی رہتا ہے۔ کبھی کسی فتنہ پیدا کرنے والے کا ساتھ نہ دیں۔ ہمیشہ امن کی تعلیم دیتے رہیں کیونکہ یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ

فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا (المائدہ:33)

کہ جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا کہ اس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:

''جس شخص نے ایسے شخص کو قتل کیا کہ اس نے کوئی ناحق خون نہیں کیا تھا یا کسی ایسے شخص کو قتل کیا جو نہ بغاوت کے طور پر امن عامہ میں خلل ڈالتا تھا اور نہ زمین میں فساد پھیلاتا تھا تو اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ یعنی بے وجہ ایک انسان کو قتل کر دینا خدا کے نزدیک ایسا ہے کہ گویا تمام بنی آدم کو ہلاک کر دیا۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ بے وجہ کسی انسان کا خون کرنا کس قدر اسلام میں جرم کبیرہ ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 394)

تو یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم کہ بلا وجہ کسی کو قتل کرنا، کسی کا خون بہانا اسی طرح ہے گویا تم نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا۔ یعنی ایک آدمی کو بھی قتل کرنے کا گناہ تم پر ایسا ہی ہے جیسے ہزاروں معصوم جانوں کو تم نے قتل کر دیا۔ اب ہر کوئی تصور کر سکتا ہے کہ بلا وجہ ہزاروں معصوم جانوں کو قتل کرنے کی سزا کس قدر رہو گی۔ اب اس کے خلاف جو بھی کرتا ہے وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف کرتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں مزید اس سے بھی آگے لے جاتے ہیں جو باتیں میں نے کی ہیں کیونکہ انہوں نے صحیح غور اور تدبر سے اسلامی تعلیم کو دیکھا اور سمجھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی فرمائی۔ آپ اس آیت کی مزید تشریح فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے:
یعنی جو شخص کسی نفس کو بلا وجہ قتل کر دیتا ہے وہ
گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے''۔ فرماتے ہیں: ایسا ہی میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ (الحکم جلد 9۔ نمبر 15 مورخہ 30/اپریل 1905ء صفحہ 2۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 405)

اب اس آیت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور خوبصورت نکتہ نکالا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام تشدد کی تعلیم دیتا ہے یہ لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ اگر تم کسی انسان سے ہمدردی نہیں کرتے تو تب بھی تم دنیا کا امن وسکون برباد کرنے والے ہو۔ اس لئے کسی کو قتل کرنا تو ایک طرف رہا، تمہیں تو چاہئے کہ دنیا کے ہر فرد کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کا رویہ رکھو اور اسلام کی امن کی تعلیم کو پھیلاؤ۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہمیں اس ہمدردی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ کچھ میں یہاں بیان کرتا ہوں۔

''ایک دفعہ اہل مکہ نے یمامہ کے ایک سردار ثمامہؓ کو کہا کہ سنا ہے کہ تُو بے دین ہو گیا ہے اس لئے ہم نے تیرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ ثمامہؓ نے کہا میں بے دین نہیں ہوا بلکہ سب سے بہترین دین یعنی محمدؐ کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اس نے کہا خدا کی قسم تمہارے لئے سارا غلّہ یمامہ سے آتا ہے اگر تم نے مجھے تنگ کیا تو تمہیں وہاں سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں مل سکے گا۔ اس پر قریش ڈر گئے لیکن پھر بھی انہوں نے ثمامہؓ کو کافی تنگ کیا۔ جب ثمامہؓ واپس اپنے وطن پہنچے تو انہوں نے اپنی قوم کو کہا خبردار مکہ والوں کے ہاتھ غلّے کا ایک دانہ بھی فروخت نہیں کرنا۔ اہل مکہ اس وجہ سے بہت تنگ ہوئے اور بھوکوں مرنے لگے۔ تو اہلِ مکہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ کا مقام بہت اونچا ہے جنگوں میں ہمارے باپ تو قتل ہو چکے ہیں اب ان کی اولاد آپ کے ہاتھوں بھوکی مر رہی ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے ثمامہ کو لکھا کہ اہلِ مکہ کے ساتھ حسب سابق خرید وفروخت جاری رکھو۔ کیونکہ دشمن کو بھوکا مارنا اچھی بات نہیں۔''

(تجرید بخاری۔ الجزء الثانی صفحہ 293)

{نوٹ: کیا مندرجہ بالا اسوۂ رسول ﷺ کی فقط ایک ہی مثال مفتی منیر اخون جیسے عالموں کے جہلِ عارفانہ اور تبحرِ علمی کا بھانڈہ پھوڑنے کیلئے کافی وشافی نہیں؟! ناقل}

اس خوبصورت تعلیم کا اثر آپ کے صحابہ میں بھی تھا اور وہ بھی اس کے مطابق عمل کیا کرتے تھے۔ نہ صرف مرد صحابہ بلکہ عورتیں بھی اس قسم کی نظائر دکھاتی رہی ہیں کہ ہمدردیٔ خلق کے لئے کھڑی ہو جاتی تھیں اور اپنی قربانی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتی تھیں۔

حضرت امّ ھانی بنت ابی طالب روایت کرتی ہیں کہ میں ایک دفعہ

آنحضرت ﷺ کے گھر گئی۔ آپ غسل فرما رہے تھے اس کے بعد آپ نے نفل ادا کئے اور پھر میرا حال پوچھا۔ وہ کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول میری ماں کا بیٹا علی یعنی میرا بھائی ایک آدمی کو قتل کرنا چاہتا ہے اور میں نے اس کو پناہ دے دی ہے اور وہ فلاں کا بیٹا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے اُمّ ھانی جس کو تو نے پناہ دی ہے، ہم نے بھی اس کو پناہ دے دی۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ تو یہ ہے اسلام کی امن کی تعلیم کہ ایک عورت ایک انسانی جان کو بچانے کے لئے اپنے بھائی کے مقابلے پر کھڑی ہو جاتی ہے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے ''طارق محاربی کا بیان ہے کہ جب اسلام عرب میں پھیلنا شروع ہوا تو ہم چند آدمی مدینہ کو روانہ ہوئے۔ جب مدینے پہنچے تو آنحضرت ﷺ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے۔ ہم لوگوں کو دیکھ کر ایک انصاری نے اٹھ کر کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ بنو ثعلبہ کے قبیلے کے ہیں اور ان کے مورث نے ہمارے خاندان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے بدلے میں ان کا ایک آدمی قتل کرا دیجئے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جا سکتا''۔ (دار قطنی۔ الجزء الثانی۔ صفحہ 307)

یہ ہے اسوۂ حسنہ جو حضرت محمد ﷺ نے قائم فرمایا کہ کسی کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے، خون بہا لینے کے لئے قبیلوں میں سالوں جو لڑائیاں ہوتی تھیں اور بعض دفعہ نسل در نسل یہ سلسلہ چلتا تھا آپ نے اپنی حسین تعلیم کے ذریعہ سے اس گناہ سے عربوں کو نکالا اور فرمایا کہ باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جا سکتا۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ: 257) دین میں کوئی جبر نہیں۔ اس کی بھی ایک حسین مثال دیکھیں۔ حضرت عمرؓ کا ایک غلام تھا جو مسلمان نہیں تھا۔ آپ اس کو اکثر کہا کرتے تھے کہ مسلمان ہو جاؤ اور وہ انکار کر دیتا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے کبھی اس پر سختی نہیں بلکہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہہ کر چپ ہو جاتے تھے آخر حضرت عمرؓ نے اپنی آخری بیماری میں اُسے آزاد بھی کر دیا۔

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کہ میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دین اسلام میں جبر نہیں۔ تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا۔ اور جبر کے کون سے سامان تھے۔ اور کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں ان کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے، باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں اور جب ہزار تک پہنچ جاویں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دیدیں۔ اور دین کو دشمن کے حملے سے بچانے کے لئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں۔ اور اسلام کی سچائی پر اپنے خون سے مہریں کر دیں۔ اور خدا کی توحید کو پھیلانے کے لئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں اور اس ملک میں اسلام کو پھیلا دیں اور پھر ہر یک قسم کی صعوبت اٹھا کر چین تک پہنچیں۔ نہ جنگ کے طور پر بلکہ درویشانہ طور پر۔ اور اس ملک میں پہنچ کر دعوت اسلام کریں۔ تم ایماناً کہو کہ کیا یہ کام ان لوگوں کا ہے جو جبراً مسلمان کئے جاتے ہیں، جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے۔ نہیں، بلکہ یہ ان لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نور ایمان سے بھر جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے''۔

(''پیغامِ صلح''۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 468, 469)

اب آزادئ ضمیر اور مذہب کی بات کرتا ہوں۔ آزادئ ضمیر اور مذہب کی جو تعلیم اسلام دیتا ہے اس کے لئے یہ ایک مثال ہی کافی ہے۔ مخالفین کے بعض گروہ آنحضرت ﷺ کی رعایا بن جانے کے باوجود اپنے پرانے مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر ان کے دل میں سوال پیدا ہوا کہ اب ان کا کیا بنے گا۔ کیونکہ جب وہ صاحب اختیار تھے تو مسلمانوں پر سختی کیا کرتے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا بے شک تم نے اپنی ظالمانہ ذہنیت کے ماتحت ایک غلط روش اختیار کی تھی لیکن حق ہر حال پر قائم رہے گا، جاؤ تم پر کوئی گرفت نہیں۔ تم میں سے ہر ایک مذہب کے بارے میں آزاد ہے۔ تم ہمارے ذمی ہو۔ اللہ اور رسول تمہاری ہر قسم کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

(نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الحدایۃ۔ جلد 4 صفحہ 381 مطبوعہ مصر)

اور مسلمانوں کو جب بھی مجبوراً اگر جنگ کرنی پڑی تو آنحضرت ﷺ جو بھی فوج بھیجتے تھے اس کو سختی سے یہ تاکید کرتے تھے کہ:

''کوئی عورت نہ ماری جائے، بچے نہ مارے جائیں، بوڑھوں کو نہ چھیڑا جائے۔ درویشوں، راہبوں اور تارک الدنیا لوگوں کو کچھ نہ کہا جائے، کسی کو آگ سے نہ جلایا جائے، کسی جانور کو قتل نہ کیا جائے، کسی درخت کو نہ کاٹا جائے، اپنے مخالفوں کی طرح کسی دشمن مقتول کے ناک کان نہ کاٹے جائیں۔ پھر جب آپؐ فتح حاصل کر لیتے تو فرماتے کسی زخمی کو قتل نہ کرنا۔ پھر فرمایا کسی بھاگنے والے کا زیادہ تعاقب نہ کرنا۔ پھر قیدیوں کے بارے میں فرماتے کہ ان سے حسن سلوک کرو۔ چنانچہ جنگ بدر کے قیدی خود کہتے ہیں کہ خدا کی قسم مسلمان خود پیدل چلتے اور ہمیں سوار کرتے خود بھوکے رہتے مگر ہمیں کھانا کھلاتے، خود پیاسے رہتے مگر ہمیں پانی پلاتے''۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد)

اسلام کو جنگجو اور دہشت گرد قرار دینے والے سوچیں کیا جنگجو مذاہب اسی طرح تعلیم دیا کرتے ہیں۔ آج کی اس دنیا میں جب انسان اپنے آپ کو بہت مہذب سمجھتا ہے کیا ان اعلیٰ اقدار کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ جب شہری آبادیوں پر ہوائی جہازوں سے بم برسائے جا رہے ہوتے ہیں اور توپوں سے بم داغے جا رہے ہوتے ہیں۔ بغیر کسی وجہ کے معصوم شہری آبادی کا خون کیا جا رہا ہوتا ہے۔ اور یہ صرف ہماری ہی بات نہیں کہ ہم اسلام کی تعریف کر رہے ہیں بلکہ ایک عیسائی مؤرخ بھی لکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ:

''مسلمانوں کے نہایت تیزی کے ساتھ ترقی کرنے کا ایک زبردست سبب یہ بھی تھا کہ خلفاء اسلام ہر قوم اور ہر مذہب کے علماء کے بہت بڑے قدر دان تھے۔ اور ہمیشہ ان کو انعام و اکرام سے مالا مال کرتے رہتے تھے۔ ان کے مذہب، ان کی قومیت اور ان کے نسب کا کچھ خیال نہیں کرتے تھے۔ ان میں نصرانی، یہودی، صابی، سامری اور مجوسی غرض ہر ملت کے لوگ تھے۔ خلفاء ان کے ساتھ نہایت عزت اور عظمت کا برتاؤ کرتے تھے۔ غیر مسلموں کو وہی آزادی اور درجہ حاصل تھا جو مسلمان امراء یا حکام کو حاصل ہوتا تھا''۔

(تاریخ التمدن الاسلامی۔ جلد 3 صفحہ 194)

پس یہی تعلیم ہے جس کو لے کر آج ہر احمدی نے دنیا کے ہر ملک میں امن قائم کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ اسلام کا امن کا پیغام اپنے عمل سے دنیا کو دیں۔ اپنے ملک میں امن قائم رکھنے کے لئے جہاں ہر فسادی سے بچ کر رہنا آپ کا کام ہے وہاں ملک کی بقا اور حفاظت اور امن کے لئے دعائیں کرنا بھی آپ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب میں معزز مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے جلسہ میں شمولیت اختیار کر کے رونق بخشی۔ اللہ تعالیٰ ان سب مہمانوں کو جزاء دے انہوں نے جو محبت خلوص اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی اور ہمارے جلسہ میں آئے۔

(جلسہ سالانہ بورکینا فاسو کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب۔ بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 30 جولائی 2004ء تا 12 اگست 2004ء۔ صفحہ 17-18)

دوامِ خلافت

نظامِ خدا ہے نظامِ خلافت
کہ حبل المتیں ہے قیامِ خلافت
بناتی ہے بنیان مرصوص ہم کو
ہوا اس لئے اہتمامِ خلافت
ملی ہے اسے زندگی جاودانی
پیا جس نے کاسُ الکرامِ خلافت
مسیحِ زماں نے خبر صاف دی ہے
مقدر ہوا ہے دوامِ خلافت
وہ انسان ہے قابلِ رحم تنویرؔ
نہیں ہے جسے احترامِ خلافت

روشن دین تنویر

مجلس انصاراللہ کے عہدیداران کو ہدایات

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2005ء میں دُنیا کے مختلف ممالک کے دورہ جات فرمائے۔ ان دورہ جات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض ممالک کی مجالس عاملہ انصاراللہ کو بہت ہی اہم ہدایات دیں۔ اگرچہ یہ ہدایات نیشنل مجلس عاملہ کے عہدیداران کو دی گئی تھیں لیکن یہ ہدایات تمام عہدیداران بشمول ریجنل ولوکل کے لئے بھی اُسی قدر اہم ہیں۔ اس لئے تمام مجالس کے استفادہ کے لئے پیش ہیں۔

شعبہ نومبائعین

شعبہ نومبائعین (سویڈن) کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ:

1۔ نومبائعین میں سے کوئی بھی تین سال بعد نومبائع نہیں رہتا بلکہ نظام جماعت کا باقاعدہ حصہ بن جاتا ہے اس لئے تین سال کے بعد ان کو باقاعدہ نظام کا حصہ بنائیں۔ حضور انور نے فرمایا جو نومبائعین انصار کی عمر کے ہیں ان کو اپنے اجتماعات پر لے کر آئیں۔ ان کو شروع سے ہی جماعت کے نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ فرمایا جب ان کو اپنے پروگراموں میں شامل کریں گے تو ان کو نمازوں اور چندوں کی عادت پڑے گی۔

2۔ حضور انور نے نئے آنے والوں کو نظام کا حصہ بنانے کے بارہ میں فرمایا کہ ان کو پہلے سے بتادیا کریں کہ جماعت کسی فرد کی نہیں ہے۔ آپ جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ جس کے ذریعہ بیعت ہوئی ہوئی ہے اس کو ساتھ لے جا کر بتادیا جائے کہ اب یہ نومبائع جماعت کے سپرد ہے۔ بیعت کروانے والا خود بتادے کہ اب تم نظام کا حصہ ہو۔ جماعت تم سے رابطہ رکھے گی۔

3۔ حضور انور نے فرمایا جب شعبہ تربیت کا رابطہ Active ہوگا تو بیعت کرانے والا خود بخود پیچھے چلا جائے گا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر شہر اور ہر علاقے میں اپنی ٹیم بنائیں جوان نومبائعین کے قریب ہوں اور رابطہ کر سکیں۔ آپ خود تو ہر جگہ نہیں جاسکتے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ کا کم ازکم ہر ہفتہ نومبائع سے رابطہ ہونا چاہئے تاکہ جب وہ کہیں دوسری جگہ منتقل ہو تو آپ کو اطلاع دے کر جائے کہ فلاں جگہ جا رہا ہوں، وہاں میں کس سے رابطہ کروں۔

4۔ فرمایا خطبہ جمعہ مقامی زبان میں ہونا چاہئے، اردو زبان میں اس کا خلاصہ بتادیا جائے۔ حضور انور نے مبلغ سلسلہ کو ہدایت فرمائی کہ خطبہ جمعہ بھی مقامی زبان میں دیں۔ اور علمی، تربیتی خطابات بھی تیاری کر کے مقامی زبان میں دیں۔ صرف اردو میں خلاصہ دے دیا کریں۔ فرمایا MTA پر جب خطبہ آتا ہے تو سن کر کم ازکم 20-15 منٹ کا خلاصہ بنایا کریں۔ میرا خطبہ سُن کر نوٹ لے لیا کریں اور اس کا مقامی زبان میں ترجمہ کرلیا کریں۔ (ملاقات نیشنل مجلس انصاراللہ سویڈن)

5۔ نومبائعین کی تربیت کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ انصار جو آپ کے ذریعہ احمدی نہیں ہوئے وہ آپ کے تحت آنے چاہئیں۔ گزشتہ دس سالوں میں انصاراللہ کی جو بیعتیں ہوئی ہیں ان کو تلاش کریں۔ اس کام کے لئے کافی توجہ کی ضرورت ہے۔

(ملاقات انصاراللہ جرمنی)

شعبہ تعلیم

1۔ قائد تعلیم (جرمنی) نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ انصار کو پورے سال کا لائحہ عمل دیا جاتا ہے۔ رسالہ ''الوصیت'' پڑھنے کے لئے دیا ہوا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس کی معین رپورٹ آپ کو آنی چاہئے کہ کتنوں نے پڑھ لیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ عاملہ ممبران کا بھی جائزہ لیں کہ کتنوں نے یہ کتاب پڑھی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ کہ مرکزی طور پر سارے ملک کے انصار سے امتحان لیں۔ فرمایا کسی کتاب کے چند صفحے دے دیں۔ بے شک کتاب دیکھ کر حل کردیں۔ یہ کام کرلیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔

2۔ قائد تعلیم (سویڈن) کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ انصار کے مطالعہ کے لئے کوئی کتاب مقرر کریں، اُن کا امتحان لیں۔ ساری مجلس عاملہ کا بھی امتحان لیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصار کو کہیں کہ بے شک دیکھ کر پرچہ حل کریں لیکن سب انصار آپ کے امتحان میں شامل ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو خطبے سنتے ہیں ان کے بارہ میں آپ کو معین طور پر علم ہونا چاہئے۔ فرمایا والدین کو توجہ دلائیں کہ اپنے بچوں کو گھروں میں نمازیں پڑھائیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کروائیں اور اس طرف توجہ

دلاتے رہیں۔

3۔ قائد تعلیم (کینیڈا) کو حضورِ انور نے ہدایت فرمائی کہ مطالعہ کتب میں اور امتحانات میں مجلس عاملہ کو بھی شامل کریں اور ان سے رپورٹ لیتے رہا کریں کہ کتنے صفحات کا مطالعہ کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے خزانے میں سے حصہ لیتے رہیں۔

4۔ قائد تعلیم (ماریشس) سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کیا سپیشل پروگرام بنایا ہے؟ حضورِ انور نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے شعبہ کا تعلق انصار اللہ کی دینی تعلیم کے بارہ میں ہے۔ آپ کے پاس یہ سارا ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کتنے انصار سادہ نماز جانتے ہیں، کتنے باترجمہ جانتے ہیں، قرآن کریم ناظرہ کتنے جانتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو باترجمہ جانتے ہیں۔ کتنے انصار روزانہ تلاوت کرتے ہیں اور کتنے باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کوئی کتاب مطالعہ کے لئے مقرر کریں۔ سوالنامہ بنائیں اور پھر امتحان لیں۔ فرمایا اپنے ممبرز کو Active کریں۔

شعبہ تربیت

1۔ قائد تربیت (جرمنی) کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ صفِ دوم کے انصار کو نمازوں کی ادائیگی اور تلاوت قرآن کریم کی طرف توجہ دلائیں۔ فرمایا چھوٹی مجالس میں اپنے زعماء کو Active کریں۔ جن کے گھر نماز سنٹر سے دور ہیں وہ اپنے گھر میں بچوں کے ساتھ نماز پڑھا کریں۔ قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالا کریں۔

2۔ قائد تربیت (ماریشس) کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس یہ انفارمیشن ہونی چاہئے کہ پانچ نمازوں کی ادائیگی کتنے کر رہے ہیں، کتنے ہیں جو نمازوں میں باقاعدہ ہیں۔ فرمایا کہ انصار کو نمازوں میں باقاعدہ ہونا چاہئے اور ہر ناصر کو پانچ نمازیں باقاعدہ ادا کرنی چاہئیں۔ اس ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شعبہ تربیت اور تعلیم کو آپس میں بعض کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔

3۔ قائد تربیت (کینیڈا) نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتایا کہ نماز باجماعت کے قیام کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس کا Follow up ہونا چاہئے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اصل چیز یہ نہیں ہے کہ سکیم بنائی یا پروگرام بنایا۔ اصل چیز یہ ہے کہ کیا حاصل ہوا ہے اور کیا نتیجہ نکلا ہے۔

شعبہ تبلیغ

قائد تبلیغ (سویڈن) کو ہدایت دیتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا: آپ نے نیا چارج سنبھالا ہے تو گزشتہ تمام ریکارڈ دیکھیں، فائلوں کا مطالعہ کریں اور پھر آگے چلیں۔ فرمایا کہ کتب کا سٹال لگانا تو ایک چھوٹا سا ذریعہ تبلیغ ہے۔ یہ آپ کی تبلیغ کا کل ذریعہ نہیں ہے۔ آپ وسیع پیمانہ پر اپنے تبلیغی پروگرام بنائیں۔ مختلف پاکٹ تلاش کریں۔ دوسرے ممالک سے آنے والے مہاجرین، عرب، البانین، یوگوسلاوین، ہنگری، پولش وغیرہ مختلف جگہوں پر آباد ہیں۔ مختلف ممالک کے لوگ آتے رہتے ہیں ان سے رابطے کریں اور ان کے پاس جائیں اور پیغام پہنچائیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اپنی تبلیغ کی ٹیمیں بنائیں۔ مالمو میں بھی بنائیں اور سٹاک ہالم میں بھی بنائیں اور ان میں صف اوّل، صف دوم کے انصار کو شامل کریں۔ فرمایا سٹال لگالینا کافی نہیں یہ تو پرانا طریق ہے۔ اب نئے نئے راستے تلاش کریں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مختلف قوموں سے جو لوگ احمدی ہوئے ان سے پوچھیں کہ آپ کی قوم میں نفوذ کا کیا ذریعہ ہے۔ کیا طریق ہے رابطوں کا، ان نومبائعین کو کہیں کہ آپ پروگرام بنائیں، مجلس لگائیں ہم تبلیغ کے لئے آئیں گے۔

شعبہ مال

1۔ قائد مال (جرمنی) سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار کے بجٹ اور ماہانہ چندوں کا جائزہ لیا اور ہدایت دی کہ تجنید کے مطابق تمام انصار کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب انصار اللہ (جرمنی) کو ہدایت فرمائی کہ جو انصار لازمی چندہ نہیں دے رہے وہ لازمی چندہ دیں گے تو ان سے مجلس انصار اللہ کا چندہ قبول ہوگا۔ جو مجلس انصار اللہ کا چندہ دیتا ہے اور لازمی چندہ نہیں دیتا تو وہ اس کا انصار کا چندہ، لازمی چندہ میں شمار کیا جائے اور جماعت کے کھاتہ میں چلا جائے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو شخص کہتا ہے کہ میری آمد اتنی ہے مَیں اس پر اتنا دوں گا تو آپ لکھ لیں اور اس سے لے لیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اصل مقصد یہ ہے کہ تربیت ہونی چاہئے۔ نفس کی اصلاح ہو، دین کی طرف رجحان ہو، خدا کی

عبادت کی طرف توجہ پیدا ہو، اللہ کے حکموں پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو موصی ہے اس کو سمجھانا چاہئے کہ وصیت کرنے کے بعد تم نے اعلیٰ معیار کی قربانی کا وعدہ کیا ہے۔ ایک عہد کیا ہے۔ اپنے اس عہد سے پھر رہے ہو۔ فرمایا کہ جو موصی نہیں ہیں ان کو بھی سمجھاتے رہنا چاہئے کہ یہ چندہ بھی جماعت کی طرف سے مقرر شدہ ہے۔ ذیلی تنظیموں کا بھی مقرر شدہ ہے اس کو بھی باقاعدہ ادا کرو۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصاراللہ کو فرمایا کہ آپ کو چاہئے کہ 2008 تک پانچ مساجد بنا کر دیں۔ چندوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ جرأت پیدا کریں، حوصلہ پیدا کریں، خدا تعالیٰ خود حالات پیدا کر دے گا۔

2۔ قائد مال (سویڈن) سے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصاراللہ کے بجٹ، چندہ دہنگان کی تعداد اور چندہ کے معیار کا بھی جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔ فرمایا انصاراللہ کے چندہ مجلس اور چندہ عام کا حساب علیحدہ علیحدہ رکھا کریں۔

3۔ قائد مال (کینیڈا) سے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کے بجٹ، چندہ دینے والے انصار کی تعداد، کمانے والے انصار کی تعداد اور اس تعلق میں دیگر امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔

4۔ قائد مال (ماریشس) سے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفصیل کے ساتھ انصار کے بجٹ، فی کس چندہ کے معیار اور رانکم کا جائزہ لیا۔ چندہ اجتماع اور اخراجات کا بھی جائزہ لیا۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ نے اپنے ریزروفنڈ سے جو بھی خرچ کرنا ہے، خلیفہ وقت کی اجازت سے خرچ کرنا ہے۔

شعبہ اشاعت

1۔ قائد اشاعت (جرمنی) نے بتایا کہ "الفضل انٹرنیشنل" میں انصاراللہ جرمنی کا رسالہ "الناصر" شائع ہوتا ہے۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا الفضل انٹرنیشنل کتنے انصار پڑھتے ہیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کتنے انصار کے گھروں میں الفضل آتا ہے۔ آپ کی مجلس عاملہ، ریجنل عاملہ اور مقامی مجالس عاملہ کو بھی آنا چاہئے۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پندرہ صد کی تعداد میں اس کی خریداری بڑھائیں، پچاس فیصد انصار ایسے ہونے چاہئیں جن کے ہاں الفضل آتا ہو۔

2۔ قائد اشاعت (مریشس) نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا کریول زبان میں ترجمہ شائع کرتے اور احباب میں تقسیم کرتے ہیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کی مجلس انصاراللہ کا News Letter ہونا چاہئے جس میں مہینہ کے چاروں خطبات کا ذکر ہو اور کریول زبان میں ترجمہ شائع ہو۔

3۔ قائد اشاعت (کینیڈا) کو ہدایت فرمائی کہ رسالہ انصاراللہ، جو آپ کو پاکستان سے آتا ہے، اس کی تعداد بڑھائیں۔ آپ کے جو Active انصار ہیں وہ یہ رسالہ لگوا سکتے ہیں۔

4۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد اشاعت (سویڈن) کو ہدایت فرمائی کہ انصار جو رسالہ شائع کرتے ہیں وہ آدھا اردو میں اور آدھا سویڈش زبان میں شائع کیا کریں۔ فرمایا صف دوم کے انصار کی ٹیم بنائیں وہ ترجمہ کر دیا کریں۔

شعبہ تحریک جدید

1۔ قائد تحریک جدید (جرمنی) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ کا تحریک جدید کا چندہ جماعت کی وصولی کا 1/4 ہونا چاہئے۔

2۔ قائد تحریک جدید (سویڈن) کو حضور نے ہدایت فرمائی کہ باقاعدہ ٹارگٹ بنا کر کام کریں۔

شعبہ وقف جدید

1۔ قائد وقف جدید (سویڈن) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ باقاعدہ ٹارگٹ بنا کر کام کریں۔

2۔ قائد وقف جدید (کینیڈا) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ انصار سے ذاتی رابطے پیدا کریں تا کہ آپ کا ٹارگٹ پورا ہو۔

3۔ قائد وقف جدید (ماریشس) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے توجہ دلائی کہ اس وقت جو انصار چندہ وقف جدید ادا کر رہے ہیں وہ انصار کی کل تعداد کے نصف سے بھی کم ہے۔ آپ کو آگے بڑھنا ہے۔

شعبہ خدمت خلق

1۔ قائد خدمت خلق (جرمنی) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ انصار ہسپتالوں میں جا کر مریضوں، بوڑھوں کا حال پوچھیں

اور پھل، پھول وغیرہ ساتھ لے جائیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا دوسرے ملکوں سے یہاں لوگ آئے ہوئے ہیں ان کے جا کر حالات دیکھیں اوران سے تعلقات بنائیں۔

2۔ قائد ایثار (سویڈن) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ جو بڑی عمر کے انصار ہیں یہ ہسپتالوں میں جائیں، اولڈ پیپلز ہوم میں جائیں، بیماروں کی عیادت کریں۔ ان کا حال دریافت کریں۔ اپنے ساتھ پھول، پھل وغیرہ لے جائیں۔ اس طرح تعلق بڑھے گا اور رابطے قائم ہوں گے۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ بھی جائزہ لیں کہ افریقہ، قادیان وغیرہ میں انصاراللہ سویڈن خدمت خلق کے تحت کیا خدمت کر سکتی ہے۔

3۔ قائد ایثار (ماریشس) نے بتایا کہ بوڑھے لوگوں، بیمار لوگوں کا وزٹ کرتے ہیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میڈیکل کیمپ لگائیں، غرباء کی مدد کریں، ہسپتالوں میں آپ کی ٹیمیں جائیں۔ بعض مریض ہوتے ہیں جو غریب ہوتے ہیں اُنہیں مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا بھی جائزہ لیں اور ایسے لوگوں کی مدد کے پروگرام ہوں۔ فرمایا: اپنی ٹیمیں ہفتہ وار بھجوائیں۔ اس سے جہاں غرباء کی امداد ہوگی وہاں غرباء سے آپ کا مستقل رابطہ ہو جائے گا اوران کو احمدیت سے متعارف کرواسکیں گے۔

قیادت عمومی

1۔ قائد عمومی (جرمنی) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ خود مستعد ہوں اور اپنی تجنید مکمل کریں قائد عمومی نے بتایا کہ جماعت نے تجنید تیار کی ہے وہاں سے ہم لے رہے ہیں اس پر حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ انصاراللہ کی اپنی تجنید مکمل کریں۔ جماعتی نظام کو ذیلی تنظیموں کی مدد کرنی چاہئے اور ذیلی تنظیموں کو جماعت کی مدد کرنی چاہئے۔ (حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ عاملہ جرمنی کے قائد عمومی کو تجنید کے بارہ میں کسی خاص وجہ سے کہا ہوگا۔ ورنہ یہ قائد تجنید کا کام ہے۔)

2۔ قائد عمومی (سویڈن) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ماہانہ رپورٹ فارم میں ہر شعبے کا علیحدہ علیحدہ سوالنامہ تیار کریں۔ اس طرح مجالس سے ہر شعبہ کی علیحدہ علیحدہ رپورٹ آئے گی۔

3۔ قائد عمومی (کینیڈا) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ جن مجالس سے آپ کو رپورٹس موصول نہیں ہوتیں اُن کو بار بار یاددھانی کروائیں اوران کے پیچھے پڑیں اور کوشش کریں کہ آپ کو سوفیصد مجالس سے رپورٹس ملیں۔

4۔ قائد عمومی (ماریشس) سے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجالس کی تعداد دریافت فرمائی اور مجلس اور جماعت کا فرق سمجھایا۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جائزہ لیا کہ کتنی مجالس باقاعدہ رپورٹس بھجواتی ہیں اور کتنی ہیں جو بے قاعدہ ہیں یا نہیں بھجواتیں۔ حضورِانور نے ہدایت فرمائی کو جو مجالس باقاعدہ ہر ماہ اپنی رپورٹس نہیں بھجواتیں ان کو صرف میٹنگ میں توجہ دلانا کافی نہیں بلکہ خطوط لکھیں اور بار بار یاددہانی کروائیں۔

پھر حضور نے اس بات کا جائزہ لیا کہ جب آپ (قائد عمومی) کو رپورٹس موصول ہوتی ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ صدر صاحب کیا کرتے ہیں اور قائدین اپنے اپنے شعبوں کے بارہ میں کیا کرتے ہیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد عمومی کو ہدایت فرمائی کہ آپ رپورٹس صدر صاحب کو دیا کریں۔ وہ اپنے ریمارکس دیں جو ان مجالس کو بھجوایا کریں۔ قائدین کو کہیں کہ وہ آفس آئیں اور اپنے اپنے شعبوں کی رپورٹس دیکھیں اور اپنے اپنے شعبہ پر ریمارکس دیں جو مجالس کے متعلقہ سیکرٹریان کو بھجوائے جائیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد عمومی کو توجہ دلائی کہ آپ نے ہر مجلس کو اس کی رپورٹ کی رسیدگی سے مطلع کرنا ہے کہ فلاں مہینہ کی رپورٹ مل گئی ہے۔ اس طرح مجالس زیادہ مستعد اور فعال ہوں گی۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صدر مجلس کو حق ہے کہ جو زعیم صحیح طرح کام نہیں کر رہا اس کو تبدیل کردیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ مجھے ہر ماہ باقاعدگی سے آپ کی رپورٹ آنی چاہئے۔

شعبہ تجنید

1۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد تجنید (سویڈن) کے بارہ میں ہدایت فرمائی کہ قائد تجنید علیحدہ بنائیں۔ وہ اپنی تجنید مکمل کرے اور جو لوگ پیچھے ہٹ گئے ہیں ان کو بھی رابطہ کرکے اپنی تجنید میں شامل کرے۔

2۔ قائد تجنید (کینیڈا) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ ہر سال آپ کی تجنید مکمل ہونی چاہئے۔ خدام انصار میں آرہے ہوتے

ہیں۔ اس لئے ہر سال تجنید مکمل کیا کریں۔ فرمایا قائد تجنید بہت مستعد ہونا چاہیئے۔

3۔ قائد تجنید (ماریشس) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اپنی تجنید ہر وقت up-date رکھیں۔

شعبہ صحت جسمانی

کھیلوں کے پروگرام بنائیں اور ایک دوسرے کی اس میں مدد کریں۔

نائب صدر صف دوم

1۔ سویڈن کو حضورِانور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ صف دوم اس لئے بنایا گیا تھا کہ خدام سے انصاراللہ میں جانے والے سُست نہ ہو جائیں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سائیکل چلائیں، سیر کریں۔ فرمایا ان کو Active رکھنا آپ کا کام ہے۔ فرمایا ان کو خدمت خلق کے پروگراموں میں شامل کریں۔

2۔ نائب صدر صف دوم (ماریشس) سے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ نے صف دوم کے انصار کے لئے کیا پروگرام بنایا ہے۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان کے لئے علیحدہ پروگرام بنائیں۔ نیز فرمایا: مجالس جو ماہانہ رپورٹس بھجواتی ہیں ان میں صف دوم کا سپیشل کالم ہوتا ہے کہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ مجالس میں صف دوم کے تحت کیا کام ہوا ہے اور کیا پروگرام جاری ہیں۔

3۔ نائب صدر صف دوم (کینیڈا) کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ صف دوم کے تمام انصار کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ان کی سائیکل ریس وغیرہ کروالیا کریں۔ آؤٹنگ وغیرہ کے پروگرام ہونے چاہئیں۔

اراکین خصوصی

انصاراللہ کے اراکینِ خصوصی (کینیڈا) سے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اپنے لئے اور باقیوں کے لئے دُعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دیتا ہے۔

معاون صدران

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب انصاراللہ (ماریشس) کو ہدایت فرمائی کہ آپ کو دو معاون صدر رکھنے کی اجازت ہے۔ آپ ان کے سپرد کوئی بھی خاص کام کر سکتے ہیں۔ مثلاً وصیت کے نظام میں انصار کو شامل کرنے کے لئے خاص کوشش ہونی ہے۔ یہ کام معاون صدر کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صف دوم کے اندر کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ انصار وصیت کے نظام میں شامل ہوں۔ (از ''انصارالدین'' برطانیہ نومبر تا دسمبر 2006)

''روحانی خزائن'' کے انگریزی ترجمہ کے لئے مترجم حضرات کی ضرورت

مرکز سے آمدہ اطلاع کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے ترجمہ پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ: ''انگلش تراجم کے لئے تو بیرون پاکستان جماعتوں مثلاً امریکہ وغیرہ سے اعلان کروا کر یا کسی اور طریق سے اچھے ترجمے کرنے والے تلاش کئے جا سکتے ہیں جو ترجمہ اور کمپوزنگ دونوں جہتوں سے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔''

حضورِانور کے اس ارشاد کی تعمیل میں جو احباب اچھے ترجمہ کی صلاحیت اور ذوق رکھتے ہوں وہ محترم ملک لال خاں صاحب نیشنل امیر جماعتہائے احمدیہ کینیڈا سے رابطہ کریں۔ نیز نمونے کے طور پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتاب ''ازالہ اوہام'' کے پہلے پانچ صفحات کا ترجمہ کر کے ارسال کریں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء (ادارہ)

''تجارت کریں خواہ پھیری کی معمولی تجارت ہو''

☆☆ پیشۂ تجارت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک زریں ارشاد ☆☆

1990ء میں مانٹریال (کینیڈا) کے ایک احمدی دوست کو ان کے خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نہایت کارآمد مشورہ بھجوایا گیا۔ جس میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے احمدی احباب کو ملازمتوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے پیشۂ تجارت کو ترجیح دینے کا بابرکت وزریں ارشاد فرمایا۔ جو کہ لاریب سنتِ نبوی ﷺ کی متابعت کے ساتھ ساتھ دنیاوی لحاظ سے بھی لامحدود ترقیات کے بیشمار پہلو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

افادۂ عام کی خاطر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک احمدی فرد کے نام بظاہر ذاتی مگر حد درجہ مفیدِ عام متذکرہ مکتوب شائع کیا جارہا ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ خُوب سے خوب تر کی جُستجو رکھنے والا ہر فرد، خلیفۃ المسیح کے بابرکت وقیمتی مشورہ کی روشنی میں اپنی روزمرہ عملی زندگی کا لائحہ عمل طے کر کے دینی ودنیاوی ہر نوع کی ترقیات سے بہرہ مند ہوسکے۔ آمین (ادارہ)

لندن (R-880)

9 مئی 1990ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم

عزیزم محمد اسلام صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور پریشانی دور فرمائے جہاں بھی اچھا ذریعہ معاش مل جائے وہیں رہائش اختیار کرلیں اور خدمتِ دین کا کام بھی وہیں کریں۔ تجارت کریں خواہ پھیری کی معمولی تجارت ہو کیونکہ تجارت کے ذریعہ سکھوں اور اسماعیلیوں نے ایک خاص مقام حاصل کیا ہے۔ احمدی تو نوکریوں پر ہی ہاتھ مارتے ہیں۔ حالانکہ مالی لحاظ سے ملازمت، تجارت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ لیکن تجارت میں جتنی توفیق ہے اس سے ہرگز بڑھ کر کوشش نہ کی جائے۔ مالی لحاظ سے معمولی سرمایہ سے محنت زیادہ کریں پھر تجارت جتنا اٹھائے اس کے مطابق کام بڑھاتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق

''دوسری قدرت کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے'' (الوصیت)

'' اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں'' (الوصیت)

(ازقلم: حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب)

خدا تعالیٰ کے پیارے کی وفات کا حادثہ اس کے پیاروں کیلئے بے پناہ محبت کی وجہ سے حد درجہ المناک اور باعثِ حیرت و پریشانی ہوتا ہے۔اور بہت سے کمزور ایمان والوں کیلئے بسا اوقات باعثِ ٹھوکر اور مخالفین کیلئے باعثِ مسرت ہوتا ہے۔دشمن یہ خیال کر کے خوش ہوتا ہے کہ وہ شخص جس کے ذریعے ایک روحانی سلسلہ وجود میں آیا اور جس کی شبانہ روز مساعی کی بدولت ایک روحانی جماعت تیار ہوئی، وہ اٹھ گیا ہے۔اس لئے اس کے مرنے کے ساتھ ہی اس کا سلسلہ اور تمام کاروبار بھی مٹ جائے گا اور نابود ہو جائے گا اور ترقیات کے جو وعدے کئے گئے تھے وہ سب غلط ثابت ہوں گے۔مگر اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کیلئے ایسی ذلت روا نہیں رکھتا۔اور نہ ہی ان لوگوں کیلئے جو اس کے پیارے کی صدا پر لبیک کہتے اور اپنے اموال ونفوس کی قربانیوں کے ذریعے اپنے صدق واخلاص اور سچی محبت اور فدائیت کا ثبوت دیتے ہیں، یہ پسند کرتا ہے کہ وہ دشمن کی نظر میں ذلیل اور شرمندہ ہوں۔اس لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے:

(۱) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہ اختیار لیتے ہیں، تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے، خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھتا ہے''۔

(الوصیت صفحہ ۴،۵)

میں اوپر مختصر ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ کے پیاروں کی وفات کا صدمہ پیرو کاروں کیلئے ، اگر خدا تعالیٰ دستگیری نہ کرے تو ایک ناقابلِ برداشت صدمہ ہوتا ہے۔مگر اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر حد درجہ رحیم اور شفیق ہے وہ ان کی دو رنگ میں دستگیری فرماتا ہے۔ایک اس رنگ میں کہ وہ اپنے پیارے کی وفات سے پہلے اس کی وفات کا مختلف پیرایوں میں اعلان فرما دیتا ہے تا وہ اپنے آپ کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کے لئے تیار کر لیں۔دوسرے اس رنگ میں کہ اس کی وفات کے بعد اپنی دوسری قدرت کا اظہار فرماتا ہے اور اس کے دشمنوں کی جھوٹی خوشی کو پامال کر دیتا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے قربِ وفات کی اطلاع:

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بذریعہ وحی الٰہی یہ خبر دی کہ آپ کی وفات کا وقت قریب ہے، چنانچہ دسمبر 1905ء میں آپ نے ''الوصیت'' تحریر فرمائی جس میں آپ نے اس خبر کا ذکر کیا۔جس میں آپ کی وفات کے قریب آنے کی خبر دی گئی تھی اور وہ یہ ہے:۔

''یعنی تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔تیری نسبت خدا کی معیادِ مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے''

پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

''بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی، یہ ہوگا۔یہ ہوگا۔یہ ہوگا۔بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا''

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید یعنی خوشی وخرمی سے چل کہ تیرا وقت قریب آگیا ہے۔27 کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق)........خوشیاں منائیں

گے"

ان خبروں میں پہلے آپ کی وفات کے قریب آنے کا ذکر ہے جو 26 مئی 1908ء کو ہوئی۔ پھر 27 مئی 1908ء کو جبکہ آپ کی نعشِ مبارک کو قادیان لایا گیا اور نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ اور بالاتفاق حسب "الوصیت" حاجی الحرمین حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کا پہلا جانشین تسلیم کیا گیا۔ اور پھر مخالفین کے رویہ کا ذکر کیا گیا کہ وہ آپ کی وفات پر خوشیاں منائیں گے۔ اور 17 مئی 1908ء کو بتایا گیا:۔ "مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار" اور یومِ وفات سے چھ روز پیشتر یعنی 20 مئی 1908ء کو بتایا گیا:۔

"یعنی کوچ کا وقت قریب آ گیا اور موت قریب ہے"

پھر 2 مئی 1908ء کو آپ نے بعد نمازِ عصر ایک گفتگو میں اپنی ستّر پچھتّر کتب اور اپنی تقاریر اور سفروں کا ذکر کرکے فرمایا:۔

" معقولی رنگ میں اور منقولی طور سے اب اپنا کام ختم کر چکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو"

(الحکم 14 مئی 1908)

نیز اسی روز آپ نے فرمایا:۔

"ہمارا کام صرف بات کا پہنچا دینا ہے........ تصرف خدا کا کام ہے ہم اپنی طرف سے بات کو پہنچا دینا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں کہ کیوں اچھی طرح سے نہیں بتایا۔ اس واسطے ہم نے زبانی بھی لوگوں کو سنایا ہے، تحریری بھی اس کام کو پورا کر دیا ہے۔ دنیا میں کوئی کم ہوگا کہ اس کو ہماری تعلیم نہیں پہنچی یا ہمارا دعویٰ اس تک نہیں پہنچا۔" (الحکم 18 جون 1908ء)

خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام لانے والا جب پیغام پہنچا چکے اور جس غرض کیلئے بھیجا جائے وہ غرض پوری ہو چکے تو خدا تعالیٰ اسے اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ اور اگر اس وقت دنیا اپنی پوری خوبصورتی کے ساتھ اس کے سامنے آئے تو وہ اس سے اعراض کر کے اپنے رب اور محبوبِ ازلی سے ملاقات کو اختیار کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ۔

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربتِ تلاقی حرص وہوا یہی ہے

قدرتِ ثانیہ کا ظہور:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام 26 مئی 1908ء کو صبح کے وقت "اے میرے پیارے اللہ" "اے میرے پیارے اللہ" "اے میرے پیارے اللہ" کے الفاظ محبت بھرے لہجے میں کہتے ہوئے سب سے پیارے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آپ پر ایمان لانے والوں کی اندوہ غم سے جو حالت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ دشمن نے خوشیاں منائیں۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام "الوصیت" میں فرما چکے تھے:۔

"سوائے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں ۔لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

اسی کے مطابق آپ کی وفات کے دوسرے روز یعنی 27 مئی 1908ء کو سرزمین قادیان میں ساری حاضر جماعت نے بالاتفاق حاجی الحرمین حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اوّل تسلیم کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور عہد کیا کہ آئندہ آپ کا فرمان ہمارے لئے ویسے ہی واجب الاتباع ہوگا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ اسی مقدس دن کی یاد میں ہر سال جماعتِ احمدیہ یومِ خلافت مناتی ہے۔

(الفضل 26 مئی 1959ء)

مجلسی سرگرمیوں کی اشاعت

نحن انصار اللہ مجلس کا ترجمان جریدہ ہے۔ اپنی مجلسی سرگرمیوں اور اجتماعات وغیرہ کی رپورٹس بمع تصاویر بغرضِ اشاعت بھجواتے رہا کریں۔

(ادارہ)

محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب
(پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

قوم کے اعمال کو ایک رُخ میں ظاہر کرنے والا نظام
نظام خلافت جو بے پناہ طاقت پیدا کر دیتا ہے

عام روشنی جو ہم دیکھتے ہیں اس روشنی کی شعاعیں مختلف اطراف میں پھیل جاتی ہیں۔ دائیں بائیں الغرض ایک بڑے منبع سے روشنی کی شعاعیں ہر طرف سفر کرتی ہیں۔ انہی شعاعوں کو اگر کوئی طاقت لگا کر ایک رُخ پر متعین کر دیا جائے۔ ان کی ایک سمت متعین کر دی جائے تو اس میں ایک بہت بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ عام طور پر اگر آپ ایک کالا پردہ روشنی کے آگے ڈال دیں تو وہ اس روشنی کو روک دے گا اس وقت بھی دیواروں نے روشنی کو کمرے میں قید کر رکھا ہے۔ لیکن اگر ایک طاقت لگا کر ان شعاعوں کو ان روشنی کی اور بجلی کی لہروں کو ایک رُخ میں کر دیا جائے تو ان منتشر شعاعوں میں اتنی زبردست قوت اور طاقت پیدا ہو جائے گی کہ کالا پردہ تو کیا، دیواریں کیا، پتھر اور سیسے کے اندر سے بھی یہ شعاعیں اسے پھاڑ کر نکل جائیں گی۔ لوہے کو پھاڑ کر اس کے اندر سے گزر جائیں گی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطاء فرمائے تھے۔ جوامع الکلم کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑے سے الفاظ میں معانی کا ایک سمندر قید ہو۔ معانی کی ایک کائنات ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ انما الاعمال بالنیۃ بالعموم ہم اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ قوت ارادی اور نیت پر اعمال کا انحصار ہے۔ نیت کے ایک اور معانی بھی ہیں۔ نیت کا مطلب ہے وجھۃ ، رُخ، سمت Direction اب یہاں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ اعمال کی طاقت اور قوت کا انحصار، اعمال کے اثر اور نفوذ ہونے کا انحصار ان کے ایک سمت میں ہونے پر ہے۔ خواہ وہ اعمال فرد کے ہوں خواہ وہ اعمال جماعت کے ہوں۔ قوم کے ہوں یا معاشرے کے ہوں۔

تمام لوگوں کے اعمال کا رُخ ایک طرف نہیں ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سمجھایا ہے کہ اعمال کا رُخ اگر ایک نہ ہو خواہ وہ فرد کے اعمال ہوں یا قوم کے اعمال ہوں تو قوت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن فرد کے اعمال کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ اعمال انسان کی نیت اور قوت ارادی سے ایک حد تک ایک رُخ اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر انسان بڑی حد تک زور لگائے، محنت کرے اور جدوجہد کرے، دُعا کرے تو اپنے اعمال کے رُخ کو ایک طرف متعین کر سکتا ہے۔ لیکن ایک معاشرے کے اعمال، ایک قوم کے اعمال، ایک جماعت کے اعمال کبھی بھی ایک رُخ اختیار نہیں کر سکتے۔ جب تک ایک زبردست طاقت اس کے پیچھے نہ ہو۔ اس کے اعمال کو ایک سمت دینے والا زبردست وجود اس کے پیچھے نہ ہو۔ ایک ادارے کے بارے میں لطیفہ مشہور ہے کہ وہاں اساتذہ سے آراء مانگی گئیں کہ سائیکل سٹینڈ کہاں بنایا جائے۔ اس وقت چالیس اساتذہ تھے اور اکتالیس آراء موصول ہوئیں۔ واللہ اعلم یہ بات کس حد تک درست ہے۔

اعمال اگر قوم کے ہیں تو ہر فرد کی الگ الگ رائے ہوگی، ہر فرد اپنی عقل پر چل رہا ہوگا۔ ہر فرد اپنے مفاد کو مدنظر رکھ رہا ہوگا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو پورا کرنا ہے کہ اعمال کا رُخ اگر ایک ہو تب اعمال میں قوت پیدا ہوتی ہے تو اس کا طریق پھر آنحضرت ﷺ ہی ہمیں بتاتے ہیں۔ پہلی روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی دوسری روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

من مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة الجاهلية

اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے اور اس کی گردن میں امام کی بیعت کا پروانہ نہیں ہے، وہ طوق نہیں ہے جو بیعت کا طوق ہے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

اب ہمیں پتہ چل گیا کہ ایک فرد اپنے اعمال، ایک فرد اپنی قوتِ ارادی اور نیت ایک سمت میں لاسکتا ہے۔ مگر ایک جماعت کے اعمال، ایک قوم کے اعمال، ایک معاشرے کے اعمال، جب تک ایک واجب الاطاعت امام نہ ہو کبھی ایک رُخ میں نہیں لائے جاسکتے۔ اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

انما الاعمال بالنیۃ

کہ اعمال کی قوت تو ان کے ایک رُخ میں ہونے میں ہے، ان کی ایک سمت ہونے میں ہے۔ یہ ہے فرق جو اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت اور دوسری جماعتوں میں پیدا کیا ہے۔ **ہمیں واجب الاطاعت امام دیا ہے** جس نے ہر چھوٹے بڑے ہر زید اور بکر کے **اعمال کو ایک رُخ پر** ڈال دیا ہے۔ اس سے قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ **ایک عام روشنی کی طرح** اسے ایک کالا کپڑا ڈھانک سکتا ہے اور اگر یہی **روشنی کی شعاعیں لیزر کی** کی **شکل اختیار** کر لیتی ہیں تو ایک رُخ اختیار کر کے

اور ایک سمت اختیار کر کے ایسی طاقت بن جاتی ہے کہ دُنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ اس لئے امام کی پالیسی پر، امام کی رہنمائی میں، امام کے قول کے مطابق، امام کے کہنے کے مطابق اگر ساری قوم چلتی ہے تو کوئی طاقت دُنیا کی اسے روک نہیں سکتی ہے۔

اور یہی بات ہے جس کے لئے یہ عہد بیعت لیا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ انتظام (بیعت کا انتظام) جس کے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی مسلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرائے میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کرے گا خداوند عزو جل کو بہت پسند آیا ہے۔''

(اشتہار 4 مارچ 1889ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 194)

حضور علیہ السلام کے زمانہ میں تو قادیان میں بجلی بھی نہ تھی اور لیزر تو ہمارے سامنے نکلی ہے۔ لیکن تشبیہہ جو حضور نے دی ہے وہ عین بین اس کے مطابق ہے کہ مختلف المخرج شعاعیں فائدہ دیتی ہیں، ایک جماعت کے نیک افراد کے اعمال فائدہ دیتے ہیں لیکن قوت اور طاقت پیدا نہیں ہوتی۔ قوت اور طاقت کے لئے فرماتے ہیں کہ مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں یعنی جس طرح لیزر چلتی ہے اور اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے، اسی طرح ایک جماعت کے نیک اعمال جب بیعت کے بعد ایک مسلک میں پرو کر جب ایک رُخ میں چلیں گے تو دُنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ اور یہ بات اللہ کو بہت پسند ہے۔

زعماءِ کرام و منتظمین شعبہ مال سے گذارش

آپ (زعماء و منتظمین مال) صاحبان نے بہت محنت سے اپنا اپنا بجٹ اب تک 50% پورا کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مساعیِ جلیلہ کی جزاءِ خیر عطا فرمائے۔ مزید کوشاں رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت میں مزید برکت ڈالے اور اسے کامیاب و کامران فرمائے۔

چندہ کے بارے میں کسی قسم کا استفسار مقصود ہو تو خاکسار سے فون نمبر 905-303-2772 یا بیت الانصار فون نمبر 905-417-1800 پر رابطہ قائم فرمائیں۔

50% بجٹ پورا کرنے والی مجالس

احمدیہ ابوڈ آف پیس، بیری، آٹو اہ، پیس ولیج ساؤتھ، سڈبری، ووڈ برج۔

خاکسار سید منیر احمد شاہ
(ایڈیشنل قائد مال، مجلس انصار اللہ کینیڈا)

بقیہ: مذہب اور آزادیٔ ضمیر

پھر فرمایا کہ:۔ ''اے رسولؐ! اگر تیرا رب دین کے بارے میں جبر و اکراہ روا رکھتا تو جتنے آدمی روئے زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ سب کے سب مومن بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر تو کوئی شخص ایمان نہیں لا سکتا'' (یونس)

یہ آیت انسان کی فطری آزادی کا بابنگ دُہل اعلان ہے۔

اگر کسی ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ نبی اکرمؐ نے جو جنگیں کیں تو کیا وہ جبر نہیں تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے مذہبی آزادی کو قائم کرنے کیلئے ہی تو وہ جنگیں کیں جیسا کہ قرآن میں آتا ہے کہ:۔

اے رسولؐ! تم ان کفار سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے'' (الانفال)

اس کی تشریح میں امام بخاریؒ نے بحوالہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ لکھا ہے:۔

''یعنی جو غرض اس آیت میں بیان ہوئی ہے وہ ہم آنحضرتؐ کے عہد میں پوری کر چکے ہیں اس وقت مسلمان تھوڑے تھے اور اگر کوئی مسلمان ہوتا تو وہ دین کی وجہ سے مصائب کا نشانہ بنایا جاتا یا اسے قتل کر دیا جاتا یا اسے ہمیشہ تکلیف دیتے رہتے تھے۔ لیکن جب مسلمان زیادہ ہو گئے تو وہ فتنہ باقی نہ رہا اور مذہبی آزادی قائم ہو گئی'' (بخاری کتاب التفسیر۔۔۔سورۃ البقرہ)

پس جس خوبصورت اور دلکش انداز میں قرآن اور اسلام نے حریت مذہب کے بیان کو واضح کر دیا کوئی مذہب یا قوم اسے واضح نہیں کر سکی۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء میں یو۔ این۔ او نے انسانی حقوق کا جائزہ لینے کے بعد منجملہ اور حقوق کے اس حق آزادی کو بھی تسلیم کیا۔ چنانچہ اسٹار ایجنسی نے ۱۰ نومبر ۱۹۴۸ء کو پیرس سے یہ خبر ارسال کی ''اتحادی اقوام کی ایک خاص کمیٹی نے جو انسانی حقوق کے متعلق منشور تیار کر رہی ہے اس میں ایک یہ دفعہ بھی منظور کی ہے جس کے پہلے حصے میں ہر فرد بشر کیلئے خیال ضمیر، اور مذہب کی کامل آزادی تسلیم کر لی گئی ہے۔ دفعہ کے دوسرے حصے میں ہر شخص کو مذہب تبدیل کرنے اور دوسرے کو تبلیغ کرنے کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔ (بحوالہ الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۴۸ء۔)

یہ حق تو اسلام نے ساتویں صدی عیسوی میں آج سے ۱۴ سو سال قبل بیان کر کے مقرر فرما دیا تھا۔ جبکہ یو این او نے ۱۹۴۸ء میں اسے منظور کیا۔

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

پھولیں گی فصلیں سرسوں کی

﴿ مرسلہ: مکرم ہادی علی چوہدری صاحب۔ پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا ﴾

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ہجرت کر کے اپریل ۱۹۸۴ء میں لندن تشریف لائے تو لندن میں فوراً ہی آپ کے ساتھ کام کرنے والوں کا ایک قافلہ بن گیا اور وہ سب اپنے عظیم اور مقدس قافلہ سالار کے ساتھ رواں دواں ہوگئے۔ قافلہ سالار ازراہِ دُورآ کر تیز گام بڑھنے لگا۔ قافلہ چلتا رہا اور بہت تیز چلتا رہا۔ اس سفر میں کئی تھے جو اپنی اپنی منزل کو پا گئے۔ کوئی کسی سنگِ میل کی اوٹ چھپ گیا اور کوئی کسی موڑ پر ساتھ چھوڑ گیا۔ ان میں:

☆ سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام صاحب (انعام یافتہ نوبل پرائز) تھے۔ جو سائنسی علوم میں معاونت کے علاوہ بین الاقوامی امور میں بھی حضور رحمہ اللہ کے دستِ راست تھے۔

☆ مبارک احمد صاحب ساقی تھے۔ جو دفتر میں خلیفۃ المسیح کے ایک جرنیل کی طرح تھے۔ مختلف ادوار میں تصنیف، تبشیر، اشاعت اور دیگر کاموں میں صبح شام اور دن رات مصروف تھے۔

☆ آفتاب احمد خانصاحب تھے جو حکومتی سطح کے بہت سے کاموں کو سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ جماعت یوکے کے امیر بھی تھے۔

☆ ہدایت اللہ بنگوی صاحب تھے جو جماعت یوکے کے جنرل سیکرٹری تھے، افسر جلسہ سالانہ یوکے تھے اور ویزوں کی کاروائی کے لئے بھی بہت کام کرتے تھے۔

☆ نذیر احمد ڈار صاحب تھے جو یوکے جماعت کے سیکرٹری امورِ عامہ بھی رہے اور محکمانہ کاموں میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ وفات سے پہلے دفتر وکالت تبشیر میں کام کرتے تھے۔ ہوم آفس اور پولیس وغیرہ کے ساتھ رابطہ میں خاص مہارت رکھتے تھے۔

☆ حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ تھے جو ترجمہ قرآن کمیٹی میں حضور رحمہ اللہ کے ساتھ کچھ دیر کام کرتے رہے۔

☆ پروفیسر خلیل احمد ناصر صاحب آف امریکہ تھے جو ترجمہ کمیٹی میں حضور رحمہ اللہ کے ساتھ کچھ دیر کام کرتے رہے۔

☆ چوہدری محمد شاہنواز صاحب (کراچی) تھے جو حضور رحمہ اللہ کے کئی کاموں میں معاونت کے ساتھ خلیفۂ وقت کی خدمت میں آپ کی ذاتی کار مہیا کرنا اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔ جو آپ کے بعد آپ کے اہل خانہ نے یہ ذمہ داری اپنے سپرد کر لی۔

☆ چوہدری محمد عیسیٰ صاحب تھے جو ابتداء ہی سے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں کام کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے لئے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔

☆ مسعود احمد صاحب جہلمی تھے جو ابتداء میں حضور رحمہ اللہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے ساتھ وکیل التبشیر بھی رہے۔

☆ استاد حلمی الشافعی صاحب آف مصر تھے جو عربی تراجم کا کام کرتے تھے اور عربوں میں حضور رحمہ اللہ کے مقبول ترین پروگرام "لقاء مع العرب" میں آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔

☆ احمد یداللہ بھنو صاحب آف ماریشس تھے جو فرانسیسی زبان میں لٹریچر کی تیاری میں مصروف رہے۔

☆ قاضی محمد یوسف صاحب تھے جو دفتر وکالتِ مال میں کام کرتے تھے۔

☆ محمود احمد بشیر صاحب تھے جو وکالتِ تبشیر میں کام کرتے تھے۔

☆ شیخ ناصر احمد صاحب آف سوئٹزرلینڈ تھے جو جنیوا میں جماعت کے کام کرتے تھے۔ اسی طرح ساؤتھ افریقہ میں بھی ایک کیس کے سلسلہ میں بھجوائے گئے تھے۔

☆ نعیم عثمان میمن صاحب تھے جو جلسہ سالانہ کے کاموں کے علاوہ حضور رحمہ اللہ کے ساتھ علمی اور تصنیف کے کاموں میں مصروف تھے۔ ایک سے زائد کتابوں کے مصنف تھے۔

☆ ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب تھے جو حضور رحمہ اللہ کے ساتھ کئی کاموں اور یوکے کے نارتھ کے سفروں میں مددگار تھے۔ مرحوم حضور رحمہ اللہ کے سمدھی بھی تھے۔

☆ ڈاکٹر حمید احمد خانصاحب تھے جو یوکے میں حضور رحمہ اللہ کے نارتھ کے سفروں میں مددگار تھے اور حضور رحمہ اللہ کے سٹاف اور اردو کلاس کے لئے اپنے علاقہ میں تفریح کے لئے پروگرام بناتے تھے۔ مقامی افراد کی جماعتیں قائم کرنے والے تھے۔ حضور رحمہ اللہ ان سے اور ان کی اہلیہ سے محبت کرتے تھے اور وہ دونوں اپنے بچوں سمیت حضور رحمہ اللہ سے بہت محبت کرتے تھے۔

☆ بشیر احمد آرچرڈ صاحب تھے جو انگریز مبلغ تھے اور مرکزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر رہے تھے۔

☆ محمد اکرم غوری صاحب تھے جو مختلف دفتری کاموں میں مصروف تھے۔ دفتر وکالتِ اشاعت میں بھی کام کرتے تھے۔

☆ غلام احمد چغتائی صاحب تھے جو ٹیلی فون کی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ دفتر کے کئی کام سرانجام دیتے تھے۔

☆ داؤد احمد گلزار صاحب تھے جو ڈاک کا کام کرتے تھے اور دفتر والوں کے لئے خشک میوہ بھی لاتے رہتے تھے۔

☆ بشیر احمد حیات صاحب تھے جو حضور رحمہ اللہ کی تشریف آوری پر بالکل ابتدائی دنوں میں مرکزی دفتر میں کام کرتے تھے پھر وکالتِ مال میں بھی کام کرتے رہے۔

☆ سیّد امتیاز احمد شاہ صاحب تھے جو ناظم قضا بورڈ یو کے بھی تھے اور حضور رحمہ اللہ کی قرآن کریم کے تراجم کی سکیم میں بھی کام کرتے تھے۔

☆ مولوی عبدالرحمٰن صاحب تھے جو دیرینہ رضا کار تھے اور ٹیلی فون کی ڈیوٹی دیتے تھے۔

☆ مولوی عبدالکریم صاحب تھے جو دیرینہ رضا کار تھے اور ٹیلی فون کی ڈیوٹی دیتے تھے۔

☆ ملک بلاغ صاحب تھے جو دیرینہ رضا کار تھے اور ٹیلی فون کی ڈیوٹی دیتے تھے۔

☆ احسان باجوہ صاحب تھے جو واقفِ زندگی کارپینٹر تھے اور اسلام آباد یو کے میں کام کرتے تھے۔

☆ ملک سلیم اعوان صاحب تھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی ڈاک کا کام کرتے تھے اور ٹیلی فون کی ڈیوٹی بھی دیتے تھے۔

☆ میاں عبدالسلام زرگر تھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی ڈاک کا کام کرتے تھے اور ٹیلی فون کی ڈیوٹی بھی دیتے تھے۔

☆ حافظ قدرت اللہ صاحب تھے جو حضور رحمہ اللہ کے خطبات کے خلاصے بنایا کرتے تھے۔

☆ عبدالرزاق بٹ صاحب تھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی ڈاک کا کام کرتے تھے اور ٹیلی فون کی ڈیوٹی بھی دیتے تھے۔

☆ اعزاز الحق صاحب تھے جو مختلف کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے اور تجارت کے سلسلہ میں خط و کتابت کا کام کرتے تھے۔ مرحوم چھوٹی عمر میں دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

☆ شیخ محمد حسن صاحب تھے جو لنگر میں کام کرتے تھے اور جماعت کی ضرورت کی کتب اور اخباروں وغیرہ کی جلد بندی بھی کرتے تھے۔

☆ میاں شیر محمد صاحب تھے جو حضور رحمہ اللہ کے باورچی تھے اور آپ کے لئے مسلسل سترہ اٹھارہ سال کھانا تیار کرتے رہے۔

☆ چوہدری عنایت اللہ صاحب تھے جو لنگر میں کام کرتے تھے اور بند لفافوں میں سے ترتیب لگانے کے لئے حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کھولتے تھے۔

☆ چوہدری حمید احمد صاحب لائل پوری تھے جو مخالفین کے ساتھ معاملات میں کام آتے تھے۔

☆ قریشی مقبول احمد صاحب تھے جو الفضل انٹرنیشنل کے خریدار بنانے کے لئے سرگرم عمل رہتے تھے۔

☆ کیپٹن محمد حسین چیمہ صاحب تھے جو ہلکے پھلکے سیکیورٹی کے اور دیگر دفتری کاموں میں مدد کر دیا کرتے تھے۔

☆ مرزا محمد حکیم صاحب تھے جو بعض اوقات سیکیورٹی اور ٹیلی فون کی ڈیوٹی کرتے تھے۔

☆ بشیر الدین احمد صاحب سامی تھے جو بعض دیگر کاموں کے ساتھ مرکزی انٹرنیشنل مجلسِ شوریٰ میں کام کیا کرتے تھے۔

اس للّٰہی قافلہ میں ان متوالے مردوں کے شانہ بشانہ مجاہد مستورات نے بھی حضور رحمہ اللہ کے کاموں کو بانٹا اور ہم سفر اور ہم رکاب ہوئیں اور جہاں کسی کی منزل آئی اس قافلہ کا ساتھ چھوڑ کر اس متوالے گروہ میں جا شامل ہوئیں جس سے 'کل یا پرسوں' قافلہ سالار بھی ملنے والا تھا۔

☆ ان غیر معمولی خدمت گذار عورتوں کی سرخیل حضرت سیّدہ آصفہ بیگم نوّر اللہ مرقدہا حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تھیں جو ہمیشہ ہر مہم میں حضور کے ہمراہ رہیں۔

☆ پھر ساجدہ حمید صاحبہ تھیں جو ڈاکٹر حمید احمد صاحب آف ہارٹلے کی اہلیہ تھیں۔ حضور رحمہ اللہ کے کاموں میں مددگار تھیں۔ حضور رحمہ اللہ کے نارتھ کے سفروں میں مددگار تھیں اور حضور رحمہ اللہ کے سٹاف اور اردو کلاس کے لئے اپنے علاقہ میں تفریح کے پروگرام بناتی تھیں اور ان کی خوب خدمت کرتی تھیں۔ مقامی افراد کی جماعت قائم کرنے والی تھیں۔

☆ ممتاز اشرف صاحبہ اہلیہ شریف اشرف صاحب تھیں جو حضور رحمہ اللہ کے مہمانوں کے لئے خاص کھانے بناتی تھیں۔ اسی طرح بعض جلسوں پر VIP مہمانوں کے لئے بھی کھانے بناتی تھیں۔

☆ سارہ رحمٰن صاحبہ اہلیہ عبدالرحمٰن بٹ صاحب تھیں جو حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کے خلاصے اور جوابات تیار کرنے والی ٹیم کی سرکردہ تھیں۔

☆ نیّرہ داؤد صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر داؤد احمد خان صاحب تھیں۔ جو حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کے خلاصے اور جوابات تیار کرنے والی ٹیم کی رکن تھیں۔

☆ ناصرہ ندیم صاحبہ اہلیہ محمد یامین ندیم صاحب تھیں جو حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کے خلاصے اور جوابات تیار کرنے والی ٹیم کی رکن تھیں۔

☆ منصورہ اعجاز صاحبہ اہلیہ چوہدری اعجاز احمد صاحب آرکیٹیکٹ تھیں جو حضور رحمہ اللہ کی ڈاک کے خلاصے اور جوابات تیار کرنے والی ٹیم کی رکن تھیں۔

☆ اور ایک وہ بزرگ جرمن خاتون مسز خدیجہ نذیر صاحبہ اہلیہ سردار نذیر احمد صاحب بھی تھیں جو مسلسل ۱۷ سال تک بڑی مستعدی کے ساتھ حضور رحمہ اللہ کے ساتھ ساری دنیا کی بیعتوں کا نظام اور ریکارڈ منظم کرنے میں مصروف رہیں۔

یہ سب وہ لوگ تھے جو لندن میں حضور رحمہ اللہ کے کسی نہ کسی کام میں معاون و مددگار بنے۔ اور یہ سب وہ تھے جو "مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ" کے مطابق اپنی اپنی باری بھگت چکے تھے اور پیچھے ہم ہیں کہ "مَنْ یَّنْتَظِر" کے مطابق اپنی باری کے منتظر ہیں۔ اے اللہ ہمیں بھی قبول فرما۔

یہ سب لوگ جب اپنی اپنی باری بھگت چکے اور اپنی اپنی منزلوں کو پا گئے تو پھر 2003ء کا وہ موسم بھی آیا جب سرسوں کی فصلیں پھولنے لگیں۔ اسلام آباد (Tilford) کے اردگرد ایلسٹیڈ (Elstead) اور ملفورڈ (Milford) کے علاقے سرسوں کی بھینی بھینی مہک سے لبریز اور معطر ہو گئے تو وہ قافلہ سالار بھی قافلے کی باگ ڈور اپنے عقب میں آنے والے سالار قافلہ کے ہاتھ میں تھما کر اپنی منزل کو پہنچ گیا اور ان متوالوں سے جا ملا جو اس کے ساتھ عظیم مقصد کے لئے سفر کرتے کرتے اپنی منزل کو پا گئے۔ اس کا کہنا تھا، ایک وعدہ تھا:

ہم آن ملیں گے متوالو! بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
اور ہم گیت ملن کے گائیں گے جب پھولیں گی فصلیں سرسوں کی

وہ قافلہ سالار آسمانی بادشاہت کا شاہزادہ تھا جو آسمانی بادشاہی کے آفاقی اعزاز کے ساتھ موسمِ بہار میں مسجد فضل لندن سے اسلام آباد تک سرسوں کی پھولی ہوئی فصلوں اور ان کی دلآویز خوشبوؤں میں سے گزرتا ہوا، دنیا کے کناروں سے امڈے ہوئے ہزاروں جانثاروں کے اشکوں سے گندھی ہوئی مٹی میں اتر گیا اور اس کی روح لاکھوں راستبازوں کی فلک پر پہنچنے والی دعاؤں کی قوسِ قزح میں جھومتی ہوئی ان متوالوں کی روحوں سے جا ملی جو اُس جہان میں اُس کی منتظر تھیں۔ وہ اس بلاوے پر لبیک کہتا ہوا اس تسکین یافتہ مطمئن نفوس کی جماعت میں جا ملا جو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے پاک مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء کے ساتھ بس رہی ہے کہ۔ "یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ۝ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً ۝ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ۝ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ۝" (سورۃ الفجر آیت 28-31)

ہم آن ملیں گے متوالو (کلامِ طاہرؒ)

ہم آن ملیں گے متوالو۔ بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی
ہم آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ تو فرطِ طرب سے دونوں کی
آنکھیں ساون برسائیں گی۔ اور پیاس بجھے گی برسوں کی
تم دُور دُور کے دیسوں سے۔ جب قافلہ قافلہ آؤ گے
تو میرے دل کے کھیتوں میں۔ پھولیں گی فصلیں سرسوں کی
یہ عشق و وفا کے کھیت رضا کے خوشوں سے لد جائینگے
موسم بدلیں گے۔ رُت آئے گی ساجن پیار کے درسوں کی
مِرے بھولے بھالے حبیب مجھے۔ لکھ لکھ کر کیا سمجھاتے ہیں
کیا ایک اُنہی کو دُکھ دیتی ہے۔ جُدائی لمبے عرصوں کی؟
یہ بات نہیں وعدوں کے لمبے لیکھوں کی تم دیکھو گے
ہم آئیں گے۔ جھوٹی نکلے گی، لاف، خدا نا ترسوں کی
دُور ہو گی کُلفت عرصوں کی اور پیاس بجھے گی بَرسوں کی
ہم گیت مِلن کے گائیں گے پھولیں گی فصلیں سرسوں کی

19 اپریل 2003ء کا دن.....!

اک مہرباں جو خوشیاں سدا بانٹتے رہے
افسوس آج ہم کو رُلا کر چلے گئے
سن دو ہزار تین میں انیسویں اپریل
وہ اپنے سارے فرض نبھا کر چلے گئے
اک نفس مطمئنہ تھے سبطِ مسیح پاک
خلد بریں کا مژدہ سنا کر چلے گئے

(چوہدری شبیر احمد)

مکرم شیخ عبدالحکیم
احمدیہ ابوڈ آف پیس (ٹورنٹو)

برکاتِ خلافت

﴿ جلسہ یومِ خلافت کے موقع پر کی جانیوالی ایک تقریر ﴾

خلافت کا قیام خداوند کریم نے دنیا کی ابتدا میں ہی فرما دیا جس کا ذکر اُس نے اپنے پاک کلام قرآن مجید کی سورۃ نور کی آیت 56 میں یوں فرمایا ہے:

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد انہیں ضرور امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ بقرہ آیت نمبر 31 اور 32 میں بھی فرمایا کہ ہم نے آدم کو خلیفہ بنایا اور اُس کو سب نام سکھائے اور ساتھ ہی فرشتوں کو خلافت کے لئے سجدہِ اطاعت کا حکم دیا۔

اور جس نے خلیفہ کی اطاعت سے انکار کیا اسکا نام ابلیس رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں حضرت داؤدؑ کی خلافت کا ذکر بھی کیا اسی طرح حضرت موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں اُن کے بھائی حضرت ھارونؑ کی خلافت کا ذکر بھی ملتا ہے۔ تو یہ ثابت ہوا کہ تمام انبیاء کرام کو خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اور ان سب نے اس ذمہ داری کو اچھی طرح نبھایا اور پھر ایک ایسا دور آیا جب دین مکمل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب سے افضل محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ نے سب سے بڑھ کر اس ذمہ داری کو ادا کیا۔

پھر نبی کریم ﷺ کی وفات کی وجہ سے مسلمانوں پر ایک خوف کا وقت آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے قیام سے اس خوف کو امن میں تبدیل کر دیا اور آپؓ کے دور میں اسلام کو مزید ترقیات عطا ہوئیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کی وجہ سے پھر غم کی صورت پیدا ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروقؓ جیسی جلیل القدر ہستی کو خلافت پر متمکن فرما دیا۔ اور آپؓ کے زمانہ میں جو فتوحات حاصل ہوئیں ان کی مثال نہیں مل سکتی۔ مگر بدقسمتی سے حضرت عمرؓ کی حفاظت نہ کی جاسکی اور ایک بہادر انسان کو شہید کر دیا گیا۔ پھر حضرت عثمانؓ مقرر ہوئے تو تھوڑے عرصہ کے بعد انکی شہادت بھی ہوگئی اور آپکی شہادت سے مسلمان دو ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ حضرت علیؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا مگر آپ کو بھی شہید کر دیا گیا اور جنگ و جدل کا دور شروع ہو گیا۔ اور پھر خلافت کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے انعامِ خلافت چھن گیا۔ پھر ظالم اور جابر حکمرانوں کا دور شروع ہو گیا۔ اور مسلمان مزید فرقوں میں بٹ گئے۔

نبی کریمؐ کی پیشگوئی کے مطابق اِس آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے قادیان کی گمنام بستی سے ایک مردِ مجاہد حضرت مرزا غلام احمدؑ کو خلیفۃ اللہ المہدی بنایا۔ اور آپ نے تمام ادیانِ باطلہ کے مقابل پر اسلام کو دلائل سے غالب کر کے دکھایا اور مایوس مسلمانوں کو امید کی کرن نظر آنے لگ گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جب جاؤں گا تو قدرتِ ثانیہ ظاہر ہوگی جو کہ قیامت تک تمہارے ساتھ رہے گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات یعنی 26 مئی 1908ء کا دِن آ گیا۔ جس سے جماعتِ مومنین غم اور خوف میں مبتلا ہوگئی اور دشمن نے پکار پکار کر کہا کہ باغ کا مالی چلا گیا اسلئے یہ سلسلہ اب جلد ختم ہو جائے گا کیونکہ اس باغ کی آبیاری کے لیئے کوئی نظر نہیں آتا یوں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک جھوٹی خوشی کا موقع دیا جبکہ الٰہی بشارت یہ تھی کہ جب دِن چڑھے گا تو دِن کی روشنی سے سیاہ رات چلی جائے گی۔ چنانچہ 27 مئی کو اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت ہی عالم باعمل حاجی الحرمین اور حافظِ قرآن حضرت مولانا نورالدینؓ کو مسندِ خلافت پر متمکن فرما دیا۔ جس سے جماعت کو ایک نئی طاقت ملی اور خوف امن سے بدل گیا۔

6 سال کے بعد 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کی وجہ سے جماعت پر ایک بڑا ابتلا آ گیا۔ کیونکہ جماعت کے ایک طبقہ جو کہ زیادہ اثر و رسوخ کا مالک تھا، نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب خلافت کی ضرورت نہیں اور انجمن احمدیہ ہی مسیح موعودؑ کی قائم مقامی میں خلافت والا کام کرے گی یہ ایسا موقع تھا کہ جماعت خوفزدہ ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ جس نے اپنے مسیح کے ذریعے اعلان کروایا تھا کہ قدرت ثانیہ قیامت تک ساتھ رہے گی۔ اس نے ایک 25 سالہ نوجوان پسرِ

موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو خلافت پر متمکن کر دیا۔ اور وہ خوف ختم ہو گیا اور خوف امن میں بدل گیا۔ جس پر مذکورہ بالا اکابرین نے قادیان چھوڑ کر لاہور کی راہ لی اور وہاں جا کر انجمن اشاعتِ اسلام کے نام سے ایک الگ جماعت بنالی۔ اور ساتھ یہ اعلان کیا کہ ایک 25 سالہ ناتجربہ کار نوجوان کو جماعت کا خلیفہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ اسلئے یہ جماعت کو لے ڈوبے گا۔ مگر دنیا نے دیکھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جماعت کا قدم آگے ہی آگے بڑھنے لگا اور اس اولوالعزم خلیفہ نے جماعت کو اچھی طرح سنبھال لیا اور اللہ نے اس نوجوان کو اتنی ہمت بخشی کہ جس کام کو شروع کیا اسکو تکمیل تک پہنچایا۔ آپ کے وقت میں بیرونی ممالک میں تبلیغ کے کام کا ایک جال بچھ گیا۔ 1924ء میں لندن میں سب سے پہلی مسجد کا قیام خلافت کی بڑی برکت تھی اور پھر اسی دور میں یو پی انڈیا میں آریہ سماج نے ملکانہ راجپوت قوم کے تین لاکھ افراد کو ہندو بنانے کا کام شروع کر دیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کو تحریک کی کہ اپنا وقت اور پیسہ خرچ کر کے وہاں جائیں چنانچہ حضورؓ کے حکم پر جماعت کے ہر طبقہ کے لوگ اپنا وقت وقف کر کے وھاں پہنچے اور اللہ کے فضل سے 3 لاکھ افراد کو دوبارہ اسلام میں داخل کیا جس پر مخالفین احمدیت کے اخباروں نے بھی اور خاص کر جماعت کے سخت ترین مخالف مولوی ظفر علی خان نے اپنے اخبار ''زمیندار'' میں لکھا کہ ہمارے علماءِ کرام جو کہ بڑی تعداد میں ہیں ان کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ ملکانہ میں جا کر ہندو ہو جانیوالے لاکھوں افراد کو دوبارہ اسلام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ صرف احمدیہ جماعت والوں کو اس کام کی توفیق ملی کہ ان لوگوں نے آریہ سماج کا مقابلہ کیا اور ان کو تبلیغ کے ذریعہ دوبارہ مسلمان بنایا۔

اور بلاشبہ خلافت کی برکت کی وجہ سے ہی یہ اتنی بڑی کامیابی نصیب ہوئی۔

1927 میں ایک آریہ سماجی نے نبی کریم ﷺ کے متعلق ایک توہین آمیز کتاب ''رنگیلا رسول'' تحریر کی جسکو لاہور کے ایک کتب فروش راج پال نے شائع کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر مسلموں کو نبی کریم ﷺ کی سیرت کا صحیح چہرہ دکھانے کے لئے سیرۃ النبی کے جلسوں کا اعلان کیا۔ جس سے بہت اچھے نتائج شروع ہوئے کیونکہ ان جلسوں میں جماعت کے علماءِ کرام کے علاوہ غیر مسلم سکالروں کو بھی نبی کریم ﷺ کی سیرت پر تقاریر کی دعوت دی جاتی تھی چنانچہ سیرۃ النبیؐ کے جلسے قادیان سمیت سارے ملک میں کئے گئے۔

قادیان میں مسجد اقصیٰ میں جلسہ ہوا جسمیں سناتن دھرم پرچارک کے ایڈیٹر نے امرتسر سے آ کر اس جلسہ میں حضورؐ کی سیرت بیان کی۔ ان کی تقریر سننے کے لیئے قادیان کے ہندو بھی جلسہ میں آئے اور ان کو بھی نبی کریمؐ کی زندگی کے صحیح حالات سے آگاہی ہوئی۔ اسی طرح امرتسر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک سکھ وکیل کی کوٹھی پر بھی سیرت کا جلسہ ہر سال ہوا کرتا تھا۔ جسکی وجہ سے وہاں بھی ہندو اور سکھ سننے کے لیئے آتے رہے۔ اور ایک سردار پروفیسر دھرمانند سنگھ نے بھی اسلام کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا اور قادیان کی مسجد اقصیٰ میں ان کی تقریر بھی ہوئی جو کہ خاکسار نے بھی سنی تھی۔ نیز انہوں نے ایک کتاب ''امر محمدؐ'' کے نام سے بھی شائع کی جسکے معنی ہیں ''لافانی محمدؐ'' اس کتاب میں نبی کریمؐ کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ الغرض جماعت کی کوشش سے غیر احمدی مسلمان بھی سیرت النبیؐ کے جلسے منعقد کرنے لگے۔

اب ہر سال میلاد النبیؐ کی تقریبات ہونے لگ گئی ہیں۔ اور ان کی ابتدا بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے سیرۃ النبی ﷺ کے جلسوں کے اعلان کے بعد یعنی خلافت کی برکت سے ہوئی۔

وہ لوگ جو 1914ء میں قادیان چھوڑ کر منکرین خلافت میں شامل ہو گئے تھے ان کی بڑی تعداد نے بھی خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کر لی تھی۔

1934ء میں احرار نے قادیان جا کر آریہ سکول کے احاطہ میں 22 تا 24 اکتوبر جلسہ منعقد کیا جسمیں احرار کے لیڈروں نے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کیں۔ یہ جلسہ کرنے والوں کو گورنر پنجاب ایمرسن کی حمایت حاصل تھی۔ اور اس جلسہ میں احرار لیڈروں نے اعلان کیا تھا ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ احراریوں کے اس جلسہ کے بعد حضورؓ نے 19 مطالبات کے ساتھ تحریکِ جدید کا اعلان فرما دیا اور آج **73 سال** کے بعد اس بابرکت تحریک کے ذریعہ 180 ممالک میں اسلام کا جھنڈا گاڑا جا چکا ہے اور ہر ملک میں سالانہ جلسے بھی ہوتے ہیں جہاں پر مسیح موعود کے لنگر جاری ہیں اور آج ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں دن رات اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے جسکی مثال کہیں بھی نہیں مل سکتی اور یہ خلافت احمدیہ کی برکت سے ہی کام ہوا ہے۔

خلافت کی برکت کا احساس غیر احمدی علماء کو بھی ہو رہا ہے۔ جو کہ بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ سب مسلمانوں کو ایک خلیفہ منتخب کرنا چاہیئے۔

اس کے متعلق یہ تحریک خلافت احمدیہ کا ذکر بھی ضروری ہے کہ

جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بچہ قرار دے کر قادیان چھوڑا۔ اگرچہ آج وہ بھی اپنا سالانہ جلسہ لاہور میں کرتے ہیں جسکے حاضرین ان کی برانڈرتھ روڈ لاہور کی مسجد میں ہی سما جاتے ہیں اور سب حاضرینِ جلسہ کا پیٹ بھی ایک دو دیگوں سے ہی بھر جاتا ہے۔

1939ء میں خلافت سلور جوبلی منعقد ہوئی اور یہ جلسہ جوبلی 3 دِن کے بجائے 4 دِن تک جاری رہا۔ اسی طرح جلسہ سالانہ قادیان میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے سپیکر بھی استعمال نہیں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ اُن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سات سات گھنٹے تک کھڑے ہو کر تقریر فرماتے جسمیں حقائق، معارف کا دور چل رہا ہوتا۔ یہ تقاریر ''سیرِ روحانی'' کے عنوان سے چھپ چکی ہیں۔

میں یہ بھی ذکر کروں کہ 1939ء کے جلسہ سالانہ سے واپس آنے کے لئے جب خاکسار قادیان سٹیشن پر گیا اور گاڑی میں داخل ہو کر دیکھا گاڑی کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ میری نظر ایک ہندو دوست پر پڑی کیونکہ ان کی پہچان ان کی گول سیاہ ٹوپی سے ہو جایا کرتی تھی۔ میں نے ان سے گفتگو کی کہ آپ یہاں جلسہ پر آئے ہیں یا یہاں آپ کی کوئی رشتہ داری ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میری یہاں پر کوئی رشتہ داری نہیں ہے اور میں صرف جلسہ سالانہ اور خاص کر آپکے خلیفہ صاحب کی تقریر سننے کے لئے آتا ہوں۔ میرا کاروبار اوکاڑہ منڈی میں آڑھت کا ہے۔ سردیوں میں ہمارا کام بھی زیادہ ہوتا ہے کبھی یہ خیال کرتا ہوں کہ اس دفعہ جلسہ پر نہیں جانا، کام زیادہ ہے۔ پھر جلسہ سے ایکدن پہلے خیال آتا ہے کہ مجھے کچھ بھی ہو میں نے مرزا صاحب کی تقریر سننی ہے خواہ اُڑ کر جانا پڑے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ چار سال سے آ رہے ہیں تو آپ نے کیا اثر قبول کیا۔ اس نے کہا کہ میں اسلام اور احمدیت کی سچائی کا قائل ہو چکا ہوں اور آخری زمانہ میں جس شخص نے آنا تھا ہم ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق اُسے کلنکی اوتار کہتے ہیں وہ واقعی مرزا غلام احمد صاحب ہیں مگر میرے لیئے یہ بات ناممکن ہے کہ میں اپنے سب لوگوں کو چھوڑ کر اتنی بڑی چھلانگ لگا کر اپنے اسلام کا اعلان کروں۔

الغرض خلافتِ احمدیت کی برکات سے ہی آج اسلام کی نشأۃِ ثانیہ وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو خلافت سے وابستہ رکھ کر اسکی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

قدرتِ ثانیہ

فضلِ ربی سے ہے ہم پہ سایہ فگن قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
کر دیا ساری دنیا کو اپنا وطن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
وعدۂ دائمی کا بھی دن آ گیا، عہد ایفا ہوا !!!
اک اک لفظ پورا ہوا من وعن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
ہاتھ سے ہم پہ ڈالی خدا نے ردا، گود میں لے لیا
رحمتوں کے سمندر میں ہم غوطہ زن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
ظلم کی آندھیوں سے نہیں کچھ زیاں، سر پہ ہے سائباں
اپنے سر کی ردا، تن کا ہے پیراہن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
ہم نے خوں سے لکھی داستانِ وفا، وقت خود ہے گواہ
ہم نے ہر گام چومے ہیں دار و رسن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
مال و جاں سب خلافت پہ کر دو فدا، ہے یہ سودا کھرا
دین کی شان ہے دیں کا ہے بانکپن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
جھوٹی خوشیاں مخالف کی پامال ہیں، غم کے جنجال ہیں
اپنے چاروں طرف اک حصارِ امن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
ہم جو بے گھر ہوئے تھے خدا کے لئے، فضل اس نے کئے
ساری دنیا بنی اپنے گھر کا صحن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
قُرب پانے کا میداں تھا خالی پڑا، کام تھا پر کڑا
عشق کے تُو نے ہم کو سکھائے چلن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
پڑھ کے کلمہ جو باندھا ہے عہدِ وفا، یاد ہے با خدا
اپنے ہر قطرۂ خوں میں ہے موجزن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
نیک فطرت تھے جو کھنچ کے خود آ گئے، زندگی پا گئے
لگ گئی سب کو عشقِ خدا کی لگن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ
اس مکاں میں بہت چین و آرام ہے، عشق ہی کام ہے
دور کرتی ہے سارے غموم و حُزن، قدرتِ ثانیہ، قدرتِ ثانیہ

ا-ع-ملک

نکتہ نظر

نظامِ خلافت کی واپسی.... اور .... مسلم دانشور طبقہ کی مایوسی

محمد آصف منہاس۔ٹورنٹو

معروف اردو کالم نگار جاوید چوہدری اپنے کالم کو کہانی کے رنگ میں لکھتے ہیں اوران کے قاری کی دلچسپی کالم ختم ہونے تک اس کے ساتھ برقرار رہتی ہے۔وہ پہلے روزنامہ جنگ میں لکھتے تھےلیکن اب وہ ڈیلی ایکسپریس میں کالم لکھتے ہیں۔ان کے کالم میں فکراور عمل کی تحریک ہوتی ہے جوخصوصاً نوجوان نسل کے لئے ایک مشعلِ راہ کا کام دے سکتی ہے۔

اپنے ۱۰ مئی ۲۰۰۷ء کے کالم میں جاوید چوہدری نے ایک بات لکھی جس نے مجھے سوچ میں مبتلا کر دیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ:۔

....''پوری اسلامی دنیا مل کر بھی خلافت کا دور واپس نہیں لاسکتی۔''

کیا واقعی ایسا ہے؟ اگر ہاں۔تو تمام مسلم امہ کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ سورۃ نور میں فرماتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے یہ پختہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ ان کو ضرور زمین میں خلیفہ بنادے گا۔جس طرح سے ان سے پہلےلوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہےاور وہ رب العزت جس کے ''کن فیکون'' سے کائناتیں زیروزبر ہوجاتی ہیں،کس طرح اس آیت کریمہ میں جسے آیت استخلاف بھی کہاجاتا ہےاتنی تاکید کے ساتھ فرماتا ہے۔یعنی صرف وعدہ نہیں کرتا بلکہ پختہ وعدہ کرتا ہےاور پھر فرماتا ہے کہ''ضرور''زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ اب اگر تو مسلمان دانشوران کو اس بات کا احساس ہے کہ خلافت واپس نہیں آسکتی تو وہ غلط ہیں۔کیونکہ خدا کا یہ جاری وساری وعدہ ہے۔لیکن ہاں اتنا ضرور ہے کہ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے دو شرطیں رکھی ہیں اور وہ شرطیں یہ ہیں کہ وہ نہ صرف ایمان لائیں بلکہ نیک اعمال بھی بجالائیں۔کیونکہ فقط ایمان لانے اور اعمال صالحہ بجالانے میں فرق ہے۔

ہاں اتنا ضرور ہے کہ عالم اسلام کو کسی ایک ایسی ہستی کی ضرورت ہے جس کے ایک اشارے پر وہ اٹھیں اور ایک اشارے پر بیٹھیں۔آج کی عالمی سازشوں میں گھری اُمتِ مسلمہ کسی ایسے راہبر کی منتظر ہے جو ان کی ناؤ پار لگائے۔ جو ان کو ایک دہشت گرد کے لیبل سے نجات دلا کر پوری امت کے لئے راہبر اور راہنما کا کردار ادا کر سکے۔اور یہ تمام شرطیں اب بھی خلافت کے رنگ ہی میں پوری ہوسکتی ہیں۔

یہاں مجھے وہ واقعہ یاد آ گیا جو میں نے مشہور اردو ادیب اشفاق احمد کی کسی کتاب میں پڑھا تھا۔وہ لکھتے ہیں کہ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ مسلمان اور مومن میں کیا فرق ہے۔جس سے بھی یہ سوال کیا وہ اپنے مزاج کے مطابق جواب دیتا لیکن دل کو تشفی نہ ہوتی۔ایک دن ایک گاؤں سے گزر رہا تھا وہاں ایک بوڑھے کسان کو ہل چلاتے دیکھا۔میں نے اس سے بھی یہی سوال کر دیا۔اس بوڑھے کسان نے فوراً یہ جواب دیا کہ مسلمان وہ ہے جو خدا کو مانتا ہے اور مومن وہ ہے جو خدا کی مانتا ہے۔

دنیا میں ایک ارب سے زائد مسلمان ہیں پھران میں حقیقی نظام خلافت کیوں جاری نہیں ہوسکا۔شاید یہی وجہ تو نہیں کہ آج کا مسلمان بحیثیت مجموعی خدا کو تو مانتا ہےلیکن خدا کی نہیں مانتا؟

(بشکریہ ہفت روزہ ''اخبار پاکستان''،ٹورنٹو۔18 تا 24 مئی 2007ء صفحہ:5)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: تحریک وقفِ نو

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ o (الانفال:29)

ترجمہ:اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمھاری اولاد محض ایک آزمائش ہیں اور یہ (بھی) کہ اللہ کے پاس ایک بہت بڑا اجر ہے۔

مندرجہ بالا آیت اس بات کی بھی دلیل ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت ایک بارِ عظیم ہے۔اوراس سے کماحقہ عہدہ برآہ ہونا بہت زیادہ محنت،توجہ اور سب سے بڑھ کر دعاؤں کا متقاضی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خوش خبری ہے کہ اگر ہم اس امتحان میں کامیاب ہوجائیں تو اس کا اجر بھی عظیم ہے۔

تحریک وقفِ نو ایسی تحریک ہے جو ہمارے بچوں کو ہر قسم کے تربیتی مسائل سے محفوظ رکھے گی۔یہ تو نہیں کہاجاسکتا کہ ان پر شیطانی حملے نہیں ہوں گے، شاید عام بچوں سے زائد ہی ہوں لیکن یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ نقصان کا احتمال کم ترین ہوگا۔انشاءاللہ۔

مکرم احمد منیب
ربوہ

مذہب اور آزادئ ضمیر

یواین او کی انسانی حقوق کمیٹی نے 1948ء میں خیال، ضمیر اور مذہب کی کامل آزادی کو تسلیم کرتے ہوئے ہر شخص کو مذہب تبدیل کرنے اور اپنے مذہب کی تبلیغ کے حق کو تسلیم کیا۔ جبکہ اسلام نے چودہ سو سال قبل انسان کے اس بنیادی حق کو تسلیم کرتے ہوئے اس کو آزادی دی۔ ''میثاقِ مدینہ'' اسکی نمایاں مثال ہے۔

انسانی تخلیق کے فوراً بعد شیطانی قوتیں بھی وجود میں آگئیں اور حق کی راہ میں مصائب و مشکلات کھڑی کرنے کا سلسلہ چلا جو ہنوز جاری ہے۔ یہ دراصل رحمٰن کا اپنے بندوں پر اعتماد اور شیطان کا انسان کو خود سے کم تر ثابت کرنے کا چیلنج ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں معاندینِ اسلام کے اس بہتان کا قلع قمع کیا گیا ہے کہ اسلام حریتِ فکر و ضمیر کا مخالف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نورِ عقل اور آزادیٔ ضمیر عطا کر کے تمام مخلوق میں سے اعلیٰ اشرف اور افضل قرار دے دیا اور اس کی آزادی کو ہر حال میں قائم رکھ کر اسے اختیار دیا کہ رحمٰن اور شیطان، نیکی اور بدی کے دونوں رستوں میں سے جس کو چاہے اختیار کر لے۔ انسان پر اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی واضح کر دی کہ انعام و اکرام کا راستہ کون سا ہے اور سزا و عذاب کا کون سا؟ ان دونوں قوتوں کے درمیان مقابلہ تخلیقِ آدم کے فوراً بعد شروع ہو گیا۔ اور اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ وہ تمام سرکشوں کی سرکشی کو منہ کے بل گرا ڈالے۔ صرف وہ آزادیٔ ضمیر جو انسان کو دی گئی اور وہ چیلنج جو شیطان نے دیا کہ وہ تا قیامت انسانوں کو راہ سے بھٹکاتا رہے گا۔ مگر اللہ رب العزّت کے فرمان کہ شیطان کبھی بھی اس کے بندوں کو راہ راست سے نہیں ہٹا سکے گا اُس نے انسان اور شیطان دونوں کو کھلی چھٹی دے دی۔ شیطان نے اپنے دعویٰ پر عمل شروع کیا اور بہت سے انسانوں کو اپنا مطیع بنا لیا لیکن اللہ کے بندے ہر دور میں شیطان اور شیطان نما انسانوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں ضمیرِ انسانی کی آواز حریت کو دبانے کی کوشش ہوئی۔ مگر شیطان کے پیرو کار حق کے غلغلے کو کبھی روک نہ سکے۔ جیسے قوم نوح نے رسول خدا کو کہا کہ: ''اے نوح اگر تم اپنے مذہب نو سے باز نہ آئے تو ضرور ایک دن سنگسار کر دیے جاؤ گے۔''

(سورہ الشُّعراء)

حضرت ابراہیمؑ نے مذہب کے بارے میں جب اپنے چچا آزر سے گفتگو کی تو اس نے لاجواب ہو کر کہا کہ: ''تم اپنے عقیدہ اور تبلیغ سے باز آجاؤ ورنہ میں تمہیں سنگسار کردوں گا'' (مریم)

حضرت شعیبؑ اور حضرت لوطؑ کی قوم نے بھی بالکل اس قسم کی دھمکی دی کہ: ''اے شعیبؑ یا تو ہم تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا تم ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ''۔

(الاعراف)

پھر حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کو فرعون اور اس کے سرداروں کے گروہ نے کہا کہ: ''موسیٰ پر جو ایمان لائے ہیں ان کے مردوں کو قتل کردو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو''۔۔۔ (المومن)

لیکن جب مومن ایمان لے آتے ہیں تو انکو روکنا اور مرتد کر لینا آسان کام نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ان ساحروں نے فرعون کو جواب دیا کہ جب فرعون نے ان سے کہا تھا کہ ''میں تمہارے ہاتھ اور پیر مخالف سمتوں سے کاٹوں گا اور پھر تمہیں سولی دے دوں گا۔'' لیکن انہوں نے جواب دیا کہ ''تم جو چاہو کرو ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

حضرت عیسیٰؑ اور ان کے حواریوں پر یہود کے مظالم ایک طویل روئیداد ہے۔ قتل کے منصوبے، مار پیٹ، سنگسار کرنا، یہاں تک کہ بات کرنے اور مسیح کا نام لینے تک کی ممانعت کر دی گئی۔

یہ سلسلہ کسی جگہ رکتا نظر نہیں آتا طویل تر ہوتا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اصحاب کہف پیدا ہوئے بھاری قربانیاں دیکر انہوں نے اپنے ایمان کی حفاظت کی۔ روم میں ایذاء رسانیوں کے قدیم آلات ان مظالم کے زندہ گواہ ہیں خفیف سے خفیف اختلافِ اعتقاد پر بڑے سے بڑا ظلم ان پر ڈھایا گیا۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی جب اقتدار عیسائیوں کے ہاتھ میں آیا تو انہوں نے بھی ستم کی انتہا کر دی۔ مخالفین کو اشد تکالیف دیں۔ حتیٰ کہ یورپ میں ایسے تحقیقاتی بنچ مقرر کیے گئے۔ جنہیں کفر و الحاد کے شبہ پر بھی سخت سے سخت سزا دینے کا حق دے دیا گیا۔

اور پھر انہوں نے یہود سے گن گن کر بدلے لئے اور اخلاق رذیلہ کے گڑھوں میں گرتے چلے گئے۔ یہودی کو اسی وقت ملحد اور قابل سزا قرار دے دیا جاتا جب وہ عیسائی مذہب یا عیسائی جماعت پر حملہ کرتا یا کسی عیسائی کو یہودی بناتا یا خود عیسائی ہونے کے بعد پھر یہودی ہو جاتا تھا۔ اس کی تفصیلات کیلئے دیکھیں انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا (BRITANNICA) لفظ انکیوزیشن۔ عیسائی حکومتوں نے یہودیت کی روک تھام کیلئے ایسے ایسے قوانین تشکیل دیئے جو انسانیت سے گرے ہوئے بلکہ مذہب کی سفید چادر پر دھبے بن کر رہ گئے۔ آج بھی تاریخ ان مظالم پر نوحہ کناں ہے۔

آرچ بشپ آرنڈیل نے ملحدین کو جلا دینے کا قانون بنایا اور نہ صرف بنایا بلکہ اس پر عمل بھی کیا اور مختلف صوبوں میں نافذ کیا قانون کے الفاظ یہ تھے کہ:۔

''اگر کوئی شخص چرچ کے عقائد کے خلاف تبلیغ کرتا پایا جائے تو اسے چرچ سے خارج قرار دیکر اسے ملحد اور کافر قرار دیا جائے'' اور ایک صاحب جان وسکلف جس نے بائبل کا انگریزی ترجمہ کیا اور پھر صحیح تعلیم سمجھ لینے کے بعد راسخ المذہب ہوا اور فرقہ کیتھولک کے غلط عقائد کے خلاف آواز بلند کی تو اس پر نہایت بھیانک مظالم توڑے گئے اور قانون یہ بنایا گیا کہ:۔

''ہمیشہ کیلئے یہ قانون بنایا جاتا ہے کہ خواہ کوئی بھی ہو جو شخص مقدس کتابیں اپنی مادری زبان میں پڑھتا ہوا پایا جائے گا اس کی اراضی، مویشی اور جسم و جان اور اسباب ہمیشہ کیلئے ضبط کئے جائیں نہ اسے دیئے جائیں اور نہ اس کے ورثاء کو اور وہ خدا کا منکر، بادشاہ کا دشمن اور قانون کا خطرناک دشمن سمجھا جائے''۔

مظالم کی یہ داستان خونچکاں صرف عیسائیت یا یہودیت میں رقم نہیں کی گئی بلکہ ہر مذہب میں مل جاتی ہے کہیں قربانیوں کے نام پر اور کہیں مذہب کے نام پر۔ یہی سچ ہے کہ ؎

جب احسن تقویم سے گر جاتا ہے انساں
انسان کو اس وقت پھر انسان نہیں کہتے

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور سعید ہوا۔ تو سخت مخالفت ہوئی۔ یہانتک کہ ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق آنحضرتؐ نے فرمایا کہ:۔

''کیا کوئی قبیلہ ایسا ہے جو مجھے اپنے پاس لے چلے کیونکہ میرے گھر کے لوگوں نے مجھے اپنے رب کا کلام پہنچانے سے روک دیا ہے'' لیکن مخالفین نے مکّہ کے چاروں طرف پہرے بٹھا دیئے۔ کہ نہ تو آپؐ دوسرے قبائل میں جاسکیں اور نہ ہی دوسرے قبائل والے آپؐ کے پاس آسکیں۔ اور آپؐ کے ماننے والوں کو کبھی تپتی ریت پر لٹایا گیا اور کبھی ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھے گئے تو کبھی کسی کو دھونی دی گئی۔ کبھی جانوروں سے بدتر حالت میں گلیوں میں گھسیٹا گیا تو کبھی چہرے پر تھپڑ مارے گئے، کبھی چٹائی میں لپیٹ کر سانس روکنے کی کوشش کی گئی۔ اور کبھی سر پر خاک پھینکی گئی۔ کبھی گردن پر اونٹ کی گندی اوجھری پھینکی گئی تو کبھی راہوں میں کانٹے بچھائے گئے۔ لیکن لاکھوں بار قربان جاؤں آنحضورﷺ کے اور آپکے صحابہؓ کے کہ نہ پائے ثبات میں لغزش آئی نہ بددعا کی۔ بلکہ لب پہ ہمیشہ رہا کہ اللھم اھد بنو ثقیفہ اور اللھم اِھد قومی فانھم لایعلمون

قریش مسلمانوں کو مرتد خیال کرتے اور صابی کہتے تھے۔ اور جب دنیائے مذہب میں ظلم وستم کا بازار گرم تھا اور جبر واکراہ کی چالو بھٹیاں اپنا کام دکھا رہی تھیں، حریت ضمیر اور آزادی مذہب کا نام ونشان باقی نہ رہا تھا۔ تب سرور انبیاء، شافع روز جزاء، شاہ دوسرا سیدنا محمد ﷺ کی زبان حق ترجمان سے مخلوق خدا نے ایک اعلان سنا اور مختلف الفاظ و انداز سے بار بار سنا کہ:۔

''اے رسولؐ تو کہہ دے یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے'' (الکھف)

پھر فرمایا کہ:۔ ''یہ نصیحت کی باتیں ہیں پس جو چاہے اپنے رب کی طرف پہنچنے کا راستہ اختیار کرے'' (المزمل)

پھر فرمایا:۔ ''دین میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں'' (البقرہ)

مذہب تو دلوں کی تبدیلی کا نام ہے۔ اس میں جبر ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جبر سے زبان تو بدلوائی جاسکتی ہے دل نہیں۔ اسی لئے فرمایا کہ ہدایت اور گمراہی کا راستہ واضح ہو چکا ہے۔

پھر فرمایا کہ:۔ ''اے رسولؐ! تمام اہل مذاہب سے کہہ دے کہ میں تو محض خدا کی فرمانبرداری کو مدنظر رکھ کر اسی کی عبادت کرتا ہوں۔ اس کے سوا تم جس کو چاہو پوجو اور اس کی عبادت کرو۔ تم آزاد ہو'' (الزمر)

اور پھر فرمایا:۔ ''تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا'' (الکافرون)

پھر فرمایا کہ:۔ ''رسول کا کام صرف اللہ تعالیٰ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے'' (المائدہ)

بقیہ صفحہ: 25 پر

تحریکِ وقفِ نو

محمد سلطان ظفر، اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تحریکِ وقفِ نو کینیڈا

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ o

(سورہ آلِ عمران آیت 93)

ترجمہ: تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا کے لئے) خرچ نہ کرو۔ (تفسیر صغیر)

اسلامی تاریخ کا آغاز، مسلمانوں کی اعلیٰ ترین قربانیوں سے ہوا اور ان تمام قربانیوں کی اعلیٰ وارفع مثال ہمارے پیارے آقا و مولا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، جنہوں نے دورِ نبوت میں میدہ کی روٹی تو کجا چھنے ہوئے آٹے کی روٹی بھی، کبھی نہ کھائی اور ہمیشہ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرتے رہے۔ اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے، آپ کے صحابہؓ بھی اپنے جان و مال اللہ تعالیٰ کے حضور، بخوشی پیش کرتے رہے۔

آج کے دور میں قربانی کا یہ جذبہ حقیقی رنگ میں صرف جماعت احمدیہ ہی اپنائے ہوئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آپ کے صحابہؓ، خلفائے احمدیت اور ان کے غلاموں کی زندگیاں عظیم الشان قربانیوں کا مرقع ہیں۔ جن کی وجہ سے آج دنیا کے کروڑوں نفوس حقیقی اسلام کا پھل کھا رہے ہیں۔

مقصد جتنا اعلیٰ اور عظیم ہو اس کے لئے محنت اور قربانی بھی اسی قدر زیادہ کرنا پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام احمدیت کے لئے جو ترقیات مقدر کی ہیں، اُن کو حاصل کرنے کے لئے ہماری قربانیوں کا معیار بھی بلند پایہ ہونا ضروری ہے۔ اسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 3 اپریل 1987 کو ایک عظیم الشان تحریک کی بنیاد رکھی جس کا نام تحریک وقفِ نو ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک پیش کرنے سے پہلے انتہائی عارفانہ اور ایمان افروز انداز میں رسول کریم حضرت محمد ﷺ کی پاک سیرت کے اس پہلو سے روشناس کروایا جو آپ ﷺ کی عظیم قربانیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنا سکھلاتا ہے۔

تحریک وقفِ نو کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے خود حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ تحریک وقفِ نو پیش کریں۔ آپ نے فرمایا:

''پس اس رنگ میں آپ اگلی صدی میں خدا کے حضور جو تحفے بھیجنے والے ہیں یا مسلسل بھیج رہے ہیں، مسلسل احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بے شمار چندے دے رہے ہیں۔ مالی قربانیاں کر رہے ہیں، وقت کی قربانیاں کر رہے ہیں۔ واقفین زندگی ہیں۔ ایک تحفہ جو مستقبل کا تحفہ ہے وہ باقی رہ گیا تھا۔ مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی کہ میں آپ کو بتا دوں کہ آئندہ دو سال کے اندر یہ عہد کر لیں جس کو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ خدا کے حضور پیش کر دے اور اگر آج کچھ مائیں حاملہ ہیں تو وہ بھی اس تحریک میں اگر پہلے شامل نہیں ہو سکی تھیں... تو اب ہو جائیں۔''

(خطبہ جمعہ: 3 اپریل 1987 بمقام مسجد فضل، لندن)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بات بھی بڑے واضح الفاظ میں، مثالوں سے سمجھائی کہ اولاد کی قربانی، درحقیقت مال اور جان کی قربانی سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا:

''...ہمایوں کے متعلق بھی بابر نے جب یہ سوچا کہ ہمایوں کی زندگی بچانے کے لئے میں خدا کے سامنے اپنی کوئی پیاری چیز پیش کروں تو کہتے ہیں کہ بابر اس کے گرد گھومتا رہا، اس نے سوچا کہ میں یہ ہیرا جو مجھے بہت پیارا ہے دے دوں۔ پھر خیال آیا کہ ہیرا کیا چیز ہے میں یہ دے دوں۔ پھر خیال آیا کہ پوری سلطنت مجھے بہت پیاری ہے میں پوری سلطنت دے دیتا ہوں اور پھر سوچتا رہا۔ پھر آخر اس کو خیال آیا۔ اس کے نفس نے اس کو بتایا کہ تجھے تو اپنی جان سب سے زیادہ پیاری۔ اس وقت اس نے یہ عہد کیا اور خدا سے دعا کی کہ اے خدا واقعی اب میں سمجھ گیا ہوں کہ مجھے سب سے زیادہ پیاری چیز میری جان ہے۔ اے خدا! تو میری جان لے لے اور میرے بیٹے کی جان بچا لے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ واقعتاً اس وقت کے بعد سے پھر ہمایوں کی صحت سدھرنے لگی اور بابر کی صحت بگڑنے لگی۔''

(خطبہ جمعہ: 3 اپریل 1987 بمقام مسجد فضل، لندن)

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک وقف نو کے بارہ میں پانچ خطبہ ہائے جمعہ مندرجہ ذیل تاریخوں کو ارشاد فرمائے۔

1-3 اپریل1987 ،2-10 فروری1989، 3-17فروری 1989، 4-8 ستمبر1989، 5-یکم دسمبر1989

نیز ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27جون2003اور18جون 2004 کو واقفینِ نو کے بارہ میں خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔

تحریک وقف نو کی روح کو صحیح معنوں میں سمجھنے اور اس کے بارہ میں جامع ہدایات حاصل کرنے کے لئے مندرجہ بالا خطبات سننا، پڑھنا اور سمجھنا از حد ضروری ہے۔

ان خطبات میں ہمارے پیارے خلفاء نے واقفینِ نو کی آئندہ زندگی کے ہر پہلو کا کماحقہٗ احاطہ کیا ہے اور ہمیں ان تمام ہدایات سے نوازا ہے جن کی ہمیں مستقبل قریب و بعید میں ضرورت پیش آسکتی ہے۔ یہ خطبات واقفین و غیر واقفین بچوں کے لئے یکساں مشعل راہ ہیں۔ ہمارے پیارے خلفاء نے اپنے خطبات میں ،واقفینِ نو بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت ان کے مستقبل کے بعض ایسے پہلوں پر روشنی ڈالی ہے جن کو ایک عام انسان معمولی خیال کرتا ہے اور زیادہ توجہ نہیں دیتا۔

اس سے بڑھ کر کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہے کہ تمام دنیا کے واقفینِ نو کی تعلیم وتربیت، خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بذاتِ خود فرماتے ہیں۔گلشن وقفِ نو اور بوستانِ وقفِ نو کے ناموں سے تیار ہونے والے پروگراموں میں حضور بنفسِ نفیس رونق افروز ہوکر بچوں میں علم و معرفت کے خزائن لٹاتے ہیں۔ یہ پروگرام TV پر ایم ٹی اے انٹرنیشنل اور کمپیوٹر پر www.alislam.org کے ذریعہ، دنیا کے ہر ملک میں باقاعدگی سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

ایک بچہ کی قربانی بھی نسلوں کے سنوارنے کا باعث بن سکتی ہے۔اس سلسلہ میں حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ المسیح الاوّل کا واقعہ انتہائی ایمان افروز اور مشعل راہ ہے۔

... ابھی آپ (حضرت حکیم مولوی نورالدین ، خلیفہ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) ریاست جموں وکشمیر میں تشریف نہیں لے گئے تھے بلکہ بھیرہ ہی میں قیام تھا۔ غالباً1872ء کی بات ہے کیونکہ روم اور روس میں جنگ ہورہی تھی اور ہندوستان میں ہر روز خبریں مشہور ہوا کرتیں تھیں کہ آج اس قدر آدمی مارے گئے اور آج اس قدر مارے گئے۔ آپ کا گھر ماشاء اللہ سات بھائیوں اور دو بہنوں سے بھرا ہوا تھا اور سوائے آپ کے سارے ہی شادی شدہ تھے۔ آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے کہا کہ اماں جی! دیکھئے ہمارے گھر میں ہر طرح امن وامان ہے اور کوئی فکر نہیں۔ آپ اپنی اولاد میں سے ایک بیٹے کو یعنی مجھ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کردیجئے۔ یہ سُنکر آپ کی والدہ نے فرمایا کہ "میرے سامنے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔" آپ فرماتے ہیں:

"میں خاموش ہورہا۔ اب سنو! تھوڑے ہی دنوں کے بعد ہمارے بھائی مرنے شروع ہوئے۔ جو مرتا اس کی بیوی جو اس کے ہاتھ آتا لے کر گھر سے نکل جاتی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ باقی بھائی قبضہ کرلیں گے اور اسباب میرے قبضہ میں نہ رہے گا۔ رفتہ رفتہ سب مرگئے اور سارا گھر خالی ہوگیا۔ (اس کے بعد) جبکہ میرا تعلق ریاست جموں سے تھا۔ میں ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں اپنے مکان پر آیا۔ وہاں میں اس جگہ جو ہمارے مشترکہ خزانہ کی کوٹھڑی گھر کی عام نشست گاہ کے قریب تھی، دوپہر کے وقت سو رہا تھا۔ میری والدہ قریب کے کمرہ میں آئیں۔ انہوں نے اس قدر زور سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ میں ان سے کہا کہ صبر کے کلمہ کو تو اس قدر بے صبری کے ساتھ نہیں کہنا چاہئے۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ تمام گھر اب ویران اور خالی کیوں پڑا ہے؟ کہا کہ ہاں۔ مجھ کو وہ تیری اس روز کی بات خوب یاد ہے۔ اسی کا یہ اثر ہے کہ مجھ کو ہر ایک بیٹے کی موت کے وقت وہ بات یاد آتی رہی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اَور بھی کچھ سمجھ میں آیا؟ کہا کہ ہاں میں جانتی ہوں کہ میرا دم تیرے سامنے نہ نکلے گا بلکہ میں اس وقت مروں گی جبکہ تو یہاں نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور قاضی امیر حسین نے جو اس وقت موجود تھے، کفن دفن کا کام انجام دیا۔ میں اس وقت جموں میں تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے چاہا تھا کہ نورالدین کفن دفن میں شریک ہو اور ہم اِس کے سامنے فوت ہوں گے۔"

(حیاتِ نور مؤلفہ مولانا عبدالقادر [سابق سوداگرمل] ص99-100 سن اشاعت2003ء)

مندرجہ بالا واقعہ تحریر کرنے کے بعد کتاب 'حیاتِ نور' کے مؤلف مولانا عبدالقادر کتاب کے اسی صفحہ پر اپنے نوٹ میں لکھتے ہیں۔

اس واقعہ سے جماعت کے دوست اگر چاہیں تو بہت فائدہ

اُٹھا سکتے ہیں۔ اولاد بے شک ہر شخص کو عزیز ہوتی ہے لیکن اولاد کی زندگی اور موت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں رکھا ہے۔ پھر کون جانتا ہے کہ اس کی اولاد نیک ہو کر اس کے نام کو روشن کرے گی۔ یا بد ہو کر اس کے خاندان کو بدنام کر دے گی۔ اس لئے ومما رزقنٰھم ینفقون کی تعلیم کے مطابق ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو بھی عطیات الٰہیہ میں سے سمجھ کر اپنے کسی نہ کسی بچہ کو فی سبیل اللہ وقف کرے اور پھر دیکھے کہ وہ کس قدر انعامات الٰہیہ میں سے حصہ پاتا ہے۔ دیکھ لیجئے، حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے

اپنے آپ کو وقف کر کے جناب الٰہی سے کس قدر انعامات پائے۔ اگر آپ کی والدہ ماجدہ بھی خوشی کے ساتھ آپ کو وقف کرنے کے لئے تیار ہو جاتیں تو ہو سکتا تھا کہ اس قربانی کے بدلہ میں اپنی دوسری اولاد کو بھی اپنی آنکھوں کے سامنے سرسبز اور بابرگ و بار ہوتے دیکھتیں۔

اس واقعہ میں ان بچوں کے لئے بھی ایک قیمتی سبق موجود ہے جو کہا کرتے ہیں کہ ہم تو زندگی وقف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن والدین اجازت نہیں دیتے۔ وہ اگر چاہیں تو حضرت مولوی صاحبؓ کی زندگی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پھر یہ واقعہ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ اگر ہم اپنے بچہ کو وقف کر دیں تو وہ کھائے گا کہاں سے اور پہنے گا کہاں سے؟ اس کے دوسرے بھائی تو دنیا میں عزت و آرام کی زندگی بسر کریں گے لیکن یہ واقف زندگی ان کو دیکھ دیکھ کر پیچ و تاب کھاتا رہے گا۔ لیکن ان کا یہ خدشہ بالکل موہوم ہے۔ حضرتؓ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ شاہد ہے کہ وہ جو اپنے آپ کو کامل طور پر خدا کے سپرد کر دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ خود ان کا متکفل ہو جاتا ہے۔''

تحریکِ وقفِ نو کوئی عام دنیاوی تحریک نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی عظیم تحریک ہے جو خدا کے حکم سے شروع کی گئی ہے اور جس کی نگرانی خلیفۃ المسیح کے ہاتھوں میں ہے۔ اس لئے ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان ننھے ننھے پودوں کی حفاظت اور تربیت کے عمل میں صبر اور دعاؤں سے اپنی قربانیوں کا معیار اتنا اعلیٰ کرنے پڑے گا، جو مالی قربانیوں کے معیار سے بھی بڑھ کر ہو اور جان کی قربانیوں کے معیار سے بھی بڑھ کر ہو۔ اسی صورت میں ہم یہ ثابت کر سکیں گے کہ بچوں کی قربانی جان و مال کی قربانی سے بڑھ کر ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ 1987 میں پیدا ہونے والے واقفینِ نو، ہماری آنکھوں کے سامنے جوان ہو رہے ہیں اور عملی زندگیوں میں قدم رکھ چکے ہیں۔ یقینی طور پر یہ بھی احمدیت کی سچائی اور الٰہی قدرت کا ایک نشان ہے کہ آج سے سترہ سال قبل، جب اسلام احمدیت قبول کرنے والوں کی تعداد اوسطاً ایک لاکھ سالانہ بھی نہ تھی تو خدا نے کروڑوں نئے احمدیوں کو سنبھالنے کے لئے ایسا بیج بویا جس کی فصل عین ضرورت کے وقت تیار ہو۔

تا دمِ تحریر پچیس ہزار سے زائد مجاہدین، خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی سرکردگی میں، ایسی فوج میں شامل ہو چکے ہیں جس کے ہاتھ میں تلوار کی بجائے قرآنی دلائل ہیں۔

کہاوت ہے کہ بچوں کی تربیت ان کی پیدائش سے بھی اٹھارہ، بیس سال پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ یعنی، اگر ماں کی تربیت اعلیٰ ہوگی تو اس کے بچوں کی تربیت خود بخود ہو جائے گی۔ آج آٹھ ہزار سے زائد بچیاں اس بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ ان بچیوں کی تعلیم و تربیت جس اعلیٰ میعار سے ہو رہی ہے اس کی ادنیٰ مثال بھی پوری دنیا میں نظر نہیں آ سکتی۔ اور صرف چند سالوں کے بعد جب ان کی نسل دینی و دنیاوی علوم سے مکمل طور پر لیس ہو کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا جھنڈا پوری دنیا میں گاڑنے کے لئے نکلے گی تو کس میں طاقت ہوگی جو اسلام کی فتح میں رکاوٹ بن سکے؟

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اسلام احمدیت میں بچیوں کی تربیت اور تعلیم ایک نہایت اہم مقام رکھتی ہے۔ اس اہمیت کو ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہم پر یوں واضح فرمایا ہے۔

''... تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ کئی ایسے احمدی خاندان جن کی آگے نسلیں احمدیت سے ہٹ گئیں صرف اسی وجہ سے کہ ان کی عورتیں دینی تعلیم سے بالکل لاعلم تھیں۔ اور جب مرد فوت ہو گئے تو آہستہ آہستہ وہ خاندان یا ان کی اولادیں پرے ہٹتے چلے گئے کیونکہ عورتوں کو دین کا کچھ علم ہی نہیں تھا، تو اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی اکٹھے ہو کر کوشش کرنی ہوگی تا کہ ہم اپنی اگلی نسل کو بچا سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر دین کا علم پیدا کرنے اور اگلی نسلوں میں قائم کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔'' (خطبہ جمعہ 18 جون 2004)

بقیہ صفحہ: 32 پر

ڈاکٹر ظفر وقار کاہلوں
ویسٹن ساؤتھ (ٹورنٹو)

اُردو زبان کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات انسان کو اپنی حاجات، ضروریات، پسند ناپسند، جذبات اور نقطہ نظر کے اظہار کیلئے قوّتِ گویائی کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ کسی علاقے یا قوم کے لوگ جس زبان میں باہم گفتگو کرتے ہیں وہ اُن کی مادری زبان کہلاتی ہے۔ مادری زبان میں روزمرّہ گفتگو کے بعد پڑھنے اور لکھنے کا مرحلہ آتا ہے جو علم و آگاہی بڑھانے کیلئے ایک کلیدی سیڑھی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو افراد لکھنے پڑھنے میں اعلیٰ مہارت حاصل کرتے اور نفع رساں لٹریچر تالیف کرتے ہیں وہ اُس زبان بولنے والوں میں عالم فاضل گردانے جاتے ہیں۔ جبکہ اپنی زبان کے علاوہ دیگر بین الاقوامی زبانوں میں مہارت حاصل کرنے والے افراد نہ صرف ایک مناسب آمدنی والی ملازمت حاصل کر سکتے ہیں بلکہ وہ مختلف اقوام اور مُلکوں میں باہم رابطے اور نظریات کے نفوذ کا موقع بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ ہر زبان کی اپنی خاص اہمیت اُس زبان بولنے والوں کیلئے ہوتی ہے۔ بعض زبانوں کی بین الاقوامی اہمیت ہوتی ہے جو مختلف ملکوں، قوموں اور نو آبادیات میں بولی جاتی رہی ہیں جیسے انگریزی، فرانسیسی، روسی وغیرہ۔ اسکے علاوہ بعض زبانوں کی اپنی مذہبی حیثیت ہے جیسے عبرانی، عربی، اُردو وغیرہ۔ اس مضمون میں ہم مختلف زبانیں سیکھنے کی اہمیت، اُردو زبان کی جماعتِ احمدیہ اور خصوصاً ایسے احبابِ جماعت جن کے اباواجداد کی مادری زبان اُردو تھی اُن کیلئے اُردو کی خاص اہمیت کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ اُردو سیکھنے کے بعض طریقوں کا جائزہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

انفرادی سطح پہ زبان کا کردار:

چھوٹا بچہ جو ابھی بول نہیں سکتا وہ رونے، چہرے کے تاثرات اور جسم کی حرکات وغیرہ سے اپنی حاجات اور پسند ناپسند کا اظہار کرتا ہے جسے اشاروں کی زبان کہا جاتا ہے۔ بچہ جونہی ذرا بڑا ہوتا ہے وہ چند مہینوں میں اپنے والدین کی زبان بولنا شروع کر دیتا ہے۔ زبان سکھانے کے علاوہ بچے کو والدین یہ بھی سکھاتے ہیں کہ کیوں، کب، کیسے، کہاں، کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے، کیا اچھا ہے، کیا بُرا ہے۔ ان اُمور کے ساتھ ساتھ وہ بتدریج اپنے نظریات، مذہب اور دیگر بنیادی باتوں سے بھی بچے کو روشناس کراتے جاتے ہیں اور اس طور پر بچے کی شخصیت کی بنیاد بنانے کا اہم مرحلہ سرانجام دیتے ہیں۔ جب بچہ بڑا ہونے پہ اسکول جانا شروع کرتا ہے تو گھر کے افراد کے علاوہ اسکول کے اساتذہ، وہاں پڑھنے والے دیگر بچے اور محلے کے لوگ بھی بچے پہ ایک مجموعی اثر ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسکول میں پڑھائی جانے والی کتابیں اور دیگر مذہبی کتابیں (اگر پڑھائی جا رہی ہوں) بچے کی سوچ کے دھاروں کا رُخ متعین کرتی ہیں۔ پھر ٹی وی، اخبارات اور دیگر رسائل و جرائد جن سے بچے کا واسطہ پڑتا ہے وہ اپنا اثر اُس پہ ڈال رہے ہوتے ہیں اس طور بولی جانے اور پڑھی جانے والی زبان وہ ذریعہ ہے جو بچے کو رہن سہن کے آداب سکھاتی ہے اور یہ کہ زندگی کی دیگر ترجیحات کیا ہیں۔

قومی سطح پہ زبان کا کردار:

بچے ایک قوم کا مستقبل ہوتے ہیں جنہوں نے کل کو بڑے ہو کر اپنی قوم و مُلک کی باگ ڈور سنبھالنا ہوتی ہے ان بچوں نے جو علم و آگہی زبان کے توسط سے حاصل کی ہوتی ہے اُس سے قوم کا مستقبل تشکیل پاتا ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا زبان کے توسط سے نئی نسل کو جو کچھ دکھاتا اور بتاتا ہے وہ اس سے سیکھتی ہے اور اُسکے مستقبل کی راہیں متعین ہوتی ہیں یوں زبان ایک قوم کے روّیوں، عقائد، اقدار اور بنیادی تصورات کو سنوارنے یا بگاڑنے کا پہلا بنیادی زینہ ہوتی ہے۔ ایک قوم کے ماضی اور حال کے مختلف گوشوں کو اُس قوم کے ادب، مزاح، تاریخ، سوانح عمریوں، اخبارات، جرائد و رسائل، ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ اُسکی زبان کے توسط سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس طور زبان ایک قوم کی پہچان ہوتی ہے کہ وہ کیسے لوگوں پہ مشتمل ہے؟ اُسکی تہذیب و تمدن اور ثقافت کیا ہے؟ اسکے علاوہ کسی قوم کے گذشتہ سرکردہ لوگوں، مذہبی شخصیات، کامیابیوں، ناکامیوں، روایات اور اہم واقعات کی تاریخ جاننے کا اوّلین اور مستند ذریعہ اُس قوم کی زبان ہوتا ہے۔ ایک قوم اگر اپنی اگلی نسل کو اپنی زبان سکھانے کی بجائے کسی اور قوم کی زبان سکھاتی ہے تو ایسی قوم اپنی تہذیب و تمدن اور ثقافت کا اپنے ہاتھوں سے قتل کرنیوالی ہوگی کسی قوم کی تہذیب و تمدن اور اقدار بغیر اُسکی زبان کے زندہ نہیں رہ سکتیں اور بجا طور پہ کہا جا سکتا ہے کہ بغیر اپنی زبان کے ایک قوم بغیر روح کے جسم کی طرح ہے۔

مختلف زبانیں سیکھنے کی اہمیت:

ایک مسلمان کیلئے دیگر زبانیں سیکھنا کئی لحاظ سے اہم ہے مثلاً:

☆ دوسری قوموں کو اسلام کی حسین تعلیمات سے روشناس کرانا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا ہر مسلمان کا فرض ہے جس کی ادائیگی کیلئے اُس قوم کے بارہ میں ضروری معلومات کا علم ہونا اور اُس قوم کی زبان میں بات کرنا ضروری ہے۔

☆ ہر زبان میں مخصوص کہاوتیں، محاورے، حکایات، لطائف تمثیلات اور دیگر قابلِ قدر حسین نوادرات کے خزائن پنہاں ہوتے ہیں، زندگی میں پیش آنے والے مسائل اور اُنکے حل کا ذکر ہوتا ہے اُس قوم نے جن مختلف شعبوں میں ترقی کی ہوتی ہے اُسکا ذکر ہوتا ہے۔ مختلف زبانیں سیکھنے سے ان علوم وفنون کے ذخیروں تک رسائی ممکن ہوجاتی ہے۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ نے علم کا حصول ہر مسلمان کا فرض قرار دیا ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں ذکر آتا ہے۔ "طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم"۔ (ابنِ ماجہ کتاب العلم باب فضل العلما)۔ "جو شخص علم کی تلاش میں نکلے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ فرشتے اس کیلئے پر بچھاتے اور زمین و آسمان میں رہنے والے اس کیلئے بخشش مانگتے ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اس کیلئے دعا کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی ستاروں پر اور علماً انبیاً کے وارث ہیں"۔ (ترمذی کتاب العلم باب فی فضل الفقہ) علم کے حصول کیلئے دور دراز جانا پڑے تو اس سے اجتناب نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ حدیثِ مبارکہ ہے۔ "علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے" (البیہقی، کتاب العلم)۔ یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ اسلام دیگر زبانیں اور اُن میں موجود علم وعرفان حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ایک قوم کا مختلف شعبوں کا علم، اُسکی تاریخ، تہذیب اور تجربات کا نچوڑ اُس قوم کی زبان میں رقم ہوتا ہے جس میں سے حکمت کی باتیں اخذ کرنا ایک مسلمان کیلئے اپنی گم شدہ میراث حاصل کرنا قرار دیا گیا ہے۔ "حکمت اور دانائی کی بات مومن کا گمشدہ سرمایہ ہے جہاں کہیں وہ اسکو پاتا ہے وہ اس کو اپنانے اور قبول کرنے کیلئے تیار ہوتا ہے"۔ (ابن ماجہ ابواب الزہد باب الحکمۃ)۔

☆ ماضی میں مختلف اقوام میں سے جن قوموں نے ظلم و ناانصافی کی راہ اختیار کرتے ہوئے بُرے اعمال کئے جن کے برے نتائج نکلے اُن سے اہلِ ایمان کو عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور دُنیا میں نکلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ "تم سے پہلے کئی دستور العمل گزر چکے ہیں۔ (جن کے نتائج دیکھنے ہوں) تو زمین میں پھرو اور دیکھو کہ (ان قوانین کو) جھٹلانے والوں کا کیسا (بُرا) انجام ہوا"۔

(ال عمران ۱۳۸)

دُنیا کے مختلف ملکوں اور اقوام میں جانے اور اُن کا علم حاصل کرنے کیلئے اُن کی زبانیں سیکھنا ضروری ہے۔

☆ اکثر متعصب مستشرقین نے اسلام کی حسین تعلیمات کو مکاری اور چالاکی سے سراسر مسخ کر کے پیش کیا ہے اور اسلام کو تشدد، عورتوں کے حقوق غصب کرنیوالا اور ہر ممکن برائی کا حامل مذہب بنا کر پیش کیا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث کی نام نہاد ظالمانہ تفاسیر کے علاوہ اشاعتِ اسلام کو تلوار کے جہاد سے منسوب کیا ہے۔ اُن کے حملوں کو سمجھنے اور منہ توڑ جواب دینے کیلئے اُن کی زبانیں سیکھنا ضروری ہے اور اُن کی زبانوں میں انجیل اور تورات کی تفاسیر مسلمانوں کو لکھنا ہوں گی۔ اسلام کے حسین چہرے پہ لگائے گئے جھوٹے بدنما داغ دور کرنے کیلئے دیگر زبانیں سیکھنا اس جہاد کا اوّلین مرحلہ ہے جو مسلمان مردوں اور عورتوں دونوں پر برابر فرض ہے۔

☆ یورپ، امریکہ اور ان کے بعض دیگر ہمنوا غیر مسلم ممالک میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا ویسے تو شخصی آزادی کا دن رات ڈھول پیٹتا نہیں تھکتا مگر اسلام کے بارہ میں اس اصول کو بھلا دیتا ہے اور مسلسل اسلام کے خلاف زہریلے پروپیگنڈا کا بازار گرم کئے رکھتا ہے۔ ان کے ہاں نئی نسل اپنے مذہب میں عموماً کوئی دلچسپی نہیں رکھتی اور ایک مادر پدر آزاد زندگی کو ترجیح دیتی ہے مگر اسلام کے بارہ میں چونکہ اُن کو باقاعدہ مختلف طریقوں سے بھرپور بدظن کیا جاتا اور ڈرایا جاتا ہے اس لئے وہ اسلام کے بارہ میں شخصی آزادی کے اصولوں کو بھول جاتے ہیں اور عموماً مسلمانوں سے جب اور جہاں بس چلے ہر ممکن تعصب وتنگ نظری کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اس یلغار کا دفاع کرنے کیلئے مسلمانوں کو بھرپور جہاد کرنا ہو گا جس کیلئے دیگر زبانیں سیکھ کر انکے میڈیا میں سرایت کرنا ہوگا۔

☆ کئی ایک اسلام مخالف گروہوں نے اپنی دجالانہ چالوں سے بعض نادان مسلمانوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے اُن کو مجاہدِ اسلام بنا کر بنیاد پرستی کی جڑیں پیدا کر کے اسلام کو بدنام کرنے کا مشن سنبھالا ہوا ہے اور بعد ازاں اسلام اور بانی اسلام کو تضحیک واستہزا کا نشانہ بنانے سے بھی گریز نہیں کرتے ان کی ناپاک گھٹیا سازشوں کو بے نقاب کرنے کیلئے مختلف زبانیں سیکھنا ازبس ضروری ہے۔

☆ اپنی زبان کے سوا دیگر زبانیں سیکھنے سے دور رہنا اور دوسری زبانوں سے نفرت کی راہ اختیار کرنا کنوئیں کے مینڈک والی بات ہے۔ جبکہ دوسری زبانیں

سیکھنے، باہر نکلنے اور دوسرے ملکوں میں جانے سے انسان کے خیالات میں وسعت (thinking exposure) پیدا ہوتی ہے اور دوسری قوموں کے تعصب کے حصار سے انسان آزاد ہو سکتا ہے جس سے دیگر اقوام کے ساتھ زندگی گذارنے کے اسلوب سکھانے میں بھی مدد ملتی ہے۔ اس سے انسان میں خود تحقیق و تجسس کرنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے وہ سنی سنائی، بیان کردہ آراء سے نتائج اخذ کرنے کے رجحان کے خول سے باہر نکل سکتا ہے اور غلط پروپیگنڈا کو بالائے طاق رکھ کر خود پرکھنے اور جانچنے کی صلاحیت اور ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر انسانوں کو اُن کی شکلوں، چہروں اور مذاہب کے حوالہ سے پہچاننا اور جاننا چھوڑ کر بحیثیت انسان جاننے کی راہ پیدا ہوتی ہے۔

☆ دیگر زبانیں سیکھنے سے علمی فوائد اور معلومات کے علاوہ مالی فوائد بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو آج کے دور میں جب مالی مسائل وغیرہ کی اہمیت زیادہ سے زیادہ ہوتی جارہی ہے بہت اہم ہے۔ جدید ایجادات اور تیز ذرائع نقل و حمل کی بدولت دُنیا ایک بڑے گاؤں (global village) کی صورت اختیار کر چکی ہے ایسے میں باہم رابطے اور ترجمانی کیلئے مختلف زبانوں کا علم رکھنے والے افراد ملازمت حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ عام ملازمت میں بھی دیگر زبانوں کا علم ایک اضافی قابلیت تسلیم کیا جاتا ہے اور ایسے فرد کو ترجیح ملتی ہے۔ سیاحت اور تجارتی مقاصد کیلئے اگر اُس ملک کی زبان کا علم ہو تو اس کا خاصا فائدہ پہنچتا ہے۔

اُردو زبان کی اہمیت اور فضیلت:

انسان کی فطرت ہے کہ وہ کسی بھی کام کو اُس وقت تک مستعدی، دلجمعی اور محنت سے نہیں کرپاتا جب تک اُسے اُس کام کی اہمیت اور افادیت کا ادراک نہ ہو جائے۔ ملازمت کی مثال لے لیں یہ رات کے وقت کی ہو یا دن کے وقت کی، ہر شخص مناسب لباس زیب تن کر کے سخت سردی ہو یا سخت گرمی، بارش ہو یا برف باری، بہر حال بروقت ملازمت پہ پہنچ جاتا اور اپنے ذمہ کام کو پوری توجہ اور مستعدی سے کرنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ دیر سے پہنچنے، غیر مناسب لباس پہننے یا ملازمت کے اوقاتِ کار میں مفوضہ کام نہ کرنے سے ملازمت ہاتھ سے جانے کا ڈر ہوتا ہے اور ایسی صورت میں اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کیلئے ذریعہ آمدن کھو جانے کا تصور انتہائی بھیانک ہوتا ہے اور یوں ملازمت کی اہمیت کا احساس انسان کو از خود متحرک رکھتا ہے۔ اِسی طرح اگر اُردو زبان کی اہمیت و افادیت کا احساس ہو جائے تو احمدی والدین از خود اپنے بچوں کو اُردو سکھا لیں گے اور اسکے لئے درکار ذرائع ڈھونڈ لیں گے۔ جہاں تک اُردو زبان کی اہمیت کا تعلق ہے سیدنا مسیح موعودؑ کی جماعت کیلئے اُردو کی اہمیت روزِ روشن کی طرح عیاں اور مسلمہ ہے۔ آپؑ کے مبارک قلم سے جو روحانی خزائن کا قیمتی ذخیرہ وجود میں آیا وہ تقریباً تمام تر اُردو زبان کے توسط سے محفوظ ہوا ہے۔ آپ اپنے مقدس رفقا سے جو روز مرّہ گفتگو فرمایا کرتے تھے وہ ملفوظات کے نام سے شائع شُدہ ہے۔ آپ کے مبارک لبوں سے جو الفاظ ادا ہوئے اُن کے پڑھنے کا مزہ اپنی منفرد شان رکھتا ہے۔ الغرض مسیح پاکؑ سے محبت و عشق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اپنے محبوب آقا کی زبان سیکھی جائے اور آپ کے ارشادات اور تحریرات کو بلا واسطہ پڑھا جائے۔ بلاشبہ دُنیا کی مختلف زبانوں میں ان کتب کے تراجم ہو رہے ہیں مگر ان کتب کا جو گہرا علم و عرفان مسیح موعودؑ کے اپنے پُر معارف پُر شوکت الفاظ پڑھنے سے حاصل ہو سکتا ہے وہ بہر حال تراجم سے ممکن نہیں ہے۔ دوسری زبان میں اس مقصد کو حاصل کرنا خاصا مشکل ہوتا ہے کیونکہ دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے اصل معانی اور مفہوم کھو سکتے ہیں اور پھر اصل زبان میں الفاظ مختصر مگر انتہائی پُر اثر اور روزِ روشن کی طرح عیاں اور واضح ہوتے ہیں۔ اُردو مسیح پاکؑ کی زبان ہے اور یہ اُردو زبان کا منفرد اعزاز اور خوش بختی ہے جو دُنیا کی کوئی اور زبان نہیں پا سکتی۔ اُردو کی اِسی اہمیت کے پیشِ نظر دوسری زبانیں بولنے والوں میں سے کئی لوگ شدید محنت سے اُردو سیکھ رہے ہیں اور جب وہ کسی قدر اُردو بولنا سیکھ لیتے ہیں تو پھولے نہیں سماتے اور مزید دسترس حاصل کرنے کیلئے محنت و ریاضت زور وشور سے جاری رکھتے ہیں۔

اُردو زبان سیکھنے کے طریق اور ذرائع:

☆ اُردو یا دُنیا کی کوئی بھی زبان سیکھنے کا سب سے کارگر اور بہترین وقت بچپن کا زمانہ ہوتا ہے۔ بچپن میں بہت ہی کم محنت اور معمولی کوشش کرنے سے بچے بآسانی اُردو زبان سیکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کیلئے والدین کی دلی تڑپ اور شوق کا ہونا ضروری ہے اور بچے کے دل و دماغ میں اُردو زبان کی اہمیت اور افادیت کا اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔ بچپن میں اُردو سکھانے کو ایک لازمی مشن کے طور پہ لینا چاہیئے۔

☆ گھر بچے کی اوّلین درسگاہ ہوتا ہے۔ گھر میں عموماً والدہ کا یہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ اُستاد کا فرض ادا کرے جبکہ والد ایک نگران اور منتظمِ اعلیٰ کے طور پہ اُردو سکھانے کو بہر صورت یقینی بنائے۔ اس اہم مشن میں راہنمائی اور مدد کیلئے مقامی جماعت سے قریبی رابطہ رہنا ضروری ہے۔

☆ بچوں کو اُردو سکھانے میں اُن میں مقابلہ کی صورت پیدا کی جائے اور جیتنے

والے بچے کو انعام دیئے جایا کریں تو بچے زیادہ کوشش اور محنت سے اُردو سیکھیں گے۔

☆ اُردو سکھانے میں مختلف درجے اور ہدف مقرر کرنے مفید ہوں گے۔ مثلاً ابتدائی درجہ، درمیانی درجہ، آخری درجہ اور پھر مضامین لکھنے اور شائع ہونے کیلئے بھیجنے کا درجہ۔ ہر مرحلہ پہ بچوں کی انعامات سے حوصلہ افزائی کی جائے۔ مثلاً قلم، ڈائری، بچوں کی عمر کے لحاظ سے دلچسپ کتابیں وغیرہ۔

☆ ہر احمدی اوّلین طور پہ اپنے بچوں کو نماز اور قرآن کریم سکھاتا ہے جو ہمارے محبوب آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی مقدس عربی زبان میں ہیں۔ عربی کی یہ منفرد حیثیت اور فضیلت ہے۔ اُردو اور عربی کا رسم الخط ایک جیسا ہے۔ کسی قدر عربی سیکھ لینے کے بعد اُردو سیکھنا خاصا آسان ہوجاتا ہے کیونکہ عربی کے بے شمار الفاظ اُردو زبان کا حصہ ہیں۔ عربی میں مزید دسترس حاصل کرنے سے قرآن کریم اور احادیث کے علم کے حصول کی راہیں آسان ہوجاتی ہیں اور اُردو میں بھی علم بڑھتا ہے۔

☆ ایم ٹی اے کے جملہ پروگراموں کو بچے کو ساتھ بٹھا کر دکھایا جانا چاہیئے یہ پروگرام بچے کو اُردو زبان کے علاوہ عربی زبان کا مزید علم وعرفان اور دیگران گنت اخلاقِ حسنہ اور علم ومعرفت کے نایاب گوہر عطا کریں گے۔ ایم ٹی اے کو چھوڑ کر دیگر بیہودہ اور لغو پروگرام بچے کی موجودگی میں دیکھنے سے ساری کی گئی محنت رائیگاں جاسکتی ہے اور بچہ اُردو سیکھنے کے مشن کو چھوڑ کر ان بیہودگیوں اور لغویات کا بہت جلد عادی بن سکتا ہے۔

☆ بچے کو کارٹون دیکھنے، لاحاصل کمپیوٹر اور دیگر الیکٹرانک ویڈیو گیمز کی لغویات سے دور رکھا جانا ضروری ہے ورنہ بچے کارٹون اور دیگر ایسی فضول کھیلوں کے شیدائی بن جاتے ہیں جس کا نہ صرف بچے کی پڑھائی پہ منفی اثر پڑتا ہے بلکہ جدید ریسرچ نے ثابت کیا ہے کہ اس سے جسمانی اور ذہنی طور پہ بھی گہرے دیرپا نقصانات ہوتے ہیں اور بچے ذہنی پراگندگی اور متشدد المزاجی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ جو والدین بچے کو کارٹون اور دیگر ایسی بیکار چیزوں سے بہلا کر بچے سے گویا گلوخلاصی حاصل کرنیکی کوشش کرتے ہیں یہ سراسر ظلم کرتے ہیں۔ والدین کو چاہیئے کہ وہ بچوں کو بھرپور وقت اور قریب ترین دوستی والی توجہ دیتے ہوئے اُن کو اُردو سکھانے کو پہلی ترجیح بنائیں۔

☆ ایم ٹی اے کے سوا ٹی وی پہ دیگر اُردو پروگرام دیکھنے سے اُردو سیکھنے میں کوئی خاص مدد نہیں مل پاتی۔ اس کی بجائے عام ریڈیو یا انٹرنیٹ سے ریڈیو پہ اُردو پروگرام سننے سے اُردو سیکھنے اور معیار بہتر کرنے میں کہیں زیادہ مدد مل سکتی ہے اور یہ طریقہ کہیں زیادہ پُراثر ہے کیونکہ دیکھنے کی بجائے محض سننے پہ توجہ مرکوز رہتی ہے۔

☆ جماعت کیطرف سے ہفتہ، اتوار کو اُردو اور عربی وغیرہ سکھانے کی کلاسوں کا اہتمام ہو تو ہر قیمت پہ بچوں کو ان کلاسوں میں شریک کرانا چاہیئے۔

☆ گھر میں والدین اور بہن بھائیوں کے درمیان اُردو بولنے کو رواج دیا جانا چاہیئے اور دیگر زبانیں مثلاً انگریزی سیکھنے اور بولنے کو مروجہ اسکول پہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ بچوں میں ایک وقت میں کئی زبانیں سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور خواہ مخواہ کسی وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔

☆ ٹی وی انٹرنیٹ اور دیگر الیکٹرانک میڈیا کی اس دور میں خاص اہمیت ہے مگر کتابوں کی اہمیت بہرحال اپنی جگہ ہے۔ بچے کی عمر کی مناسبت سے اُردو کی بامقصد دلچسپ چھوٹی چھوٹی کتابیں بچے کو مہیا کی جانی چاہئیں جن میں ابتدائی اُردو سیکھنے والی تصویری کتب کے علاوہ اُردو کا معیار بلند کرنے کیلئے اچھی معیاری کتابیں شامل ہوں۔ ایسی کتابوں اور نثر و نظم کی اعلیٰ ادبی کتابوں میں سے کم از کم چند کتابوں کی ایک چھوٹی لائبریری ہر گھر میں ضرور ہونی چاہیئے جس میں قرآن کریم، احادیث، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تالیف کردہ کتب، خلفاءِ احمدیت کی کتب اور جماعت کے دیگر بزرگان واہلِ علم کی کتب ضرور ہوں۔ اسکے ساتھ مسلسل بچے پہ نظر رکھی جائے تو اُردو سے ایک لازوال تعلق اور محبت بچے میں پیدا ہوجائے گی۔

☆ گھر میں الفضل، تشحیذ الاذہان، خالد، مصباح، انصار اللہ اور دیگر جماعتی مجلّے جس قدر ممکن ہوں ضرور آنے چاہئیں اور بصورتِ دیگر انٹرنیٹ پہ آن لائن مواد کا مطالعہ بچے کو ساتھ بٹھا کر کرانا چاہیئے اسکے علاوہ بچوں سے چھوٹے چھوٹے مضامین لکھوا کر جماعتی رسائل اور اخبارات میں اُن سے بھجوانے چاہئیں اور اس میں بھرپور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ بچوں کا اُردو کا معیار مزید بلند کرنے کیلئے اُنہیں باقاعدگی سے ڈائری لکھنے کی ترغیب دینی چاہیئے اور اچھی ڈائری لکھنے پہ حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بچوں کو انعامات دیتے رہنا چاہیئے۔

☆ بچوں کو اُردو سکھانے کی ہر ممکن بھرپور کوششیں کرنے کے ساتھ ساتھ دردو الحاح کیساتھ بچوں کیلئے باقاعدگی سے دعائیں بھی لازماً کرتے رہنا چاہیئے کہ مولا کریم و قادر اُن میں اُردو زبان کی ان مٹ لازوال محبت پیدا کردے اور اُن کا مستقبل سنوار دے۔ بچوں کو بھی دعاؤں کا عادی بنانا چاہیئے اور اُن کو مسنون عربی دعاؤں کے علاوہ اپنی زبان میں دعائیں کرنی سکھانی چاہئیں کیونکہ اپنی زبان میں دعائیں دلی

دردسے نکلتی ہیں اوراپنی مخصوص حاجات اورحالات کے حوالہ سے کی جاتی ہیں۔

☆ بچوں سے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خدمت میں باقاعدگی سے کم ازکم ہر مہینے ایک دعائیہ خط اُردو میں ضرور لکھوانا چاہیئے۔

احمدی والدین کی ذمہ داری :

ایسے احمدی والدین جوخوداُردوزبان اچھی طرح جانتے ہیں اورایسے مُلکوں میں آباد ہوگئے ہیں جہاں دوسری زبانیں بولی جاتی ہیں اُنکواپنی اگلی نسل کو اُردو سکھانا بچوں کی تربیت کے ضمن میں پہلی ترجیح کے طور پہ لینا چاہیئے اور بچوں کی روحانی بقا کیلئے ایک طور سے زندگی موت کا مسئلہ گردانتے ہوئے اِسے سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیئے۔بعض ایسے والدین جومغربی اقوام کی مادی ترقیات سے مرعوب ہوکر بُری طرح سے احساسِ کمتری میں مبتلا ہوتے ہیں وہ بچوں کواپنی زبان سکھانے کی قطعاً کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور نادانی سے خیال کرتے ہیں کہ بچے کے اعلیٰ مستقبل کیلئے محض دوسری زبانوں میں بچے کو اچھی دسترس دلانے کی ضرورت ہے تا کہ وہ اچھا ڈاکٹر، وکیل، انجینئر، پروفیسر یا اچھا بزنس مین بن سکے۔حالانکہ سب سے اوّلین خواہش اور کوشش ایک اچھا احمدی بنانے کی ہونی چاہیئے۔بعض والدین ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کو اپنی زبان سکھانے پہ نہایت معمولی توجہ دیتے ہیں وہ اکثر وبیشتر بچوں سے انگریزی میں بات کرتے ہیں جبکہ میاں بیوی خود آپس میں اُردو یا پنجابی بولتے ہیں ایسے لوگوں کے بچے آدھا تیتر آدھا بٹیر کے مصداق ایک عجیب ملغوبہ بن رہے ہوتے ہیں۔ایسے والدین کے بچے اپنے آباؤ اجداد اور تہذیبی روایات کے بارہ میں احساسِ کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں اور اپنے والدین کی زبان تاریخ اور معاشرت سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں اور اپنے دادا دادی اور نانا نانی کا نام تک نہیں جانتے ہوتے کجا یہ کہ اپنے والد اور والدہ کے خاندان کی چند پچھلی پشتوں کا علم ہونا۔بحیثیت ایک احمدی کے یہ حرکت اپنی مذہبی، خاندانی اور معاشرتی روایات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے دُنیا کو دین پہ ترجیح دینے کا انتہائی مہلک اور گویا خودکشی کرنے والا سودا ہے اور میں دین کو دُنیا پہ مقدم رکھوں گا کے عہد کی کھلی کھلی خلاف ورزی ہے۔

یادرکھنا چاہیئے کہ مغربی اقوام مادی اور سائنسی طور پر بلا شبہ اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات حاصل کرتی جارہی ہیں مگر اخلاقی طور پہ بُری طرح سے بیمار ہوچکی ہیں اور گناہ اور برائی کا احساس وشعور دن بدن ختم ہوتا جارہا ہے جسکی وجہ سے غلاظتوں اور گندگیوں کی دلدل میں بتدریج دھنستی جارہی ہیں اور مذہب و روحانیت کا تو گویا جنازہ نکل چکا ہے۔اِن قوموں کو مذہب وروحانیت کی طرف لانے کیلئے مسیحِ موعودؑ کی جماعت کو پیدا کیا گیا ہے جن کی معرکۃ الآرا ٔ نظم ونثر کی اکثر تحریرات اُردو زبان میں ہیں۔ان سے بہترین استفادہ کیلئے اُردو بولنے والے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی اگلی نسل کو ہر قیمت پہ اچھی طرح سے اُردو سکھائیں۔

والدین کو چاہیئے کہ وہ بچوں کی دینی تربیت اور اُردو سکھانے پہ بھی اُتنی ہی توجہ دیں جتنی وہ دُنیوی تعلیم پہ دیتے ہیں۔دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور رحم کیساتھ اُنکی دُنیا والدین کے وہم وگمان سے بھی زیادہ سنوار دے گا۔سیّدنا مسیح پاکؑ کی زندگی بخش نثری تحریرات اور شفا بخش عارفانہ منظوم کلام مادیت پرستی اور دیگر اخلاقِ سیئہ کی بیخ کنی کرنے کی الٰہی تاثیرات کے ساتھ اس زمانہ کی خطرناک بیماریوں اور وباؤں سے محفوظ رکھنے کا انمول تریاق ہیں۔ان الٰہی اِذن سے لکھی گئی مسیحائی تحریرات سے استفادہ نہ کرنا ان خزائن کو لینے سے انکار کے مترادف اور سراسر ناشکری کے زُمرے میں آتا ہے۔جس قدر زیادہ اہتمام، باقاعدگی اور غور وفکر کیساتھ کوئی فرد ان تحریرات سے لولگائے گا اُسی قدر زیادہ فیض پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقرب بنتا جائے گا۔

احمدی والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو بھرپور جہاد کرتے ہوئے اُردو زبان کے شہسوار بنانے کی کوشش کریں اس کیلئے انٹرنیٹ سے بھی مدد لی جاسکتی ہے انٹرنیٹ پہ جہاں مفید معلومات کا ایک جہان موجزن ہے وہاں انتہائی اخلاق سوز اور گھٹیا مواد بھی ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔لہٰذا والدین کو راہنمائی کرنی چاہیئے، کمپیوٹر گھر میں ایسی جگہ ہو جہاں سب کی نظر پڑتی ہو اور رات گئے کمپیوٹر استعمال کی اجازت نہ ہو۔انٹرنیٹ پہ جماعت کا جولٹریچر اُردو میں ہے اُس سے بچوں کو استفادہ کرایا جائے اور ان کو نماز اور دعاؤں کا بچپن سے ہی پابند بنایا جائے کیونکہ بچپن میں عادت ڈالنا آسان ہوتا ہے۔اپنی جملہ کوششوں کے ساتھ بچوں کیلئے خصوصیت سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ یہ مسیح پاکؑ کی پاکباز فوج کا ہراول دستہ بن کر دُنیا کی ظلمتوں اور ناانصافیوں کے خلاف قلم کا پُرحکمت موثر جہاد کرنیکی توفیق پائیں اور اسلام کی جو بھیانک اور تشدد وتنگ نظری کی تصویر مخالفینِ اسلام دُنیا کو دکھارہے ہیں اُسے بےنقاب کرنے میں یہ مجاہد کلیدی کردار ادا کریں۔مولا کریم وقادر ہمیں اپنی اگلی نسلوں کو کما حقہ اُردو زبان سکھانے اور انہیں مخلص فدائی احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

طب وصحت

ڈاکٹر منصور احمد صاحب باجوہ

ایک خاموش مگر خطرناک بیماری

شوگر یا ذیابیطس

ذیابیطس کا مرض دنیا میں اس قدر پھیلا ہوا ہے کہ اس کا تصور عام آدمی کے لئے مشکل ہے اور دن بدن اس میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ شاید ہی کوئی اس مرض کے نام سے واقف نہ ہو مگر بہت کم لوگ اس بیماری کے متعلق گہرا علم رکھتے ہیں اکثر پڑھے لکھے احباب بھی اس مرض کی کئی نازک باتوں کو نہیں جانتے۔ یہ ایک لمبی بلکہ زندگی کے ساتھ ساتھ چلنے والی بیماری ہے۔

طبی تعارف

پہلے طبی لحاظ سے اس مرض کے متعلق بتا دوں۔ ہمارے جسم میں ایک عضو لبلبہ ہے جو ایک مادہ پیدا کرتا ہے اسے انسولین (Insulin) کہتے ہیں۔ یہ مادہ ہماری غذا کو عمل میں لانے کے کام آتا ہے۔ جن لوگوں کا لبلبہ (Insulin) انسولین بنانی کم کرتا جاتا ہے یا بند کر دیتا ہے ان کے خون میں Sugar یعنی شکر کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس بیماری کو ذیابیطس کہتے ہیں۔ خون میں شکر کا یہ اضافہ صحت کے لئے انتہائی مضر ہوتا ہے۔

شوگر کی علامات

ذیابیطس کے مریض کی ظاہری کوئی خاص علامات نہیں ہوتیں۔ بعض مریضوں کو پیاس اور بھوک کا احساس معمول سے زیادہ ہوتا ہے پیشاب زیادہ آتا ہے اور پنڈلیوں میں درد ہوتا ہے۔ مگر نہ تو یہ علامات ہر مریض میں پائی جاتی ہیں اور نہ ہی وہ کوئی اور خاص تکلیف محسوس کرتا ہے۔ یہ ایک خاموش خطرناک بیماری ہے۔ گو یہ بیماری موروثی تو ہے مگر اس کا قطعی یہ مطلب نہیں کہ صرف وراثت سے آتی ہے۔

شوگر کی اقسام

ذیابیطس دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو بچپن سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ بچپن میں ہی اس کا علاج ہو جائے تو بہتر رہتا ہے۔ دوسری قسم کی ذیابیطس 45 سے 50 سال کی عمر سے عام طور پر شروع ہوتی ہے اور یہ بہت بڑی تعداد میں لوگوں کو متاثر کرتی ہے۔ اس مرض کی علامات اتنی غیر یقینی ہیں کہ ان پر بھروسہ نہیں ہو سکتا اس کی تشخیص کا بہترین طریقہ کار یہی ہے کہ خون کا معائنہ کروایا جائے۔ طبی لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ چالیس سال کی عمر کے بعد چھ ماہ بعد نہیں تو کم از کم سال میں ایک بار خون کا معائنہ کروایا جائے۔ ہزاروں بیماریاں اور بھی ہیں لیکن جس قدر غذا کا تعلق اس بیماری سے ہے کسی اور سے نہیں۔ بالکل یوں سمجھیں کہ ترازو کے ایک پلڑے میں آپ کی خوراک اور دوسرے میں ذیابیطس کی موجودگی یا غیر موجودگی۔ ہوتا یوں ہے کہ ہم خوراک جتنی زیادہ مقدار میں کھائیں گے یا مرغن زیادہ کھائیں گے اتنی ہی زیادہ انسولین (Insulin) ہمارے لبلبے کو پیدا کرنی ہو گی۔ خوراک کی تو کوئی حد نہیں مگر لبلبے کی تو ایک حد ہے وہ کب تک اور کہاں تک خوش خوراک لوگوں کا ساتھ دے۔ ایک وقت آتا ہے لبلبہ ہار جاتا ہے......!

خاموش مرض

یہ مرض چنداں خاموش اور خطرناک امراض میں سے ایک ہے۔ جس سے غفلت جسم کے مختلف اعضاء کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتی ہے، اور گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔ اس مرض کے متعلق صرف اور صرف ڈاکٹر کی رائے کو حتمی سمجھیں، مفروضوں اور سنی سنائی باتوں کی آڑ میں اپنے آپ کو غلط حوصلہ نہ دیں اور کوئی آسانی ڈھونڈنے کی کوشش نہ کریں۔ اس مرض کے علاج میں اگر دیر ہو جائے تو بہت سے اعضاءِ انسانی خاص طور پر گردے، آنکھیں، دل اور پھیپھڑوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے جس کی تلافی بعد میں علاج کے باوجود ممکن نہیں رہتی۔ علاج آنے والے نقصان کی روک تو کرے گا مگر جو نقصان پہلے مریض کے اعضاء کو پہنچ چکا ہے اس کا کچھ نہیں ہو سکتا علاج جلدی شروع کرنے میں ہی بچت اور بہتری ہے۔

جیسے میں اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ ڈاکٹر کی بات کو وزن دیں اور کوالیفائیڈ ڈاکٹر سے طبی مشورہ کریں۔ لیکن اپنے خون کا باقاعدگی سے Sugar کا ٹسٹ دوران علاج ضرور کرواتے رہیں اس سے آپ کے مرض کی کیفیت شیشے کی طرح آپ پر واضح رہے گی۔

ادویات کا استعمال

اس مرض کے علاج میں گولیاں بھی استعمال ہوتی ہیں جو کئی قسم کی ہیں کسی مریض کو کونسی اور کتنی گولیاں لینی ہوں گی آپ کا معالج آپ کو بتائے گا۔ گولیوں کے علاوہ بعض مریضوں کے لئے انسولین (Insulin) کے ٹیکے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ آپ کے لئے انتہائی ضروری یہی ہے کہ ڈاکٹر کی بتائی ہوئی دوائیں نہایت باقاعدگی سے لیں۔ دواؤں کے استعمال میں باقاعدگی ذیابیطس کے مریضوں کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ پوری دوائی اور وقت پر لینی ہے۔

دوائی کیونکہ لمبے عرصے تک لینی ہوگی۔ اس کی سختی سے عادت ڈالنی ہوگی کبھی کوئی خوراک چھوٹ نہ جائے اپنی مرضی سے کمی بیشی بہت خطرناک ہو سکتی ہے۔ بہت لوگ کہتے سنے گئے ہیں کہ ٹیکے شروع نہیں کرنے چاہئیں حقیقت یہ ہے کہ ٹیکے تو لگائے ہی اس وقت جاتے ہیں جب سب کھانے والی دوائیں مکمل طور پر اثر کرنا چھوڑ جاتی ہیں۔ پس جب دوائیں بے اثر ہونے کے بعد ٹیکے لگوانے ہیں تو کھانے والی دواؤں کے دوبارہ استعمال کا تو سوال ہی نہیں۔ ہاں بعض حالات میں جیسے آپریشن وغیرہ کے دوران میں کئی دفعہ دوائیں چھوڑ کر عارضی طور پر ٹیکے لگائے جاتے ہیں مگر اس کے بعد دوائیں پھر شروع کر دی جاتی ہیں اور وہ بالکل بیماری پر پہلے کی طرح ہی اثر انداز ہوتی ہیں۔

خوراک کا استعمال

ذیابیطس میں دواؤں کے برابر ہی اہمیت صحیح خوراک کی ہے۔ خوراک کیسی اور کتنی لینی ہے اس کے بارے میں بھی آپ کا معالج آپ کو تفصیلی مشورہ دے گا۔ مثلاً میٹھا اور میٹھی چیزیں منع ہیں چاول اور روٹی کم، زیادہ میٹھے پھل آم انگور وغیرہ چھوڑ کر دوسرے مثلاً سیب ناشپاتی آڑو وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں گوشت اور گھی کے استعمال میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اپنے معالج کی بتائی ہوئی مقدار سے زیادہ نہ کھائیں۔ سلاد سبزیاں اور دالیں کم گھی میں پکی ہوئی زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔ دوائی لینے میں جیسے انتہائی باقاعدگی کی ضرورت ہے کھانے میں بھی اسی قدر صبر کی ضرورت ہوگی۔

ورزش اور سیر کی عادت

ایک اہم بات ورزش اور سیر کی عادت ڈالنا ہے ورزش تو خاص عمر تک، مگر سیر تو ہر انسان کے لئے بہت مفید اور ضروری ہے اس کی اہمیت ذیابیطس کے مریضوں میں بہت زیادہ ہے۔ آپ یہ سمجھیں کہ:

☆ دوا میں باقاعدگی

☆ کھانے میں صبر --- اور

☆ سیر کی عادت

تینوں کی اہمیت ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔ اب آپ غور کریں تو دراصل معالج کا عمل دخل اپنی جگہ مگر ان سب باتوں پر عمل کے لئے آپ کے عزم اور قوت ارادی کی ضرورت ہے۔ آخر پر یاد دہانی کے طور پر ضروری بات یہ ہے کہ اپنے عمل کا نتیجہ دیکھنے کے لئے پندرہ دن بعد کم از کم ایک بار اپنے خون کا شوگر ٹسٹ کروائیں تاکہ آپ کو علم رہے کہ آپ کی Sugar کنٹرول میں ہے۔ ان امور پر عمل ہوگا تو انشاءاللہ ذیابیطس جیسے موذی مرض کی مزید پیچیدگیوں سے بچے رہیں گے اور ایک عام انسان جیسی زندگی گزار سکیں گے۔

ذیابیطس اور جدید طبی تحقیق

طبی ماہرین نے ذیابیطس ٹائپ ون کی وجوہات کا باعث بننے والے جین کو شناخت کر لیا

پیرس (اے پی پی) طبی ماہرین نے کہا ہے کہ خلیوں میں پائے جانے والے کروموسومز میں نقص زدہ جین کے باعث ذیابیطس ٹائپ ون لاحق ہونے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ حال ہی میں شائع شدہ رپورٹ کے مطابق 1146 میں سے 563 افراد میں تبدیل شدہ 3 اقسام کے جینز جنہیں کے آئی اے اے 0350 کہا جاتا ہے، پائے گئے۔ ان 563 افراد میں ذیابیطس ٹائپ ون پائی گئی۔ ماہرین کے مطابق ذیابیطس یعنی شوگر کی بیماری ٹائپ ون اس وقت لاحق ہوتی ہے جب جسم کے اندر قوت مدافعت کم یا ختم ہونے سے لبلبہ کے خلیئے تباہ ہو جاتے ہیں جو جسم میں موجود خون کے اندر گلوکوز کی سطح کو برقرار رکھتا ہے۔

دودھ پینے سے شوگر اور دل کی بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے

لندن (ایجنسی) برطانیہ میں ایک تحقیق کے مطابق روزانہ ایک گلاس دودھ پینے سے مردوں میں شوگر اور دل کی بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ تحقیق کے مطابق دودھ کی بنی اشیاء کو کھانے سے میٹابولک سنڈروم کم ہو جاتا ہے میٹابولک سنڈروم ایک ساتھ کئی علامات ہیں جن کے ذریعے بیماری بڑھنے کا خدشہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ میٹابولک سنڈروم مرنے کے خطرے کو پچاس فیصد بڑھا دیتا ہے اور لوگوں کو دودھ سے بنی اشیاء کو روزانہ کھانے کی ہدایت دی گئی ہے۔ یونیورسٹی آف کارڈف کی ایک تحقیق میں حصہ لینے والے 2375 میٹابولک سنڈروم والے مردوں کو دو یا دو سے زیادہ بیماریوں جیسے ہائی بلڈ پریشر، بلڈ گلوکوز، انسولین یا خون میں چربی جیسے خطرے موجود ہیں۔ بیس برس پر پھیلی ہوئی تحقیقات میں معلوم ہوا ہے کہ جن لوگوں میں میٹابولک سنڈروم موجود ہے ان کو دل کی بیماریوں کا خطرہ دگنا اور شوگر ہونے کا خطرہ چار گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو روز ایک گلاس یا ایک گلاس سے زیادہ دودھ پیتے ہیں ان کو 62 فیصد کم خطرہ اور جو دودھ کی نئی اشیاء پابندی سے کھاتے ہیں انکو 56 فیصد کم خطرہ ہے۔

ہلکی پھلکی گفتگو

خوامخواہ ٹورانٹوی کے قلم سے

معذرت......اور.....تردیدی بیان

راقم کے گذشتہ کالم: ''کٹے خوری'' کو پڑھ کر ایک محترم قاری نے ازراہِ مذاق شکایت کی کہ بی بی سی کی جس خبر پر پورا کالم لکھا گیا ہے اس خبر کا پرنٹ آوٹ ''بی بی سی اردو ڈاٹ کام'' سے انہوں نے نکالا تھا نیز بعض دوستوں کو اسکی کاپیاں بھی دی گئیں۔لیکن کالم میں میرا نام شائع کرنے کی بجائے ''ٹورانٹوی'' نے ''خواہ مخواہ'' اپنے نام سے خبر پر تبصرہ شائع کرلیا...ایک دوست کی معرفت مذکورہ قاری کی یہ شکایت سن کر ایک چٹکلا یاد آرہا ہے۔

ایک فقیر ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ایک بنک کی عمارت کے سامنے بیٹھ جایا کرتا جہاں ایک نوجوان اپنی تنخواہ کا چیک کیش کروانے کے بعد بیس روپے بطور خیرات اس فقیر کے ہاتھ پر رکھ دیتا۔کچھ عرصے بعد نوجوان نے بیس کی بجائے دس روپے کا نوٹ دینا شروع کردیا۔پھر کچھ مدت بعد دس کی بجائے پانچ کا نوٹ دینے لگ گیا۔اس پر فقیر نے آخر پوچھ ہی لیا کہ کیا وجہ ہے کہ پہلے تم ہمیشہ بیس روپے دیا کرتے تھے۔پھر دس پر آگئے اور اب مزید کم کرکے صرف پانچ روپے پر آگئے ہو....؟!نوجوان مُسکرا کر کہنے لگا پہلے میں کنوارہ تھا تو بابا تمہیں بیس روپے دے سکتا تھا۔پھر میری شادی ہوگئی تو گھر کا خرچ بڑھ جانے سے دس روپے دینے شروع کئے۔اب جب سے ایک بچے کا باپ بنا ہوں۔تو اخراجات مزید بڑھ گئے ہیں چنانچہ صرف پانچ ہی دے سکتا ہوں۔فقیر یہ جواب سن کر کہنے لگا ''تو اب سمجھا کہ تم میرے ہی پیسوں سے اپنے گھر کا خرچ چلا رہے ہو....!!''

اپنے محترم قاری سے پہلے تو معافی کا خواستگار ہوں کہ حقیر پُرتقصیر تک مذکورہ خبر کی جو فوٹو کاپی پہنچی تھی اس پر موصوف کا کوئی نام و پتہ درج نہیں تھا۔پھر یہ خبر اتنی عام تھی کہ پاکستانی میڈیا کے علاوہ ٹورنٹو سے شائع ہونے والے دواُردو اخبارات: ہفت روزہ اخبارِ پاکستان اور پندرہ روزہ حالِ پاکستان میں بھی شائع ہوئی، جسے یقیناً بیشمار دوستوں نے پڑھا ہوگا۔بہرکیف بی بی سی اردو ڈاٹ کام کی ویب سائیٹ سے پرنٹ آوٹ نکال کر اسکی کچھ کاپیاں فیکس کرنے کی مساعی پر اگر اس خبر رساں بھائی کا اسمِ گرامی (جس کے لغوی معنی ''روشن یا روشنی'' ہے) بوجوہ میرے کالم کی زینت بننے سے رہ گیا تو اپنی اس کوتاہی کی تلافی کیلئے ایک پورا شعر آنمکرم کی نذر ہے ؎

چھٹکی ہوئی ہے یوں تیرے رُخ کی چاندنی ☆ کہ مدتوں سے تیرگی کو بھولے ہوئے ہیں ہم

عین ممکن ہے میرے محترم قاری شائد اُس ٹیچر کی طرح ایک شکایت اور کر ڈالیں کہ اِس شعر میں میرا نام کہاں ہے؟ ایک دفعہ ایک سکول ٹیچر نے طالبِ علم سے کہا کہ برف کو جُملے میں استعمال کرو۔سٹوڈنٹ نے فقرہ لکھا: پانی ٹھنڈا ہے.....! ٹیچر نے حیرت و غصے کے ملے جلے جذبات کیساتھ دریافت کیا کہ اِس جُملے میں ''برف'' کہاں ہے؟ سٹوڈنٹ کہنے لگا: سر! برف پگھل چکی ہے اسی لئے تو پانی ٹھنڈا ہے...! امید ہے کہ میرے محترم قاری بھی اس ہلکے پھلکے (مذاحیہ) کالم میں اپنے نام (کے معنی) یعنی ''روشنی'' کو پورے شعر میں پھیلا دیکھ کر راقم کی کوتاہی معاف فرمادیں گے....مذکورہ بالا معذرت نامہ کے بعد موجودہ کالم میں جس خبر پر کچھ عرض کرنا مقصود ہے وہ جنرل پرویز مشرف کا ایک تردیدی بیان ہے جو پاکستانی میڈیا کے علاوہ ٹورنٹو کے ایک اردو ہفت روزہ ''پاکستان نیوز'' 12 تا 18 اپریل کے شمارے میں شائع ہوا ہے جسکی سرخی تھی:

''قادیانی نہیں پکا مسلمان ہوں''

صدر جنرل مشرف نے وضاحت کرتے ہوئے مزید کہا کہ بعض لوگ انہیں کمزور مسلمان یا احمدی/ قادیانی کہتے ہیں جبکہ وہ سیّد اور پکے مسلمان ہیں۔ انہوں نے عمرے کئے اور حرم کے دروازے ان کیلئے خصوصی طور پر کھولے جاتے ہیں۔انہوں نے اپنے اس تردیدی بیان میں یہ بھی کہا کہ اگر عوام ہمارے ساتھ ہیں تو حکومت اور انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔

جنرل مشرف کے اِس تردیدی بیان میں یوں تو متعدد نکات وانکشافات موجود ہیں تاہم کسی ''پکے مسلمان'' کی اِس نشانی کا پہلی دفعہ انکشاف، جنرل موصوف کے حوالے سے ہوا ہے کہ ''پکا مسلمان'' وہ ہے جس کے ساتھ عوام کالانعام ہوں (خدا بیشک نہ ہو....!) لہٰذا جسکے ساتھ عوام ہوں اسکی کرسیِ اقتدار کے مضبوط پایوں کو کوئی خطرہ نہیں۔اللہ رحم کرے کہ راقم نے یہ انکشاف پڑھ کر تاریخ کے سینے میں جھانکا تو اسمیں کچھ اسی طرح کے تردیدی بیانات، فیلڈ مارشل ایوب خان، قائدِ عوام ذوالفقار علی بھٹو اور خود کو قادرِ مطلق کہنے والے جنرل ضیاء الحق بھی دیتے سنائی دیئے۔البتہ خود کو ''قادیانی'' نہ ہونے کے اعلانیہ بیانات دے کر ملاّؤں کو خوش کرنے کے باوجود اپنے وقت کے مذکورہ تینوں مضبوط حکمران جلد ہی نہ صرف لیلائے اقتدار سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ گئے۔ بلکہ (ایوب خان کو چھوڑ کر جو اگرچہ شریف النفس انسان تھے مگر آخر میں محض ملاّؤں سے ڈر کر بیان دینے پر مجبور ہوئے) بھٹو اور ضیاء کا خوفناک انجام تو دنیا آج تک نہیں بھول پائی۔بھٹو اور ضیاء نے اپنے ''قادیانی'' نہ ہونے کی اعلانیہ بیان

بازی کو عملاً ثابت کرنے کیلئے احمدیوں کے خلاف ہر وہ کھیل، ستم، چال اور حربہ آزمایا جس جس پر وہ پوری طرح قادر و مختار تھے۔ لیکن احمدیوں سمیت کل عالم نے بھی بانیٔ احمدیت کے اس شعر کو عملی شکل میں پورا ہوتے دیکھا کہ۔

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے ☆ کافر جو کہتے تھے گرفتار ہوگئے

چنانچہ بھٹو صاحب، خود کو قادرِ مطلق کہنے والے جنرل ضیاء کے ہاتھوں بعمر باون سال گرفتار ہو کر راولپنڈی جیل کے پھانسی گھاٹ جا پہنچے۔ جبکہ جنرل ضیاء المعروف ''مُسرے والی سرکار'' کی صراحی دار گردن، حقیقی قادرِ مطلق کی گرفت میں ایسی آئی کہ راولپنڈی کے ایک چوک میں فقط راکھ یا مصنوعی جبڑہ (بتیسی) کا جنازہ پڑھ کر قبر میں دبا دیئے گئے۔ جو اسی بنا پر اب ''جبڑہ چوک'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ چند سال قبل اخبارات میں خبر چھپی کہ بعض نامعلوم افراد نے ضیاء الحق کی قبر کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ کیا یہ نازیبا حرکت کفن چوروں کے کسی گروہ نے کی، یہ پتہ نہیں چل سکا۔ تاہم اگر یہ کفن چوروں کی حرکت تھی تو وہ یقیناً خالی ہاتھ ہی لوٹے ہوں گے۔ کیونکہ جنرل ضیاء اور اسکے ہم نوالہ و ہمرکاب اصحابِ ''ہرکولیس''، (ہرکولیس۔ سی 130 طیارہ) جنہوں نے ہیروئن اور افغان جنگ میں امریکی اسلحہ کی بلیک مارکیٹ میں فروخت سے خوب خوب ہاتھ منہ رنگے، کو ان کی قبروں میں خالی ہاتھ تو کجا ہرکولیس طیارے کی آگ میں فقط راکھ کے ڈھیر بن جانے کے باعث کفن تک نہ پہنائے جاسکے.....اور اگر یہ حرکت جنرل ضیاء کی جانی دشمن الذوالفقار نامی تنظیم یا دیگر نامعلوم شرپسندوں کی تھی تو بھی باعثِ حیرت ضرور ہے کہ ضیاء کی زندگی میں تو یہ لوگ کچھ کر نہ پائے۔ اب مکافاتِ عمل کے نتیجہ میں بعد از مرگ یا بالفاظِ دیگر مصنوعی جبڑے اور فقط جلی ہوئی راکھ کے ڈھیر کی بےحرمتی بلاشبہ قابلِ مذمت حرکت تھی۔ اِس کم ظرفانہ حرکت پر کبھی کبھی یوں گمان گزرتا ہے کہ قبر کے اوپر شرپسندوں کے ستائے اور قبر کے اندر منکر نکیر کے تابڑ توڑ سوالات سے گھبرائے، مصنوعی جبڑہ اور انسانی راکھ دونوں مل کر بہ حسرت تمام، بزبانِ غالب یہ کہتے تو ہوں گے کہ۔

ہوئے مر کے ہم جو رُسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا!

اوپر ضیائی دور میں ہیروئن کی منظم اسمگلنگ کا ذکر آ جانے پر برسبیلِ تذکرہ کیوں نہ ایک نظر، دانتوں میں انگلیاں دبا لینے والی ایک انکشافی خبر پر بھی ڈال لی جائے۔ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دنیا میں **شہرت و نیک نامی** کی خاطر امیر المومنین کہلوائے جانے کے شوقین مردِ حق، ضیاء الحق (بمع اصحابِ ''راکھ'') کس طرح دنیا بھر میں ہیروئن سپلائی کے ذریعے نوجوان نسل کو نشے کا عادی بنا ڈالنے جیسی ''ارفع و پاکیزہ'' **خدماتِ عالیہ و مساعیٔ جمیلہ** فرماتے رہے... لیجئے دانتوں میں انگلیاں داب کر خبر ملاحظہ کیجئے:-

جنرل ضیاء اور ساتھی ہیروئن کی تجارت سے 20,000 کروڑ روپے سالانہ کماتے رہے

☆ امریکہ افغان جنگ کی وجہ سے اسے نظر انداز کرتا رہا ☆

''پاکستان بری فوج کے سابق چیف اور مُلک کے صدر جنرل ضیاء الحق اور ان کے قریبی ساتھیوں نے ہیروئین کی ناجائز تجارت میں اربوں روپے بنائے تھے۔ یہ انکشاف امریکہ میں نشہ آور دوائیوں کی ناجائز تجارت بارے شائع شدہ ایک تازہ ترین کتاب میں کیا گیا ہے کتاب ''نشہ آور دوائیوں کی جنگ'' جان مرتھل نے لکھی ہے۔ اس میں انکشاف کیا گیا ہے کہ جنرل ضیاء کے اس کام میں قریبی ساتھیوں میں ایک چیف منسٹر، ان کا ذاتی پائلٹ، ان کا ذاتی بینکر اور ان کی لڑکی کا ڈاکٹر شامل تھے۔ جنرل ضیاء ان کے ہمراہ سالانہ 20 ہزار کروڑ روپے (دو کھرب روپے) سے زیادہ کماتے تھے۔

ہیروئین افغانستان کے نواحی سرحدی علاقوں سے حاصل کر کے ٹرکوں پر کراچی لائی جاتی تھی۔ وہاں سے یہ یورپ اور امریکہ کو بھیجی جاتی تھی۔ افغانستان سے جو افیون لائی جاتی وہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ہیروئن میں بدلی جاتی تھی۔ لیکن حکومتِ امریکہ اس کاروبار میں جنرل ضیاء کی شمولیت کو نظر انداز کرتی رہی۔ کیونکہ افغانستان میں سویت یونین کے خلاف امریکہ کی جنگ میں ان کی ضرورت تھی۔ امریکہ میں پروٹسٹوں (احتجاجوں) کے بعد پہلی بار 1984ء میں ہیروئین کے چند سمگلر گرفتار کئے گئے تھے۔ بعد میں انہیں چپکے سے رہا کر دیا گیا۔ جان مرتھل نے لکھا ہے کہ جب سویت یونین نے کہا کہ وہ افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لے گا تبھی امریکہ نے نشہ آور دواؤں کی تجارت میں پاکستان کے ہاتھ کا نوٹس لینا شروع کیا۔ اب امریکی اخبارات نے پاکستان میں ہیروئن کے کاروبار کی کہانیاں شائع کرنی شروع کیں۔ جنرل ضیاء کی اگست 1988ء ہوائی حادثہ میں موت کے بعد امریکی اخبارات نے اِس بیوپار میں ان کی شمولیت بارے انکشافات کئے۔'' (روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۲۴/ اگست ۱۹۹۲ء)

بزعمِ خویش ''امیرالمومنین'' ضیاءا کے متعلق یہ بات بہت مشہور کہ موصوف کو ٹی وی کے ایک سرکاری نعت خواں خورشید احمد کی آواز میں پڑھی گئی مشہور نعت کا یہ شعر بیحد پسند تھا۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا ☆ کہ ''بات'' اب تک بنی ہوئی ہے

اس شعر میں اب تک بنی ہوئی ''بات'' کو اگر مندرجہ بالا خبر کے پسِ منظر میں دیکھا جائے تو ضیائی پسندیدگی و ذھنیت کے پسِ پردہ (معاذ اللہ) اصل ''بات'' کی بھی حقیقت کھلنے لگتی ہے.....!!

گفتگو چل رہی تھی جنرل مشرف کے تردیدی بیان کی۔ مگر چل چلاؤ میں جا پہنچی ضیاء اور تُربتِ ضیاء کے جبڑہ چوک احاطہ میں۔ چلئے واپس چلتے ہیں اسلام آباد میں جنرل مشرف کے تردیدی فرموداتِ عالیہ کے احاطہ میں.... جنرل مشرف صاحب نے اپنے پکے مسلمان ہونے کی ایک نشانی یہ بھی بیان کی ہے کہ وہ عمرے کر چکے ہیں اور حرم کے دروازے ان کیلئے خصوصی طور پر کھولے جاتے ہیں۔ خدا جنرل صاحب پر حرم کے دروازوں کا کھولا جانا مبارک کرے۔ ویسے راقم کو ایک بات کی آج تک سمجھ نہیں آئی کہ قوم و وطن کے خزانے پر حج و عمرے کرنے کی آخر کیا شرعی حیثیت ہے؟ تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے اپنے ایک مضمون میں اِس موضوع پر یوں روشنی ڈالی ہے:-

''قوم کا خون چھین چھین کے مکّے کے دورے کرنے سے اسلام نہیں آ جاتا۔ یہاں تو رواج ہو گیا ہے جسے حکومت ملتی ہے دو تین سو بندے جہاز میں سوار کر کے مکّے لے جاتا ہے۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ اسکے باپ کا خزانہ ہے.....ارے مکّہ میں تو ابوجہل بھی تھا، مکہ میں تو بڑے بڑے مشرک بھی تھے۔ صرف مکّے جانے سے بات نہیں بنتی۔ بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے بنتی ہے۔ خواہ مکّہ جاؤ، مدینہ جاؤ یا یہیں مر جاؤ۔ اللہ توفیق دے تو اس انداز سے جاؤ جس انداز سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تھے۔''

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت میگزین ندائے ملت 18 جنوری 1997ء صفحہ 6)

جس طرح ''حنبلی'' مسلک کے پیروکار آلِ سعود (سعودی حکمران خاندان) پر ان کے پیش رو حکمران خاندان کی طرف سے مسلکی اختلاف کی بنیاد پر کبھی حج کے دروازے بند تھے بعینہٖ آجکل پاکستانی احمدیوں پر تو حج پر جانے کی سرکاری پابندی ہے۔ البتہ باقی مسلمانوں میں سے بعض لوگ جو مکّے مدینے اور حج و عمرہ پر جاتے ہیں ان کے حج کا نقشہ کراچی کے ایک مزاح گو شاعر خواجہ منظر حسن منظر نے کچھ یوں نظم بند کیا ہے۔

ریس میں موٹی رقم پائی تو حج کرنے چلے
لاٹری اپنی نکل آئی تو حج کرنے چلے
شیخ دنیا چاہتے تھے زہد و تقویٰ کے قریب
خلق دھوکے میں نہیں آئی تو حج کرنے چلے
دل کی آلائش نے لُوٹے مفت کے مال و متاع
بڑھ گئی جب حد سے رُسوائی تو حج کرنے چلے
زندگی میں سُود خوری سے جو رغبت تھی رہی
سیٹھ نے سُودی رقم پائی تو حج کرنے چلے
کھول لی تھی ایک معمولی سی راشن کی دکاں
چور بازاری جو راس آئی تو حج کرنے چلے
اپنی آنکھوں میں اتر آئی تھی سونے کی دمک
جی میں اسمگلنگ کی جب آئی تو حج کرنے چلے
کم دکھا کر نفع ہم نے اپنے کاروبار میں
چھوٹ انکم ٹیکس کی پائی تو حج کرنے چلے

دورانِ حج شیطان کو پتھر مارنے کا عمل بھی فریضۂ حج کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ضیاء الحق قاسمی مرحوم نے ایک قومی لیڈر کے اس عمل کا کچھ یوں ذکرِ خیر کیا ہے۔

حج ادا کرنے گیا تھا قوم کا لیڈر کوئی
سنگ باری کیلئے شیطان پر جانا پڑا
ایک کنکر پھینکنے پہ یہ صدا آئی اُسے
تم تو اپنے آدمی تھے تم کو آخر کیا ہوا؟!

یہ تو کچھ **روح پرور** نظارہ تھا حج پر تشریف لے جانے والوں کا۔ فریضۂ حج سے واپسی کا منظر نامہ بھی کچھ کم **ایمان افروز** نہیں۔ امیر الاسلام ہاشمی کے مندرجہ ذیل قطعہ یا منظر نامہ مراجعتِ از حج کیساتھ راقم کو اگلے کالم تک دیجئے اجازت، رب راکھا۔

بہت نوچا کھسوٹا ان کو کسٹم کے جوانوں نے
بچا کر کچھ تبرک شیخ پھر بھی لے کے آئے ہیں

نیشنل مجلس انصار اللہ کینیڈا کے زیرِ انتظام کھیلا جانیوالا
پانچواں آل کینیڈا احمدیہ والی بال ٹورنامنٹ 2007ء

﴿ رپورٹ: مبارز نصیر وڑائچ۔نیشنل قائد ذہانت وصحتِ جسمانی ﴾

بفضل اللہ تعالیٰ نیشنل مجلس انصار اللہ کینیڈا کو حسبِ روایت 13 مئی 2007ء بروز اتوار امسال یک روزہ پانچویں آل کینیڈا احمدیہ والی بال ٹورنامنٹ کے انعقاد کی توفیق ملی۔جسکی رپورٹ درج ذیل ہے۔

ٹورنامنٹ سے ایک روز قبل 12 مئی کو ٹورنامنٹ کی جُملہ تیاری کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور سرانجام دیئے گئے۔مسجد بیت الاسلام کے قریب گراؤنڈ کی مارکنگ۔والی بال نیٹس۔مارکی کے باہر پوسٹرز، رنگ برنگی جھنڈیوں اور دیگر متعلقہ سامان کے انتظامات۔اسی طرح سرٹیفکیٹس وغیرہ تیار کر کے انہیں فریموں میں لگانے کا کام بھی رات تقریباً بارہ بجے تک کیا جاتا رہا۔نیز ٹورنامنٹ کی کامیابی کیلئے مسجد بیت الاسلام میں نمازِ عشاء اور فجر کے وقت اعلاناتِ دعا کروائے گئے۔

13 مئی بروز اتوار: صبح 9 بجے سے گروئنڈ میں خاکسار مع ٹیم معاونین آ گیا تھا۔گراونڈ کی چیکنگ، فرنیچر کی سیٹنگ، ناشتہ کیلئے سامان لانے اور پیش کرنے کیلئے تیاری کی گئی جس میں مکرم حامد لطیف بھٹی صاحب اور میاں محمد سلیم صاحب کی مساعی اور خاص تعاون قابلِ ذکر ہے۔اسی طرح میاں سلیم صاحب نے ٹرک برائے MTA اور فوٹو گرافر کا بندوبست کیا۔تقریباً دس بجے بیرونی غیر از جماعت کھلاڑیوں کی ٹیمیں آنا شروع ہوگئیں۔انکا استقبال کر کے ناشتہ پیش کیا گیا۔نیز احباب جماعت بھی کافی آ گئے۔موسم کی خرابی کی وجہ سے مہمان ذرا لیٹ آئے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل اور احباب کی دعاؤں سے جلد ہی موسم ٹھیک ہوگیا۔

پونے گیارہ بجے امیر و مشنری انچارج کینیڈا مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب، مکرم ملک کلیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ اور مکرم ملک لال خان صاحب نائب امیر (حال امیر جماعت کینیڈا) تشریف لائے اور افتتاحی پروگرام تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔تلاوت مکرم مجید طارق صاحب نے کی اور اسکا انگلش ترجمہ بھی پیش کیا۔

عزیزم ارسلان احمد وڑائچ نے حضرت مصلح موعودؓ کی نظم:

میں تیرا در چھوڑ کر جاؤں کہاں ☆ چینِ دل آرام جاں پاؤں کہاں

پڑھی اور اشعار کا انگلش ترجمہ بھی پیش کیا۔

اسکے بعد مکرم ملک کلیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے سابقہ انعام یافتہ ٹیموں کا تعارف کرایا۔بعد ازاں محترم مولانا نسیم مہدی صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں صحتِ جسمانی کی افادیت واہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض انبیاءِ کرام علیہم السلام کی مثالیں پیش کیں۔مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چند واقعات بسلسلہ صحتِ جسمانی بیان کئے کیونکہ دینی اور جسمانی دونوں لحاظ سے صحت کا اچھا ہونا بھی بہت اہم ہے۔انہوں نے سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بہادری، دیانتداری، محنت اور قابلیت کا ذکر فرمایا۔آنحضور ﷺ کی صحت بفضلِ تعالیٰ اچھی ہونیکی وجہ سے آپؐ نے سخت موسموں اور تپتے صحراؤں میں بھی مخالفین کیساتھ خوب ڈٹ کر مقابلے کر کے اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے۔لہٰذا اس قسم کے ٹورنامنٹس اور یہ کھیلیں بھی صحت کو بحال رکھنے کا ذریعہ ہیں۔خطاب کے بعد اجتماعی دعا کروا کر ٹورنامنٹ کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ٹورنامنٹ میں سات مہمان ٹیموں نے شرکت کی جبکہ دو جماعتی ٹیموں نے حصہ لیا۔

نمازِ ظہر کے وقت ڈیڑھ گھنٹے کیلئے گیمیں بند کردی گئیں۔نیز نماز کے بعد مہمانوں کو نمائش دکھانے کے لئے لے جایا گیا جسے انہوں نے بہت پسند کیا۔اسکے علاوہ مہمان کھلاڑیوں کو جماعتی تعارف پر مشتمل لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

2 بجے کے قریب تمام مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔محترم صدر صاحب انصار اللہ مع ممبرانِ عاملہ مہمانوں اور احباب کی خدمت میں کھانا پیش کرتے رہے۔بعد ازاں چائے اور دیگر مشروبات سے بھی دوستوں کی خدمت کی گئی پھر پانچ بجے عصر کی نماز کیلئے کھیلیں دوبارہ بند کی گئیں۔نماز کے بعد مہمانوں کی چائے

،بسکٹ اور مشروب سے تواضع کی گئی۔ نماز و چائے کے وقفے کے بعد سیمی فائنل اور پھر فائنل میچ ہوتے رہے جو کہ شام 8 بجے کے قریب ختم ہوگئے۔ آخر پر تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔ مکرم ملک کلیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے کامیاب ٹیموں کو ٹرافی، میڈل اور فریم شدہ سرٹیفکیٹس دیئے نیز تمام مہمان کھلاڑیوں کا ٹورنامنٹ میں شرکت پر شکریہ ادا کیا۔ 8:15 بجے اجتماعی دعا مکرم صدر صاحب نے کرائی جسکے ساتھ ٹورنامنٹ بفضلہ تعالیٰ مغرب کی نماز سے قبل اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ احبابِ جماعت کی دعاؤں اور تمام اراکین مجلس انصار اللہ اور معاونین کے تعاون کے ساتھ کام ختم ہوا اور رات کے 11 بجے تک سارا سامان وغیرہ بحفاظت سمیٹ لیا گیا۔

اللہ تعالیٰ تمام خدمت کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نحن انصار اللہ
کا
خصوصی نمبر---بسلسلہ---صد سالہ جوبلی خلافت

اگلے سال صد سالہ خلافت جوبلی کے بابرکت موقع پر ''نحن انصار اللہ'' کا ایک خصوصی نمبر نکالنے کا ارادہ ہے۔ انشاءاللہ العزیز۔

قارئین اور اہلِ قلم احباب سے گذارش ہے کہ وہ اس یادگاری نمبر کے لئے خلافت و خلفاءِ احمدیت سے متعلقہ اپنے واقعات، تجربات، یادیں اور مضامین وغیرہ لکھ کر جلد از جلد ارسال فرمادیں تا کہ اُن کی بروقت کمپوزنگ کروائی جاسکے۔

اسی طرح بزنس پیشہ دوستوں سے گذارش ہے کہ وہ بھی اپنے اشتہارات کی بکنگ بروقت کروالیں۔ جزاءکم اللہ تعالیٰ۔

(ادارہ)

بقیہ: خلافتِ احمدیہ کا فدائی وجود!

کی اطاعت کے لئے غیرت کے اظہار کے واقعات سناتے اور ایسے اثر انگیز رنگ میں بیان کرتے کہ خود آپ پر اور سننے والوں پر عجیب رقت کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس طرح گویا نہ صرف آپ نے خود تمام امور میں خلیفۂ وقت کی اطاعت و فرمانبرداری کی بلکہ ہم سب کو بھی درسِ اطاعت و وفا دیا اور تمام عمر یہ درس دے کر آج آپ اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے ہیں۔'' (بحوالہ ''بدر'' قادیان 10-17 مئی 2007ء)

محترم صاحبزادہ صاحب کی ذات کے متعلق یہ بات بلا تردد کہی جا سکتی ہے کہ آپ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے اِس شعر کی مجسّم تصویر تھے ؎ طاعت و اخلاص و استغفار سے ☆ قلبِ مظلم شمعِ محفل ہو گیا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علّیین میں مقام عطا فرمائے۔ اور خلافت حقّہ کی فدایت و اطاعت سے سرشار اس وجود کے اسوۂ حسنہ کو ہم سب کے لئے مشعل راہ بناتے ہوئے اُس پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق اور اسلام و احمدیت کا **سلطانِ نصیر** بننے کی سعادت بخشے۔ آمین

انصار بھائیوں سے خصوصی گذارش

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ خلافت جوبلی روحانی پروگرام کے تحت نفلی عبادات کے ساتھ روزانہ دعائیں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

اس ضمن میں تمام انصار بھائیوں سے خصوصی گذارش ہے کہ آپ بحیثیت سربراہِ خاندان ان دعاؤں و عبادات کی اپنے اہلِ خانہ کو یاددھانی کرواتے رہیں۔ نیز خود بھی ان پر عمل پیرا ہوں۔ اور دوسرے انصار بھائیوں کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء **خاکسار** عبدالحلیم طیب

(نیشنل سیکریٹری تربیت و نائب صدر انصار اللہ کینیڈا)

دوسرا سہ ماہی تعلیمی امتحان---ایک گزارش

تمام انصار بھائیوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ دوسرے سہ ماہی امتحان کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ دوست اسطرف خاص توجہ کریں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

والسلام **خاکسار** عبدالماجد صدیقی۔ (قائد تعلیم)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صد سالہ جوبلی خلافتِ احمدیہ کی روحانی تیاری

Spiritual Preparation for Centenary of Khilafat Ahmadiyya

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ مئی ۲۰۰۵ء میں جماعت کو تحریک فرمائی ہے کہ ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء کو خلافت احمدیہ کے پہلے سو سال مکمل ہونے پر منائے جانے والے جشن تشکّر کی روحانی تیاری کے طور پر درج ذیل عبادات اور دعائیں کی جائیں۔

Hadhrat Khalifatul Masih V[aa] in his Friday sermon on May 27[th], 2005 has exhorted the Jama`at to start praying and supplicating before Allah in anticipation of the completion of the 1[st] Century of Khilafat Ahmadiyya in 2008.

ماہانہ ۱ مرتبہ
Once Monthly

- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھیں اور اس میں یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔
  Observe one ***Optional Fast*** every month with prayers to Allah that He may keep Khilafat established in Jama`at Ahmadiyya.

روزانہ ۲ نفل
Daily 2 Nafal

- دو نفل جماعت کی ترقی اور اسکے استحکام کے لئے روزانہ پڑھیں۔
  Offer two Rak`at ***Nafal prayers*** daily and pray for stability and prosperity of the Jama`at.

روزانہ ۷ مرتبہ
Daily 7 times

- روزانہ سات بار سورہ فاتحہ پڑھا کریں، سورہ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچتے رہیں۔
  Recite - ***Surah Fatiha*** seven times daily and ponder on its meanings to be safe from all kinds of mischiefs.

روزانہ ۱۱ مرتبہ
Daily 11 times

- رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ۔۲۵۱)
  اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔
  O our Lord ! Pour forth steadfastness upon us and make our steps firm, and help us against the disbelieving people. (2:251)

روزانہ ۱۱ مرتبہ
Daily 11 times

- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِی نُحُوْرِ هِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (ابوداؤد)
  اے اللہ! ہم تجھ کو ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب انکے سینوں میں بھر جائے) اور انکے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔
  O Allah! We make You a shield against enemies and we take refuge in You from their evils. (Abu Dawood)

روزانہ ۳۳ مرتبہ
Daily 33 times

- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ج اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ال عمران۔۹)
  اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔
  O our Lord ! Let not our hearts become perverse after You have guided us; and bestow on us mercy from Yourself; surely, You alone are the Bestower. (3:9)

روزانہ ۳۳ مرتبہ
Daily 33 times

- استغفار
  اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ ط
  میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔
  I beg pardon from Allah my Lord, for all my sins and turn to Him.

روزانہ ۳۳ مرتبہ
Daily 33 times

- تسبیح و تحمید
  سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ
  اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔
  Holy is Allah and worthy of all praise, Holy is Allah, the Great. O Allah, bestow Your blessings on Muhammad and on the people of Muhammad.

روزانہ ۳۳ مرتبہ
Daily 33 times

- درود شریف
  Recite - ***Darud Sharif*** at least 33 times daily.
  روزانہ کم از کم ۳۳ بار درود شریف پڑھیں۔

Published by Centenary Khilafat Ahmadiyya Jubilee Committee - January 1, 2007

New 2007 guidelines for the management of high blood pressure

Five million Canadians live with hypertension (high blood pressure). Due to climbing obesity rates and an aging population, the number of Canadians with high blood pressure will continue to rise unless something is done to stop this trend.

New Canadian blood pressure guidelines warn that approximately one million Canadians with "high-normal" blood pressure will develop full-blown high blood pressure over the next four years - putting them at a higher risk for heart attack and stroke - unless they are diagnosed and treated.

The new guidelines, developed and updated annually by the Canadian Hypertension Education Program (CHEP) in association with the Heart and Stroke Foundation and other organizations, are a wake-up call for health care providers caring for patients with this borderline condition.

"This is the first year we have focused on the significance of high-normal blood pressure," says Dr. Sheldon Tobe, spokesperson for the Heart and Stroke Foundation. "We believe family doctors now understand the thresholds for diagnosing high blood pressure. Now we're saying, let's prevent hypertension from occurring. It's a big step forward."

Currently over 2.5 million Canadians have high-normal blood pressure. High-normal blood pressure is a blood pressure reading of 130-139/85-89 mmHg. It is not high enough to require drug treatment in people who do not have diabetes or kidney disease.

"It is time for doctors to take the next step: to recognize the risks of high-normal blood pressure and treat it before it develops into high blood pressure - the number one risk factor for stroke and a major risk factor for heart disease," says Dr. Tobe. "People with blood pressure in the high-normal range have double the risk of heart disease and stroke compared to those with normal blood pressure."

High-normal blood pressure is a signal that a patient is headed toward a life-long dependence on medications that can be costly and may cause side effects. Luckily, at the high-normal stage, lifestyle changes can bring blood pressure down to a safe range. Dr. Tobe says proper maintenance can delay high blood pressure in some patients for years or even decades.

The Heart and Stroke Foundation recommends increasing physical activity, making healthier food choices, being smoke-free, achieving and maintaining a healthy weight, reducing salt and alcohol consumption, and managing stress to lower blood pressure levels.

The Heart and Stroke Foundation and CHEP have translated the professional blood pressure management guidelines into patient friendly recommendations available here (PDF, 800 KB).

The Heart and Stroke Foundation's Blood Pressure Action Plan offers realistic strategies and on-going support to help individuals prevent and control high blood pressure. Canadians can get a free, confidential risk assessment by clicking here. To find out more about Heart and Stroke Foundation lifestyle or stroke and heart disease information, and to learn how you can offer much-needed support in your community call 1-888-HSF-INFO (1-888-473-4636).

Another purpose I had, in de-linking, the offices of the Amir and the Missionary in-charge was to separate the administrative functions from the Tabligh and Tarbiyyat functions in the sense that, as a result, the Missionary in-charge may be able to devote the greatest possible attention toward Tabligh and Tarbiyyat. Although, as I have already mentioned, Naseem Mahdi sahib previously, too, has been executing his responsibilities according to his capacity but it is now time to open up a variety of new avenues in the fields of Tabligh and Tarbiyyat, and to lay out better planning frameworks. Although, as far as Tabligh and Tarbiyyat are concerned, their planning takes shape under the Amir but the implementation is done through the Missionary in-charge. And I hope that under this new set up these tasks will register further improvement and, with mutual cooperation, these undertakings will experience further progress.

I would also like to point out an issue in relation to Tarbiyyat matters. I have received some complaints that certain practices are finding way into the conduct of our young people-this includes young males as well as females, although young males significantly outnumber the relatively sporadic incidence among young females. There is a pressing need to lay out Tarbiyyat-oriented programs to save the youth from these ills and evils. But, we cannot reap significant benefits from such Tarbiyyat-oriented programs until and unless every family and its family-head and all members of the Jama`at do not come together and cooperate with the organizational structure of the Jama`at in implementing these programs. Thus, you must direct your efforts in this direction as well so that, along with adhering to the traditions of the Jama`at we may also achieve higher spiritual standards. And so that, in this part of the world, we may march ahead in the field of Tabligh through our virtuous and commendable personal examples, in order to receive further blessings of Allah the Exalted. As I have always said: Until your personal examples are good, your children will not turn out to be exemplary progeny, and until then the outcome of your Tabligh efforts would not be the same as that of one who adheres to the pathways of God-conscious uprightness (Taqwa).

Thus, in this brief message, I would like to draw everyone's attention to fulfill your respective responsibilities, while following the traditions of the Jama`at and fulfilling the covenant you have with the Promised Messiah (a.s.) I have great expectations from the Canadian Jama`at. I hope that, in view of this new change, you will endeavor more than ever before to come up to my expectations of you. And, Insha Allah, when I will visit Canada, by virtue of being enabled by Allah the Exalted to do so, on the Convention in relation to the Centenary of Khilafat, then I will observe a pious transformation in the Ahmadiyya Muslim Jama`at Canada that will be much greater than before. May Allah grant that this may come true. Ameen!

Taking full benefit from this opportunity that Allah the Exalted has granted you to gather together in this Jalsa, do your utmost to devote yourselves to prayers because without prayers we cannot experience a blessing of enhancement in any of our undertakings. May Allah the Exalted enable you to do so. Ameen!

Wassalam

The Humble One,

Khalifatul Massih al-Khamis

it is further strengthened and their sense of responsibility is refreshed, and this is how it ought to be.

Therefore, in this context, it is now your responsibility to pray for the new Amir, the new Central Executive Council (Majlis-e-Amila) and, in case of all those local Jama`ats, pray for those office-bearers some of whom are newly-elected and some earlier ones have been re-elected, and help them with your prayers that Allah the Exalted may Himself always provide them with guidance and always enable them to follow the pathways of God-conscious uprightness (Taqwa) and they may always rise above their personal and worldly relationships and continue in the service of the Jama`at from religious, secular, as well as moral progress. Similarly, I say to the office-bearers as well that now that the members of the Jama`at, having reposed their confidence in you, have elected you, you should endeavor to fulfill their trust in you. This is so, because now it is no longer limited to only the trust from the members of the Jama`at; rather, you are in effect vowing to make a covenant with the Khalifatul Massih that you will always fulfill this trust, and you are also making a covenant with God the Exalted that you will, for the sake of Allah's Jama`at and considering this opportunity to serve to be a blessing for you in every sense-nor based on any of your personal capabilities-will endeavor to serve in accordance with the injunctions of Allah the Exalted, and will continue to adhere to God-conscious uprightness (Taqwa). Thus, as long as both sides, i.e. the members of the Jama`at as well as the office-bearers of the Jama`at, will continue to fully understand this point and will continue to serve, in light of this point, for the progress and well-being of the Jama`at, they will keep on being the recipients of the blessings of Allah the Exalted and the Jama`at will continue to take onward strides, Insha Allah.

The other issue I would like to touch upon in this context is that in the execution of administrative responsibilities one has to sometimes subject oneself to such regulations that give rise to complaints from some individuals. In the event that a person, acting irrationally, exacerbates these complaints and eventually falls into the hands of one who is a hypocrite by nature, or an enemy of the Jama`at, then these complaints not only give rise to ill-feelings in his heart against a particular office-bearer, but sometimes such ill-feelings extend toward the Khalifatul Massih as well. This is how such a person continues on a downward course to spiritual degeneration. Therefore, you must always remember this, and also make an effort in this regard, that you must act only in accordance with the injunctions of Allah the Exalted, and in accordance with the traditions of the Jama`at and the principles, rules and regulations of the Jama`at, and in accordance with the dictates of God-conscious uprightness (Taqwa).

I do hope that you will extend wholehearted cooperation to the new National Amir in the same way as you have been doing in the case of the previous Amir sahib. And you will, in effect, not be showing obedience just to this particular office-bearer; rather, you will also be showing obedience to the Khalifatul Massih, and this relationship of fidelity and sincerity that you have with the Institution of Khilafat will, in this manner, be presenting a spectacle of solid ranks in the whole Jama`at. It will also be investing your homes and families with bounties and blessings. It is this very conduct that will be extending to you the blessing that flows from the munificence of being a member of the Jama`at of the Promised Messiah (a.s.)

The Message of Hadhrat Khalifatul Masih V[aba]

(Following is English translation of the message of Huzur Anwar (aa) to members of Jama`at Ahmadiyya Canada. It was read out on the first day of Jalsa Salana Canada 2007)

My dearly-loved Members of the Ahmadiyya Muslim Jama`at Canada,

Assalamo Alaikum wa rahmatullah-e wa barakaato-hu:

You are all gathered these days to partake of the blessings and munificence of Jalsa Salana. May Allah the Exalted make this Jalsa a blessing in every way for all of you. Ameen!

My primary purpose in sending you this message this year is as follows. As you all know that this year the National Amir Jama`at, too, was among those office-bearers who were elected and, instead of an Amir Jama`at to be nominated by the Markaz, you were given an opportunity to elect one among you as a National Amir. You went through the election process as a result of which you recommended that Malik Lal Khan sahib be approved as the Amir, and I granted my approval.

Meanwhile, I have received several letter-some of these were named while others were anonymous-which smack of hypocrisy and give an indication of an attempt to create disorder in the Jama`at. Thus, in order to protect you from yielding to any kind of materialistically motivated mischief, let me clarify in this context that this change has not transpired in the nature of a punitive action or as an expression of any disapproval regarding the previous Amir. By the grace of Allah the Exalted, the previous Amir Jama`at, Naseem Mahdi sahib, who is also a life-devotee, carried out his assigned duties as Missionary and Amir Jama`at, in keeping with the spirit of life-devotion. And a majority of the members of the Ahmadiyya Jama`at in Canada is aware that he helped in the process of settlement, both of the organizational set-up as well as the individual members of the Jama`at; and, in his capacity as the Amir and Missionary, it was his duty to help, as much as possible, to further the improvement and well-being of persons who are included in the Jama`at of Hadrat Aqdas, the Promised Messiah (a.s.). He is doing a good job as a Missionary in-change as well. In view of the change of Amir, if someone is harboring this notion that this change was occasioned in consequence of some disapproval, this idea may be eradicated from one's mind.

This change was occasioned purely in pursuance of those regulations that are enunciated in the Regulations of Tehrik-e-Jadid. Up until the time that the Khalifatul Massih is satisfied in regard to a Jama`at that it is now capable of electing an Amir from among itself, in accordance with the Rules, the Khalifatul Massih, in such cases, directly determines or appoints the Amir. However, now I am satisfied in this respect-and I have good faith, in Jama`at Ahmadiyya Canada, to base this feeling on-that now you have the capability to elect from among yourselves an Amir: one who, for his part, is capable of executing the responsibilities of this office. Thus, on the basis of the outcome of this election results that were presented to me, I think that you have made a good choice. However, after electing an Amir, or for that matter electing any office-bearer, the link of members of the Jama`at with the office-bearers is not severed-or their responsibility (toward them) does not fade away; rather,

it is rare and becoming more rare to find exceptions in modern societies amongst relatives in their treatment of the old. Muslims are taught:

> Thy Lord has commanded, `Worship none but Him, and show kindness to parents. If one of them or both of them attain old age with thee, never say unto them any word expressive of disgust nor reproach them, but (always) address them with excellent speech. And lower to them the wing of humility out of tenderness.' And say, `My Lord, have mercy on them even as they nourished me (when I was) a little child.' (17:24, 25)

These verses are the most significant on this subject. After the Unity of God, human beings should, through their attitude of love, affection and kindness, give priority over all other things to their parents who have reached an old and difficult age. Further, the verses speak of situations when the behaviour of one or both of the parents becomes extremely trying and sometimes offensive. In response to that, not even a mild expression of disgust or disapproval should pass one's lips. On the contrary, they should be treated with profound respect.

The emphasis on the most excellent relationship between one generation and another slowly passing away guarantees that no generation gap appears. Such gaps always interrupt the transmission of traditional moral values. Islamic social philosophy, therefore, teaches that no generation should permit a gap to appear between it and the outgoing generation and between it and the future generation. Generation gaps are totally alien to Islam.

As stated earlier, the family concept in Islam is not limited to members of a single home. The following verse instructs Muslims to spend not only on their parents but also their kith and kin who are mentioned next to parents in order of preference so that their sense of dignity is not injured and mutual love is promoted.

> Worship Allah and associate naught with Him, and show kindness to parents, and to kindred, orphans, the needy and to the neighbour who is a kinsman and the neighbour who is a stranger, and the companion by (your) side and the wayfarer and those who are under your authority. Surely, Allah loves not the arrogant (and) the boastful. (4:37)

If contemporary society learns the lesson from those injunctions, many problems which it faces today and which represent a blemish on an advanced society, would cease to exist. No elderly homes or homes for the aged would be needed, except for some aged people who, unfortunately, have no close relative to look after them. But in an Islamic society, the love between parents and children is so repeatedly emphasised that it is impossible for a child to abandon his or her parents when they grow old for the sake of his or her own pleasure.

Care of the Aged

Hadhrat Mirza Tahir Ahmad (RA)
Excerpted from
Islam's Response to Contemporary Issues

The responsibility for care of the aged is gradually shifting to the state. Care of the aged represents a heavy burden on the national economy. However much a state is ready to spend, it can never buy them peace and contentment. The most terrible feeling of having been rejected, left out and abandoned, and the most painful realisation, of a growing void of loneliness within are problems beyond the reach of many to resolve. To consider that a comparatively remote relative would ever be taken care of by the rest of the family has become almost impossible to imagine.

In such societies, the need for homes for the aged grows with the passage of time. Yet, it is not always possible for a stage to apportion enough money to provide for them even the minimum requirements of a decent life. Physical ailments are much easier to cure or alleviate but the deep psychological traumas from which a considerable number of elderly members of modern societies are suffering, are far more difficult to treat.

In predominantly Muslim countries, however much values may have deteriorated, the condition which prevails in the rest of contemporary society, is unthinkable. It is considered a disgrace and dishonour for the old and aged to be treated with such disrespect and callousness. It is a matter of shame for most Muslims to hand over the responsibilities of elderly relatives to the state even if the state is willing to look after them.

As such, the role of a Muslim woman amidst her home and family is far from over with the coming of age of the children. She remains deeply bonded to the past as well as to the future. It is her kind and humane concern, and her innate ability to look after those who stand in need of care, which comes to the rescue of the older members of society. They remain as precious and respected as before and continue to be integral members of the family. The mother plays a major part in looking after them and providing them with her company, not as drudgery and tedium, but as live natural expression of human kinship. Thus, when she grows older she can rest assured that such a society will not eject her nor leave her abandoned as a relic of the past.

Of course, there are exceptions in every society and there are old remnants of the past considered as tiresome burdens in some Muslim families living under the influences of the so-called modern trends. But one the whole, Muslim societies are relatively free of homes for abandoned parents unlike other societies.

This reminds me of a joke which may make some people laugh yet move some others to tears. Once a child observed with much pain and unease the ill-treatment of his grandfather at the hands of his father. He was gradually transferred from a well-provided and comfortable main bedroom to a smaller and less convenient accommodation until it was finally decided to remove the grandfather to the servant's quarters. During an exceptionally severe winter, the grandfather complained of his room being too chilly and his quilt being too thin to make him feel warm and comfortable. The father started looking for an extra blanket from a stock of old, useless rags. Observing this, the child turned to his father and requested: `Please do not give all the rags to grandpa. Keep some for me so that I may be able to give them to you when you grow old.'

In this innocent expression of a child's displeasure is concentrated all the agony of the older generation in modern times. In Muslim societies, it is as rare to find such exceptions, as

The Promised Messiah (as) describes the life of the Holy Prophet (saw) in these powerful words. He says:

"He was the champion who restored to the world the Unity of God which had disappeared from the world; he loved God in the extreme and his soul melted out of sympathy for mankind. Therefore God, who knows the secret of his heart, exalted him above all the prophets and all the first ones and all the last ones....[10]*"*

We should pray that Allah may guide us and help us to do our part in telling the truth about the Holy Prophet (saw) to the rest of the world (Ameen).

[10] Essence of Islam: Extracts from the writings of the Promised Messiah; Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian, Vol. 1, 1979. p. 136

American army or any other army of the world teaches its soldiers to kill during the time of war. The second part of the verse says that "when you have thoroughly subdued them, bind a bond firmly on them". This part clearly points out that the killing is allowed during the time of a war but once you have subdued the soldier of an enemy, tie him strongly so that he doesn't escape and join the enemies again. Once the war is over you may free them out of generosity or for ransom.

As you see, Robert Spencer failed to give the complete context and failed to mention the other verses of the Holy Quran and hadiths of the Holy Prophet (saw) about the topic discussed regarding the war and made an extremely wrong conclusion about the teachings of the Holy Prophet (saw). He painted the Holy Prophet (saw) not as a person who introduced the rights for the prisoners of war 1400 years ago. Instead, he painted him as a person who inspired the beheading of an innocent American civilian.

3. *Prejudice*

The second explanation for the negative portrayal is prejudice often displayed by Christian extremists. They don't represent the mainstream views of Christianity. But they have regularly received coverage in some popular channels so it is important to unmask their true intentions. Both of them see the Holy Prophet (saw) as a person who has stolen stories from Bible and after modifying them, has included them in the Holy Quran. They can't grasp how a person who was a false prophet was able to convert millions of people into his faith. How do you explain such a great success of a person who was a false prophet? The only explanation they can muster is that he used the sword to spread the religion of Islam. These extremist Christians, if I may use the phrase, are not trying to represent Holy Prophet (saw) as he is but they are representing him in a way that helps them to convince Christians of their own faith. Unfortunately, in the process they are misguiding Christians about the true teachings and life of the Holy Prophet. (saw)

4. *Atheism*

The third reason for the negative portrayal of the Holy Prophet (saw) is the rise of atheist movement in the West. These atheists are not against any one particular religion. They are against all religions. They have a very narrow interpretation of history. They believe in one theory that most of the wars have

Listen to this quotation carefully "You ask what our policy is. I will say, it is to wage war with all our might, with all the strength that God can give us"[4]. Listening to this quotation without knowing the background of this quotation, you might interpret this as the words of Osama bin Laden. But this quotation is taken out from the speech of Winston Churchill during WWII when the German army was bent on destroying England. So these are words of a Prime Minister who is making a strong statement that his policy is to defend his country against the tyranny.

Some of the critics of the Holy Prophet (saw) also choose selective portions of the Holy Quran and hadiths. For instance, they take verse of the Holy Quran totally out of context in order to prove that the Holy Prophet (saw) preached killing of non-believers. One of the verses often quoted is:

"Therefore, when ye meet the unbelievers (in fight), smite at their necks. At length, when ye have thoroughly subdued them, bind a bond firmly (on them): thereafter, (is time for) either generosity or ransom, until the war lays down its burdens..." (47:5)

Robert Spencer uses the first part of this verse in his book, proclaiming that the Holy Prophet (saw) has given permission to Muslims to smite the neck of the unbelievers even in contemporary times. In his book, he explains how Zarqawi, an Iraqi terrorist who died last year, was inspired by this verse to kidnap and behead an American citizen[5]. What Zarqawi did deserves condemnation. But was Zarqawi inspired by this verse or misused this verse for his political objective is not the topic of my speech?

But what we do know is Robert Spencer ignores to analyze the verse on its own merits. He does not offer the complete context and background of this verse. He also conveniently forgets to discuss the second part of this verse in his analysis.[6] This verse was revealed when Muslims were facing Meccans in the Battle of Badr. The numbers of Muslims were 313 while the Meccans were more than 1000. The Quraysh had more weapons than the Muslims. The Quraysh were ready to wipe out Muslims completely. The verse was revealed in this context. If you rationally think about this verse it is saying that in war Muslims are allowed to kill just like

[4] http://www.skylighters.org/quotations/quots2.html
[5] Spencer, 108-109
[6] Spencer, 104

Why Holy Prophet (saw) is portrayed in such a negative manner by some western scholars? There are five reasons. They are:

1. Misrepresentation of the Holy Prophet (saw) by the So-Called Muslim Scholars
2. Generalizations made by scholars based on selective readings of the verses of the Holy Quran or the teachings of the Holy Prophet (saw).
3. Prejudice of scholars
4. Atheism
5. Misuse of Freedom of Speech

These five reasons are very basic but they are crucial to understand the nature of attack that has been launched on the Holy Prophet (saw) through out the history.

1. So-Called Muslim Scholars

Even some so-called Muslim Scholars argue that the Holy Prophet (saw) spread Islam through sword. One such example of an Islamic scholar is Maulana Maududi, who for his political objectives, has argued in his books that the Holy Prophet (saw) spread Islam with the sword. People like Maulana Maududi have damaged the reputation of the Holy Prophet (saw) by portraying him as a man of sword; and even worse he has led naïve Muslims to believe that violence and terrorism is the solution to the challenges faced by the Islamic world. These so-called Muslim scholars provide intellectual ammunition to the western critic of the Holy Prophet (saw). Hence, some of the responsibility of the negative portrayal of the Holy Prophet (saw) lies with extremist Muslims.

2. Generalization and Selective Reading by the Western Scholars

The opponents of Islam do not use all of the earliest sources of Islam such as the Holy Quran, earlier biographies of the Holy Prophet (saw), hadiths, sunnah etc.... when writing about the life of the Holy Prophet (saw). But when they do, they end up selecting those portions of the earliest sources that confirm their prejudice against the Holy Prophet (saw). For instance, they may pick one verse or one aspect of the life and teaching of the Holy Prophet (saw) and based on that make generalizations about the whole life and teachings of the Holy Prophet (saw) while ignoring other verses which would give an accurate picture.

Let me illustrate this point by an example.

gave a list of things to his followers that they shouldn't do during the times of war. For instance, he said:

- *The old and decrepit and women and children are not to be killed. The possibility of peace should always be kept in view (Abu Dawud).*
- *When Muslims enter enemy territory, they should not strike terror into the general population. They should permit no ill-treatment of common folk (Muslim).*
- *The least possible losses should be inflicted upon the enemy (Abu Dawud).*
- *When a Muslim takes charge of a prisoner of war, the latter is to be fed and clothed in the same way as the Muslim himself (Bukhari).*

It is clear from the Holy Quran and the teachings of the Holy Prophet (saw) that even when Muslims are a target of an offensive war, they are to show respect to the life, liberty and property of the enemies, particularly civilians.

WESTERN PORTRAYAL

There are many western historians and scholars who have given an objective and true picture of the Holy Prophet (saw) as a peaceful prophet. However, the attacks on the Holy Prophet (saw) have been going on for centuries as well. Nevertheless, lately, due to 9/11, we have seen a rising wave of attacks on the Holy Prophet (saw).

Some of the recent books by Robert Spencer, Richard Dawkins[1] and Sam Harris[2] portray, directly or indirectly, the Holy Prophet (saw) as a violent person. My speech will focus on these three authors. For instance, Robert Spencer in his latest book, "Truth about Muhammad" blames the teachings of the Holy Prophet (saw) for the violent acts of terrorism in the contemporary times. He argues that the war and conflict and bloodshed will continue as long as the Muslims keep on using the Holy Prophet (saw) as an inspiration. [3]

The accusations that Richard Dawkins, Sam Harris and Robert Spencer, and other writers, have made against the Holy Prophet (saw) are not new. They repeat the same criticisms offered by the opponents of the Holy Prophet (saw) throughout the millennium.

---

[1] Dawkins, Richard, "God Delusion", Houhgton Mifflin Company, Boston, 2006, p.37
[2] Harris, Sam, "End of Faith", W.W. Norton & Company, New York, 2004, p. 30-34
[3] Spencer, Robert, "Truth about Muhammad", Regenery Publishing, 2006 p. 177

RESPONSE TO THE NEGATIVE PORTRYAL OF THE HOLY PROPHET (SAW) IN THE WESTERN LITERATURE

(Speech delivered by Atif Munawar Mir on Jalsa Seerat un Nabi (saw) in Mississauga Mosque on March, 31, 2007.The speech identifies five main reasons for the attacks on the Life and Teachings of the Holy Prophet (saw). The speech also prescribes a course of action.)

INTRODUCTION

Throughout the centuries, the Holy Prophet (saw) has been falsely accused by his opponents for waging aggressive wars. To deal with this accusation, in my speech, I will discuss the following points:

- What do the Holy Quran and Holy Prophet (saw) say about War?
- Why the Holy Prophet (saw) is often portrayed as a violent prophet in the western literature? What are the real reasons behind this negative portrayal?
- Finally, why should we strive hard to remove the misconceptions held about the Holy Prophet (saw) in the western world?

What do Holy Quran and the Holy Prophet (saw) say about War

It is true that the Holy Prophet (saw) fought wars. But the important question is why he fought those wars. The answer is to be found in the following verses of the Holy Quran:

*"**Permission** to take up arms is given to those against whom war is made, because they have been wronged and Allah, indeed, has power to help them..." (22:40)*

Those who have been driven out from their homes unjustly, only because they said, 'Our Lord is Allah.' And if Allah had not repelled some people by means of others, cloisters and churches and synagogues and mosques, wherein the name of Allah is oft remembered, would surely have been destroyed. And Allah will, surely, help him who helps Him. Allah is, indeed, Powerful, Mighty – (22:42)

This verse clearly lays out that only defensive wars are allowed in Islam. However, in case, the need for a defensive war arises, the Holy Prophet Muhammad (saw)

Objectives, Purposes & Blessings of Jalsa Salana In the Words of the Promised Messiah (Peace be on him!)

Purpose of Jalsa Salana

" The primary purpose of this Convention is to enable every sincere individual to personally experience religious benefits; They may enhance their knowledge and –due to their being blessed and enabled by Allah, The Exalted- their perception [of Allah] may progress. Among its secondary benefits is that this congregational meeting together will promote mutual introduction among all brothers, and it will strengthen the fraternal ties within this Community.. "
(Ishtihar 7 Dec. 1892, Majmoo`ah Ishtiharat Vol. I, Page 340).

Not an Ordinary Convention

" It is essential for all those who can afford to undertake the journey, that they must come to attend this Convention which embodies many blessed objectives. They should disregard minor inconveniences in the cause of Allah and His prophet (peace be upon him.). Allah yields reward to the sincere persons at every step of their way, and no labour and hardship, undertaken in His way, ever goes to waste. I re-emphasize that you must not rank this convention in the same league as other, ordinary, human assemblies. This is a phenomenon that is based purely on the Divine Help, for propagation of Islam. "
(Ishtihar 7 Dec. 1892, Majmoo`ah Ishtiharat Vol. I, Page 341)

Prayer

" I conclude with the prayer that everyone who travels for [attending] this Convention that is for the sake of Allah: ***May Allah, the Exalted, be with him, reward him in abundant measure, have mercy on him, ease up for him his circumstances of hardship and anxiety and eliminate his anguish and grief. May He grant him freedom from every single hardship and lay open for him the ways of [achieving] his cherished goals, and raise him up, on the day of Judgment, among those of His servants who are the recipients of His blessings and Mercy. May He be their Guardian in their absence until after their journey comes to an end.*** *O Allah! O Sublime One and Bestower of bounties, the Ever Merciful and One Who Resolves all problems, do grant all these prayers, and grant us Victory over our opponents with scintillating signs, because You alone have all the prowess and power. Aameen! Aameen!! "*
(Ishtihar 7 Dec. 1892, Majmoo`ah Ishtiharat Vol. I, Page 342)

Surma Chashm Arya

(Collyrium for the eyes of the Aryas)

Hadhrat Ahmad, peace be on him, had gone to Hoshiarpur under divine guidance. There he received the revelation prophesying the birth of a son with great qualities. He was still there (at Hoshiarpur) after the revelation when a certain Arya leader, Murli Dhar, asked for a discussion and his request was accepted. As a result of the acceptance of this request, the discussion took place on 11th and 14th March, 1886 CE. Lala Murli Dhar did not stick to the previously decided conditions of the discussion and the discussion, therefore, could not be completed and concluded as it should have been otherwise. Hadhrat Ahmad, peace be on him, therefore, felt the necessity of telling the reading public what Murli Dhar wanted to ask and what the reply of Hadhrat Ahmad (as) would have been.

The topics discussed in this book are:

The miracle of the splitting of the moon by the Holy Prophet Muhammad, peace and blessings of Allah be upon him.

Is salvation eternal or a limited phase?

The soul and the matter, whether they are uncreated and eternal, or they have been created by God.

Comparison between the Holy Qur'an and the Vedas (the sacred scripture of the Hindus).

The book also contains a challenge in the form of a Mubahila (a prayer duel to prove the truth of a religious doctrine). It closes with a prize of Rs 500/ - for anyone who could refute satisfactorily the proofs adduced by Hadhrat Ahmad (as) in the book Surma Chashm Arya.

Shahna-i-Haq

(Battalion of Truth)

This book (published in 1887) is also named Aryon ki kisi qadr Khidmat aur un ke vedon aur nukta chinion ki kucheh mahiyat (i.e. A little service of the Aryas and the truth about their Vedas and the objections they raise). When Surma Chashm Arya was published, the Aryas were stunned and instead of replying to it in a sober manner, they brought out a book with utterly filthy abuses. They called Hadhrat Ahmad (as) names, and they hurled abusive language on the Holy Qur'an. Hadhrat Ahmad (as) replied to this abusive book with Shahnai Haq. He told them point blank that their threats on his life were meaningless. He was not so much concerned with his life as he was with the spreading of the truth of Islam. Hadhrat Ahmad (as) also told his readers that Lekh Ram of Peshawar who was mostly engineering opposition to him and who was nastily abusive while talking about Islam and its Founder was a man with no knowledge and sense at all.

A letter from Mr. Alex R. Webb of the United States and the reply to it from the pen of Hadhrat Ahmad (as) are given at the close of the book.

Introducing the Books of the Promised Messiah^{as}

(Naseem Saifi)

(The Promised Messiah and Mahdi, Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad^{as}, wrote more than eighty books, mostly in Urdu, Arabic, and Persian. Only a small number of these have been translated into English. In order to hopefully bring English readers closer to the original writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad^{as}, we are serialising Introducing the Books of the Promised Messiah by Mr. Naseem Saifi. In this work. Mr. Saifi has presented a brief account of every book written by the Promised Messiah^{as}).

Purani Tahrirain

(Old Writings)

The book entitled Purani Tahrirain (which means 'Old Writings') contains an article and a correspondence between Hadhrat Ahmad, peace be on him, and some Arya Samajists. The article was written in 1879 CE and the correspondence took place immediately after that, for that also was connected with the article. But these writings were collected and published by a great disciple of Hadhrat Ahmad (as) in 1899. The article and the correspondence make mention of three things:

The falsification of the theory of transmigration and comparison between the Holy Qur'an and the Vedas (the sacred scripture of the Hindus). The logical proofs based on the teachings of the Holy Qur'an, of the fact that God is and He ought to be the Creator of all that is there.

The facts about revelation, its need, and the proofs that revelation really does take place.

The falsification of the Arya ideology of the souls being eternal for ever to ever-and uncreated. The fact of God being the Creator of the souls, as He is the Creator of everything else.

A certain Pundit Kharhak Singh (a member of the Arya Samaj) went to Qadian and asked Hadhrat Ahmad for a discussion on some religious points. The discussion did take place but it was not very fruitful, for Mr. Singh left abruptly. After he left, Hadhrat Ahmad (as) addressed some important members of Arya Samaj and sent them the article which he had read at the public meeting held at the request of Mr. Singh. He asked all of them for a reply and reiterated that the prize of Rs 500/ - which he had announced before was valid with this article as well.

A correspondence ensued. There were two letters from Shiv Narain and one from Bawa Narain Singh (this letter is not included in the booklet). It was published in a magazine called Aftab on 18th February, 1879. All the letters were replied to by Hadhrat Ahmad, peace be on him.

On Vying with One Another in Doing Good

Allah, the Exalted, has said:
"Vie with one another in good works" (2.149).
"Hasten towards forgiveness from your Lord and a Paradise whose price is the heavens and the earth, prepared for the righteous" (3.134).

87. Abu Hurairah relates that the Holy Prophet said: Hasten to do good for soon there will be a succession of disorders like the chasing darknesses of night; a person will start the day believing and will end it disbelieving, or go to bed believing and get up in the morning disbelieving. He will be ready to sell his faith for a worldly advantage *(Muslim).*

88. Utbah ibn Harith relates: I joined the afternoon Prayer led by the Holy Prophet in Medina. The moment he concluded the service he stood up quickly and proceeded to one of his chambers stepping across the shoulders of the worshippers. People were perplexed by such haste. When he came back he perceived that people were wondering what had called him away so urgently. So he said: I recalled that there was left with me a piece of silver (or gold) and this disturbed me. I have now arranged for its distribution *(Bokhari).* Another version is: There was left with me a piece of silver (or gold) which was meant for charity. I was disturbed that it should remain with me overnight. 89. Jabir relates that one man asked the Holy Prophet on the day of Uhud: Tell me, where shall I be if I am killed in battle today? He answered: In Paradise. The man threw away the few dates he held in his hand, plunged into battle and fought on till he was killed *(Muslim).*
90. Abu Hurairah relates that a man came and asked the Holy Prophet: Which giving away in charity is more acceptable to God? He answered: That which you give away while you are in good health, seeking wealth, fearing adversity and hoping for prosperity. Do not delay spending in charity till you are in extremity to say: To So and So this, and to So and So that; for by then they already belong to So and So *(Bokhari and Muslim).*

91. Anas relates that the Holy Prophet took up a sword on the day of the battle of Uhud and said: Who will take this sword from me? Everyone stretched forth his hand saying: I, I. The Holy Prophet said: Who will take its full responsibility? The people hesitated. Then Abu Dujanah said: I shall take it; and with it he cracked the skulls of the pagans *(Muslim).*

93. Abu Hurairah relates that the Holy Prophet said: Hasten to do good before you are overtaken by one of seven misfortunes: perplexing adversity, corrupting prosperity, disabling disease, babbling dotage, sudden death, the worst apprehended Anti-Christ, the Hour, and the Hour will be most grievous and most bitter *(Tirmidhi).*

(Riyadh as-Salihin of Imam Nawawi)
Translated from the Arabic by MUHAMMAD ZAFRULLA KHAN
Gardens of the Righteous, 1975

Briefly, the verse under comment covers all these categories of Khalifas, viz., the Holy Prophet's rightly-guided Khalifas, the Promised Messiah, his Successors and the spiritual Reformers or Mujaddids. Their mission, as the above verse says, is to protect the Law and to bring back "the erring flock into the Master's fold."

The special marks and characteristics of these Khalifas are:

- They are appointed Khalifas through God's own decree in the sense that the hearts of believers become inclined towards them and they voluntarily accept them as their Khalifas;
- the religion which their mission is to serve becomes firmly established through their prayers and missionary efforts;
- they enjoy equanimity and peace of mind amidst hardships, privations or persecution which nothing can disturb; and
- they worship God alone, i.e. in the discharge of their great responsibilities they fear no one and they carry on their duties undaunted and without being discouraged or dismayed by the difficulties that stand in their way.

The verse may also be regarded as embodying a prophecy which was made at a time when Islam was very weak and idols were being worshipped throughout Arabia and the Muslims being small in number feared for their very lives, and yet in the course of only a generation the prophecy was literally fulfilled. Idolatry disappeared from Arabia and Islam became firmly established not only in Arabia but also reigned supreme in the whole world and the followers of the Holy Prophet, erstwhile regarded as the dregs and scum of humanity, became the leaders and teachers of nations.

The words, "Whosoever is ungrateful after that, they will be the rebellious," signify that Khilafat is a great Divine blessing. Without it there can be no solidarity, cohesion and unity among Muslims and therefore they can make no real progress without it. If Muslims do not show proper appreciation of Khilafat by giving unstinted support and obedience to their Khalifas they will forfeit this great Divine boon and in addition will draw the displeasure of God upon themselves.

(The Holy Quran with English Translation and Commentary, Vol. 4, pp. 1869-1870.)

Prophesy of the Holy Prophet Muhammad (saw)

"Prophethood shall remain among you as long as Allah shall will. He will bring about its end and follow it with Khilafat on the precepts of prophethood for as long as He shall will and then bring about its end. A tyrannical monarchy will then follow and will remain as long as Allah shall will and then come to an end. There will follow thereafter monarchial despotism to last as long as Allah shall will and come to an end upon His decree. There will then emerge Khilafat on precept of Prophethood." The Holy Prophet[SAW] said no more. (Masnad Ahmad)

A Passage from the Quran on Khilafat

The Muslim Sunrise, Summer 1995

Allah had promised to those among you who believe and do good works that He will surely make them Successors in the earth, as He made Successors from among those who were before them; and that He will surely establish for them their religion which He has chosen for them; and that He will surely give them in exchange security and peace after their fear: They will worship Me, and they will not associate anything with Me. Then who so is ungrateful after that, they will be the rebellious.

(Surah Al-Nur, Verse 56)

Commentary:

The present verse embodies a promise that Muslims will be vouchsafed both spiritual and temporal leadership. The promise is made to the whole Muslim nation but the institution of Khilafat will take a palpable form in the person of certain individuals who will be the Prophet's Successors and the representatives of the whole nation. They will be, as it were, Khilafat personified. The verse further says that the fulfillment of this promise will depend on the Muslims' observing the Prayer and giving the Zakat and on their obeying the Messenger of God in all religious and temporal matters concerning the nation. When they will have fulfilled these conditions, the boon of Khilafat will be bestowed upon them and they will be made the leaders of nations; their state of fear will give place to a condition of safety and security, Islam will reign supreme in the world, and above all the Oneness and Unity of God - the real purpose and object of Islam - will become firmly established.

The promise of the establishment of Khilafat is clear and unmistakable. As the Holy Prophet is now humanity's sole guide for all time, his Khilafat must continue to exist in one form or another in the world till the end of time, all other Khilafahs having ceased to exist. This is among many others the Holy Prophet's distinct superiority over all other Prophets and Messengers of God. Our age has witnessed his greatest spiritual Khalifa in the person of Ahmad, the Promised Messiah.

The Qur'an has mentioned three kinds of Khalifas:

1. Khalifas, who are Prophets such as Adam and David. About Adam, God says in the Qur'an: "I am about to place a vicegerent in the earth" *(2:31)*; and about David He says: "O David, We have made thee a vicegerent in the earth" *(38:27)*.
2. Prophets who are the Khalifas of another and a greater Prophet such as the Isrealite Prophets who all were the Khalifas of Moses. About them the Qur'an says: "We have sent down the Torah wherein was guidance and light. By it did the Prophets who were obedient to Us judge for the Jews:" *(5:45)*.
3. Non-Prophet Khalifas of a Prophet, with or without temporal powers, such as godly people learned in the Law. Their mission is to protect and preserve the law from being tampered with *(5:45)*.

Selected Verses from the Holy Qur'ān

Chapter 29: Al-`Ankabut

[29:1] In the name of Allah, the Gracious, the Merciful.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (1)

[29:2] Alif, Lam, Mim.

الٓمّٓ (2)

[29:3] Do men think that they will be left alone because they say, 'We believe,' and that they will not be tried?

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (3)

[29:4] And We did try those who were before them. So Allah will, assuredly, know those who are truthful and He will, assuredly, know the liars.

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (4)

[29:5] Or, those who commit evil deeds imagine that they will escape US? How ill they judge!

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (5)

[29:6] Whoso hopes to meet Allah, let him be prepared for it, for Allah's appointed time is certainly coming. And He is the All-Hearing, the All-Knowing.

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (6)

[29:7] And whoso strives, strives only for his own soul; verily, Allah is Independent of all His creatures.

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (7)

[29:8] And as to those who believe and do righteous deeds We shall surely, remove from them their evils, and We shall, surely, give them the best reward of their works.

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (8)

[29:9] And We have enjoined on man kindness to his parents; but if they contend with thee to make thee associate that with ME of which thou hast no knowledge, then obey them not. Unto ME is your return, and I shall inform you of what you did.

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (9)

[29:10] And those who believe and do righteous deeds - them We shall, surely, admit into the company of the righteous.

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ (10)

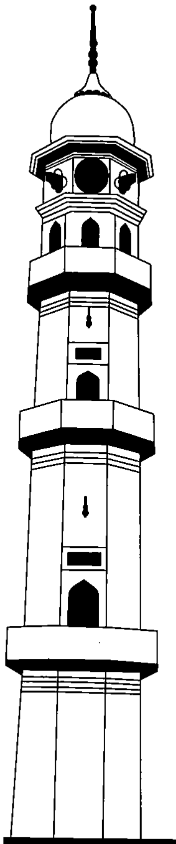

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ

(Holy Qur'ān, 3:53 & 61:15)

Quarterly

Nahnu Ansarullah Canada

Volume VIII, No. II
April 2007– June 2007

A publication of
Majlis Ansarullah Canada
An auxiliary of
Ahmadiyya Muslim Jama'at Canada

Editorial Board
Nahnu Ansarullah Canada

Amir Ahmadiyya Muslim Jama'at
Lal Khan Malik

Sadr Majlis Ansarullah
Kaleem Ahmad Malik

Qai'd Umumi & Coordinator
Hamid Latif Bhatti

Qai'd Isha'at & Manager
Mohammad Zubair Mangla

Addl. Qai'd Isha'at & Editor Urdu
Nasir Ahmad Vance

Addl. Qai'd Isha'at & Editor English
Dr. Sajid Ahmad

Majlis Ansarullah Canada
100 Ahmadiyya Avenue,
Maple, ON
L6A 3A4

In this Issue

1	Selected Verses from Holy Qur'an	2
2	Khilafat In the Holy Qur'an	3
3	Introducing the Books of the Promised Messiah[as]	6
4	Objectives, Purposes & Blessings of Jalsa Salana	8
5	Response to the negative portrayal of the Holy Prophet (saw) in the western literature	9
6	Care of the Aged	17
7	The Message of Khalifatul Masih V	19

AHMADIYYA VOLLEYBALL TOURNAMENT 2007

HELD AT BAIT-UL-ISLAM

AHMADIYYA VOLLEYBALL TOURNAMENT 2007

HELD AT BAIT-UL-ISLAM

Dreaming of Your Own Home?

4 1 6 7 8 8 0 5 3 7

Are you currently renting?
Are you working?
Are you serious about your financial future?

If your answer is "YES", contact me for free consultation and advice.

For sincere assistance and guidance to make your dream come true, contact:

Fazal Shahid (Salesperson)
Direct Line: **416-788-0537**
Office Line: **416-742-8000**
fashahid@gmail.com
Century21 People's Choice Reality Inc.

$90,000

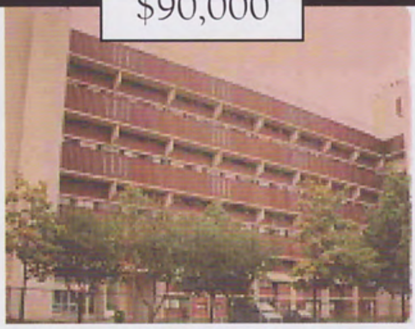

Toronto

- 3 Bedroom Condo
- 2 Washrooms
- 5-Appliances
- Convenient Location

$110,000

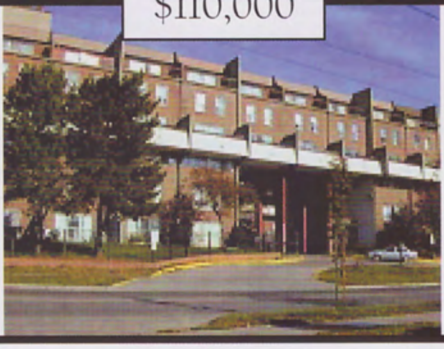

North York

- 3 Bedroom Condo T/H
- 2 Washrooms
- 5-Appliances
- Convenient Location

$263,900

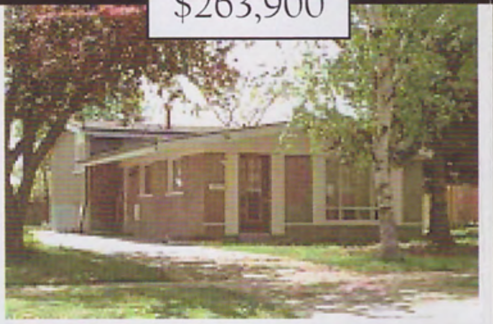

North York

- 3+1 Bedroom Detached
- 2 Washrooms
- Finished Basement
- Excellent Location

NAHNU ANSARULLAH CANADA

VOLUME 9, NO. 2
APRIL 2007– JUNE 2007

CONSTRUCTION OF CALGARY MOSQUE